(979)

سعة المجال الى ما يحل ويحرم من الارزاق والاموال

طبع في المطبع مفيد عام الكائن
في بلدة اكره في سنة ١٣٠٣
الهجرية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی امر المومنین بما امر بہ المرسلین من اکل الطیبات والصلوٰۃ والسلام علی من فضلہ اللہ علی جمیع الکائنات وعلی آلہ وصحبہ اولی الدرجات العالیات

اما بعد اس رسالۂ مختصر میں بیان کرنا سوال ہے کہ کسب طاہر و مشارب حلال و حرام کا مقصود ہے اسلئے کہ کسی بشر کو رزق سے چارہ نہیں ہے ہر انسان واسطے ابقاء حیات کے تحصیل مال میں سعی رہتا ناچار علوم کرنا حلال و حرام مال و رزق کا ہر بشر مومن پر فرض ہے تاکہ مال حلال پیدا کر کے اپنی زندگی بسر کرے اور رزق حرام سے بچکر عار و نار سے محفوظ رہے یہ رسالہ ایک مقدمہ اور خمیہ باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے **مقدمہ** حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ای لوگو اللہ تعالیٰ طیب ہے قبول نہیں کرتا مگر طیب اور بیشک اللہ نے تکم کیا ہے مومنوں کو اوسی کام کا جسکا حکم رسولوں کو کیا ہے فرمایا یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اور فرمایا یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم پھر حضرت نے ذکر کیا ایک شخص کا جو لمبا سفر کرتا ہے پریشان صورت غبار آلودہ ہے دراز کرتا ہے دونوں ہاتھ

اپنے طرف آسمان کے کہتا ہے ای رب ای رب حالانکہ یہ ماکول اوسکا حرام ہے اور مشروب اوسکا حرام ہے
اور ملبوس اوسکا حرام ہے اور غذا دیا گیا ہے وہ حرام سے اب کس طرح اوسکی دعا قبول ہو اخرجہ مسلم
والترمذی لفظ حدیث کا اشعث اغبر ہے ربیع نے کہا اشعث وہ ہے جو بعید العہد ہو دہن و غسل
وانظافت سے اسی طرح اغبر انتہی سفر میں آدمی سے انتظام نہانے دھونے سر و بدن صاف رکھنے
نہیں ہوتا ہے گرد آلودہ پریشان صورت رہتا ہے طلب رزق میں دور دور تک مارا پھرتا ہے اللہ
پاک سے دعا کرتا ہے وسعت رزق چاہتا ہے لیکن دعا قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ کھانا پینا پہننا سب
تو حرام سے ہوتا ہے اور اللہ حرام قبول نہیں کرتا اسلئے وہ دعا نامقبول رہتی ہے معلوم ہوا کہ
قبول دعا کے لئے حلت رزق کی شرط ہے قید سفر کی اس جگہ اتفاقی ہے ورنہ جسکی غذا حشر میں
رزق حرام سے ہے اوسکی دعا بھی قبول نہیں ہوتی ہے عدم قبول دعا دلیل ہے عدم قبول عبادت
پر اسلئے کہ دعا عبادت بلکہ مخ عبادت ہے سو جب عبادت قبول نہوئی اور یہ شخص بے عبادت ٹھیرا تو
اب لائق مغفرت و جنت کے نہوگا بلکہ مستحق نار کا ہوگا اس حدیث میں حث و تحریص فرمائی ہے
کسب رزق حلال پر تحذیر کی ہے کسب مال حرام سے خولانصاریہ کہتے ہیں حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ تخوض کرتے ہیں اللہ کے مال میں ناحق اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اخرجہ البخاری
والترمذی ربیع نے کہا مراد تخوض سے یہ ہے کہ ہر طرح چرا خورد و تملک مال کا بغیر حق کرے جس طرح
کوئی آدمی اپنی میں دائیں بائیں اپنے ہاتھ پاؤں مارتا ہے انتہی یعنے ای طرح یہ شخص بھی
ہر طرح مفت مال لیتا ہے کچھ پروا حلال حرام کی نہیں کرتا ہے حق ناحق کو نہیں پہچانتا ہے ابوہریرہ کا
لفظ مرفوع یہ ہے آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پروا نکریگا آدمی کہ کھانے لیا حلال سے یا حرام سے
رواہ البخاری والنسائی رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پھر او سوقت اونکی دعا قبول نہوگی
وہ زمانہ یہی زمانہ ہے بلکہ ایک عمر دراز سے اہل زمان نے تمیز سے حلال و حرام رزق کے آنکھ بند کر لی ہے
کانوں میں تیل ڈال کر بیٹھ رہے ہیں مطلب حصول مال سے رکھا ہے نہ حرام و حلال سے
عبداللہ بن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں نہیں کماتا کوئی بندہ مال حرام پھر صدقہ دیتا ہے او سمیں سے

اور وہ قبول ہو اوس سے اور نہین نفع کرتا ہے اوس مال حرام سے پھر برکت دیجاوے اور نہین اور نہین چھوڑ جاتا ہے اوسکو بلکہ اپنے نگر ہوتا ہے وہ زاد راہ اوسکا طرف آگ کے اللہ برائی کو برائی سے نہین چھوڑتا ہے لیکن برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے ناپاک کیا ناپاک کو محو کر دیگا رواہ احمد وکذا فی شرح السنۃ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا مال حرام سے موجب دخول نار کا ہے سبب مغفرت پروردگار کا صدقہ دینے سے آدمی آگ دوزخ سے بچتا تھا اسی لئے حدیث مین آیا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ اور صدقہ اللہ کے غضب کا بجھانیوالا ہوا تھا کما قال صلوم الصدقۃ تطفی غضب الرب لیکن جب یہ صدقہ مال حرام سے واقع ہوتا ہے تو پھر صدقہ دینے والے کو دیر ہم کی کرتا ہے اللہ کو اوپر غصہ آتا ہے اوسنے تو یہ صدقہ اسلئے دیا تھا کہ کفارہ اوسکی سیئات کا ہوگا لکن وہ صدقہ سبب اوسکے دخول نار کا ہو گیا جس طرح کوئی شخص مثلاً رشوت کا مال جمع کرے پھر اوس مال کو کسی امر خیر مین صرف کرے کہ یہ صدقہ اوسکے لئے جالب بلا ہو جاویگا۔ راد قضا الجہر یہ مرفوعاً کہتے ہین جسنے جمع کیا مال حرام پھر صدقہ دیا تو نہین ہے واسطے اوسکے کچھ اجر بلکہ اوسپر اوسکا امر ہے رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما ورواہ ابو داؤد فی المراسیل عن القاسم بن محیرۃ لفظ ابو داؤد کا یہ ہے جسنے کمایا مال گناہ سے پھر صلہ رحم کیا یا صدقہ دیا یا راہ خدا مین خرچ کیا تو وہ سارا مال جمع کر کے جہنم مین پھینکدیا جاویگا مراد اس سے جانا صاحب مال حرام کا دوزخ مین جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل نہوگا جنت مین وہ گوشت جو اگا ہے سحت یعنی مال حرام سے ہر گوشت جو اگا ہے سحت سے نار لائق تر ہے ساتھ اوسکے رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان معلوم ہوا کہ حرام خوار دوزخ مین جاویگا ابو ہریرہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تا کون چیز لوگون کو اکثر داخل نار کرتی ہے فرمایا فرج رواہ الترمذی یعنی مال حرام کہانا حرام کاری کرنا علیہ سعدی مرفوعاً کہتے ہین بندہ درجۂ متقین کو نہین پہنچتا ہے یہان تک کہ چھوڑ دے وہ چیز جسمین کچھ ڈر نہین ہے واسطے حذر کے اوس چیز سے جسمین کہ ڈر ہے رواہ الترمذی وابن ماجۃ یعنی واسطے حصول مرتبۂ تقوی کے یہ بھی ضرور ہے کہ مباحات سے بھی کچھ نہ لے حرام

چیز سے بھی بچا کسیکو متقی نہین بنا دیتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ مرفوعا کہتے ہین داخل نہوگا جنت مین
وہ جسد جو غذا دیا گیا ہے حرام سے رواہ البیہقی فی شعب الایمان ابن عمر کا لفظ یہ ہے جسنے
خرید کیا کوئی کپڑا دس درہم کو اور اوسمین ایک درہم حرام ہے قبول نہین کرتا اللہ نماز اوسکی جبتک
کہ وہ کپڑا اوسکے بدن پر ہے پھر داخل کیمن ابن عمر نے دونون اونگلیان اپنے دونون کانون مین
اور کہا بہرے ہو جائین یہ کان اگر انہون نے اس حدیث کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نسنا ہو کہ وہ اسی طرح فرماتے تھے رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان وقال اسنادہ
ضعیف معلوم ہوا کہ جب ناپاک مال اگرچہ قلیل ہو کسی مال پاک مین اگرچہ کثیر ہو ملجاتا ہے تو اوس
سارے مال کو ناپاک کر دیتا ہے جس طرح کوئی شخص سو روپیہ پر ایک دو روپیہ سود کا لیوے تو
یہ سود اوس سارے روپیہ کو ناپاک بنا دیتا ہے حلال مال ناحق ذرا سے اختلال سے حرام ٹھیر جاتا
یا مشتبہ ہو جاتا ہے ایک جماعت اہل علم کا یہی قول ہے دوسری جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب
حرام کثیر اور حلال قلیل ہوتا ہے تو اوسکا یہی حکم ہے اور اگر حلال کثیر اور حرام قلیل ہے تو پھر سارا
مال حرام نہین ہوتا اسکی تنقیح باب ششم رسالہ ہذا مین آئیگی ف اسلیئے طلب حلال مین تاکید
شدید آئی ہے حدیث عبداللہ مین فرمایا ہے طلب کرنا حلال کمائی کا فریضہ ہے بعد فریضہ کے رواہ
البیہقی فی شعب الایمان یہ طلب اوس شخص پر فرض ہوتی ہے جو اپنی جان کے لئے محتاج مال کا
ہے یا جسکے سر پر مؤنت اہل وعیال کی پڑی ہے ہر شخص مخاطب ساتھہ اس فرضیت کے نہین ہے
کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جنکا نفقہ دوسرون کے ذمہ پر ہوتا ہے مراد فریضہ ہونیسے بعد
فریضہ کے یہ ہے کہ پہلا فریضہ نماز روزہ حج وغیرہا تھا اوسکے بعد کمانا رزق حلال کا اسلیئے فرض ٹھیرا
کہ کسب حلال اصل ورع واساس تقوی ہے انس کا لفظ مرفوع یہ ہے طلب کرنا حلال کا واجب
ہے ہر مسلمان پر رواہ الطبرانی فی الاوسط ابوسعید خدری کا لفظ مرفوعا یون ہے جسنے کہا یا
پاک یعنی رزق حلال اور عمل کیا سنت پر اور امن مین رہے لوگ اوسکے بوائق یعنی شرور وغوائل
سے وہ داخل ہوگا جنت مین رواہ الترمذی ابن عمرو مرفوعا کہتے ہین حضرت نے کہا چار چیزین

ہین جب تجمہ مین مونگی تو نہین کچھ ڈر تجہیز جو فوت ہوا دنیا سے حفظ امانت صدق حدیث حسن خلق
عفت طعمہ رواہ احمد ابو سعید نے مرفوعاً کہا ہے جس شخص نے کمایا مال حلال پھر کھلایا اپنی جان
کو اور پہنایا تو اب جو کچھ اوسکے سوا ہے وہ اوسکے لئے زکوٰۃ ہے رواہ ابن حبان فی صحیحہ انس
نے کہا حضرت نے ایک دانہ کھجور کا راہ مین پڑا پایا فرمایا اگر یہ ڈر نہوتا کہ کہین صدقہ کا ہو تو مین اوسکو
کھاتا رواہ البخاری و مسلم مراد حلال سے یہ ہے کہ حرام یقین نہو تا کہ شامل شبہات سے حدیث
مین ہو حکم حزہ کا مشتبہ سے آیا ہے بطور احتیاط کے ہے نہ بطریق فرض کے کذا فی المرقاۃ لکن جو شخص
مشتبہات سے نہین بچتا ہے وہ متقی نہین ہوتا ہے اوسکے لئے ڈر وقوع کا حرام مین ہر دم لگا
ہوا ہے حدیث نعمان بن بشیر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حلال کھلا ہوا
ہے حرام کھلا ہوا ہے ان دونون کے بیچ مین شبہات ہین جنکو اکثر لوگ نہین جانتے سو جو
کوئی بچا شبہات سے اوسنے پاک صاف کیا اپنے دین و آبرو کو اور جو کوئی گرپڑا شبہات مین وہ گرا پڑا
حرام مین جیسے چرنے والا گرد چراگاہ کے قریب ہے کہ چرنے لگے وہ چراگاہ ہین سن رکھو ہر بادشاہ کا
ایک چراگاہ ہوتا ہے اللہ کا چراگاہ اوسکے محارم ہین جسد مین ایک پارہ گوشت ہے جب وہ درست
ہوا تو سارا جسد درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا جسد بگڑ جاتا ہے وہ پارہ گوشت دل ہے
متفق علیہ وبیع نے کہا ہے اخرجہ الخمسۃ اس حدیث کی شرح بہت دراز ہے ہمنے کتاب
دلیل الطالب مین لکھی ہے یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے دار مدار بہت سے احکام حلال و حرام کا
اسی حدیث پر ہے سلمان فارسی و ابن عباس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
حلال وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب مین حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب
مین حرام فرمایا ہے اور جس شئے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے تم خواہی نخواہی اوسکا
سوال نکرو اخرجہ رزین حدیث طویل ابن مسعود مین مرفوعاً آیا ہے تم شرماؤ خدا سے حق
شرمانے کا پھر فرمایا یہ شرمانا یون ہوتا ہے کہ تحفظ البطن وما حوی یعنے پیٹ کو رزق حرام
سے محفوظ رکھے رواہ الترمذی معاذ کا لفظ مرفوعاً یون ہے جنبش نکرینگے قدم بندے کے

دن قیامت کو یہانتک کہ سوال کیا جائیگا وہ چار چیزون سے منجملہ اونکے ایک یہ فرمایا وعن مالہ من این اکتسبہ وفیم انفقہ رواہ البیہقی وغیرہ یعنے تونے مال کہانسے کمایا اور کس جگہہ اوٹھایا کعب بن عجرہ کہتے ہین حضرتؐ نے مجھسے فرمایا اے کعب داخل نہین ہوتا ہے جنت مین وہ گوشت وخون جو اگا ہے سحت پر یعنی مال حرام سے نار اولی تر ہے ساتھہ اوسکے اے کعب لوگ دو طرح پر صبح کرتے ہین ایک اپنی جان کو چھڑا لیتا ہے دوسرا اوسکو ہلاک کر دیتا ہے رواہ الترمذی یعنی اگر صبح کو اوٹھکر رزق حلال طلب کیا تو ناجی رہا اور اگر مال حرام کمایا تو ہلاک ہوا حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات یاد کرلی ہے کہ چھوڑ دے تو اوس شئے کو جو شک مین ڈالے تجھکو اور لے تو وہ شئے جو شک مین نڈالے تجھکو رواہ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جس مال کی حلت وحرمت مین شک پڑے اوسکو ترک کردے معلوم ہوا کہ مال مشتبہ الحال سے بچنا ضرور ہے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہین افضل دین ورع ہے یعنی پرہیزگاری کہ تمامہ مین رواہ الطبرانی فی معاجمہ الثلثۃ حذیفہ کا لفظ مرفوع یہ ہے بہتر دین تمہارا ورع ہے یعنی پرہیزگاری کرنا رواہ الطبرانی فی الاوسط ٭

باب اول

اس بیان مین کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھہ نے کمایا ہے اور طلب رزق مین اجمال چاہیئے نہ حرص مال پر مقدام بن معدیکرب مرفوعاً کہتے ہین نہین کہایا کسی شخص نے کوئی طعام بہتر اس سے کہ اپنے ہاتھہ کے عمل سے کماوے نبی اللہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھہ کے کام سے کہاتے تھے رواہ البخاری حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اسکا ذکر قرآن شریف مین بھی آیا ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ تھے حرفہ مین اگر عیب ہوتا تو اللہ اپنے نبیون کو اوس سے بچاتا نوح علیہ السلام نجار تھے ابراہیم علیہ السلام بزاز تھے اسمعیل علیہ السلام حیاد تھے ہمارے حضرتؐ نے شبانی گوسفند کی کی تھی صحابہ اکثر

تجار و مزارع سے ابن عمر کہتے ہین حضرت سے پوچھا کون سا کسب افضل ہے فرمایا کام کرنا آدمی کا اپنے ہاتھ سے اور ہر بیع مبرور رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر یعنے ہاتھ سے مزدوری کر کے کھانا افضل کسب ہے کعب بن عجرہ کہتے ہین ایک آدمی کا گزر حضرت پر ہوا اصحاب نے اوسکی مضبوطی و نشاط دیکھکر کہا ای رسول خدا اگر یہ حال اسکا راہ خدا مین ہوتا تو کیا اچھا ہوتا فرمایا اگر یہ اسلئے باہر نکلا ہے کہ اپنی جان پر سعی کرے اوسکو عفیف بنالے تو یہ راہ خدا مین ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ اپنی اولاد صغار پر سعی کرے تو بھی یہ راہ خدا مین ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ بوڑھے ماں باپ کے لئے سعی کرے کمالے تو بھی یہ راہ خدا مین ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ ریا و مفاخرت مین سعی کرے تو پھر راہ شیطان مین ہے رواہ الطبرانی معلوم ہوا کہ کسب کرنا مال کا اپنے اور والدین اور اولاد کے لئے موجب اجر جزیل کا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ کمانا مال کا واسطے ریا و فخر کے گناہ ہے بعض لوگ جنکے پاس مال اقدر کفاف بلکہ حاجت سے زیادہ موجود ہوتا ہے نوکری چاکری کرتے پھرتے ہین دو مطلب سے ایک واسطے جمع مال کے بلا امتیاز حرام و حلال کے دوسرے واسطے طلب حکومت و علو کے سو یہ دونون صورتین راہ شیطان کی ہین اللہ پاک نے قرآن مقدس مین فرمایا ہے تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین ف عبداللہ بن مسعود مرفوعاً کہتے ہین کہ سمت و تؤدت و اقتصاد ایک جزو ہے چوبیس اجزاء نبوت سے رواہ الترمذی مراد اقتصاد سے میانہ روی ہے بس کام مین کسب مال ہو یا اکل حلال جابر نے مرفوعاً کہا ہے تم دیر سے ہمجو رزق مین کیونکہ نہین مرتا ہے کوئی بندہ یہانتک کہ اپنے آخر رزق کو پہنچے جو اوسکے لئے مقدر ہے تم اجمال کرو طلب مین حلال لو حرام کو چھوڑ دو رواہ ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ رزق مقدر ضرور ہی ملتا ہے خواہ اوسکے لئے کوشش کرے یا نکرے ۵

بے غمس ہرگز نماند صنعت کبوتر			رزق را روزی رسان پرمیدہد

یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع مال و کسب منال مین بالکل ہمہ تن منہمک و مستغرق ہو جانے کہ شغل

رسولہ محمد وعلی والہ والاصحاب الی یوم الحساب ؕ

مقدمہ بیان مین علوم کے

مطلق علم کا تصور کرنا ضروری ہے یا نظری جسکی تعریف بیان کرنا مشکل ہے یا مشکل نہین ہے پہلی بات مذہب ہے امام رازی کا دوسری بات مذہب ہے امام الحرمین وغزالی کا تیسری بات مذہب ہے جمہور کا یہی راجح بھی ہے سو جب یہ تصور نظری سہل التعریف ٹھہرا تو اسکی تعریف مین پندرہ قول ہین ہر قول پر ایراد آتا ہے وہ قول جسکو علامہ شریف نے احسن باقیل فیہ کہا ہے یہ ہے ھو صفۃ یتجلی بھا المذکور لمن قامت ھی بہ ومعناہ ان صفۃ یکشف بھا لمن قامت بہ ما من شانہ ان یذکر انکشافا تاما لا اشتباہ فیہ انتہی ف ۱ علم بالشئی مستلزم ہے وجود کو اوس شئی کے ذہن مین یا ایک علاقہ ہے درمیان عالم ومعلوم کے ذہن مین اول مذہب ہے فلاسفہ وبعض متکلمین کا اور ثانی مذہب ہے جمہور اہل کلام کا پہلے قول پر یہ امر بلا نزاع ثابت ہے کہ جب کوئی شئے معلوم ہوتی ہے تو تین امر متحقق ہوتے ہین ایک صورت حاصلہ ذہن مین دوسرے ارتسام اوس صورت کا ذہن مین تیسرے قبول کرنا نفس کا اوس صورت کو رہی یہ بات کہ علم ان تین سے کون شئی ہوا سو ہر طرف ایک گروہ گیا ہے پھر ان مین اختلاف ہے کہ علم مقولہ کیف ہے یا انفعال یا اضافت اصح یہ ہے کہ مقولہ کیف ہے رہا معلوم سو وہ مقولہ جوہر ہے یا کوئی اور مقولہ ف ۲ معنی حقیقی لفظ علم کے ادراک ہین اگرچہ اطلاق علم کا کبھی نام علم پر آتا ہے جیسے علم تفسیر وعلم حدیث اور کبھی مسئلہ خاص پر جسطرح کہ فلان شخص علم حدیث یا قرآن جانتا ہے اور کبھی تصدیق پر اوس مسئلہ کی دلیل سے اور کبھی اوس ملکہ پر جسکے سبب سے اوس تصدیق کے حاصل ہوتا ہے ف ۳ تمائز علوم کا فی انفسہا موضوعات سے ہوتا ہے اگرچہ کبھی کسی دوسری شئے سے بھی یہ امتیاز حاصل ہونا جائز ہے جیسے غایت ومحمول پھر موضوع علم کا وہ شئی ہے جسکی طرف موضوعات مسائل منتقل ہون یہی مطلب ہے اس قول کا ما یبحث فیہ عن عوارضہ الذاتیۃ مبادی وہ معلومات ہین جنکا استعمال علوم مین واسطے بنانے مطالب کے

ہوتا ہے مسائل علوم وہ قضایا ہین کہ ہر علم مین مبحث اوسکے محمولات کے ہمراہ دلیل طریق موضوعات بمطلوب ہوتی ہے غایت علم وہ ہے جسکے لئے وہ طلب کیا جاتا ہے جیسے غایت علم کتاب وسنت کی یہ ہے کہ اوسپر عمل کیا جائے **قسمت** تقسیمات معتبرہ واسطے علم کے پانچ ہین ہر علم سے قسمت علوم کی اقسامات مختلفہ سے کی ہے سب سے متداول تقسیم ہے جو صاحب مفتاح السعادۃ نے لکھی ہے جسکے بیسویں کا وجود وما بطرح ہوتا ہے کہ کمابت عبارت از بیان اعیان ہین اور ہر سابق وسیلہ ہے طرف لاحق کے خط دلیل ہے لفظ پر لفظ دلیل ہے مافی الذہن پر مافی الذہن دلیل ہے مافی الاعیان پر وجود بھی ہر شے کا اصل وجود حقیقی ہوتا ہے اور وجود ذہنی مین اختلاف ہے کہ حقیقی ہے یا مجازی دونون نوع اول قطعاً مجاز ہین اور جو علم متعلق بر سہ قسم کے ہے وہ الہٰی آلی ہے اور جو علم متعلق باعیان ہو وہ عملی ہے یا نظری پھر ہر ایک مین انمین سے اگر بحث اس واسطے ہے کہ وہ ماخوذ ہے شرع سے تو وہ علم شرعی ہے اور اگر اس واسطے ہے کہ مستفاد عقل ہے تو علم حکمی ہے یہ سب چھ اصول ہوئے ہر اصل کی انواع ہین اور ہر نوع کے فروع مین جبکی گنتی ڈیڑھ سو نوع تک پہنچتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تک اصول ششم مین سارے علوم شرعیہ داخل ہین اور سب اصول کے اعتبار سے تین سو پانچ علم ہوتے ہین جسے ذکر ان علوم کا کتاب ابجد العلوم مین کیا ہے **تعقب** کسی کتاب پر خصوصاً ایسی کتاب پر جو طول طویل ہو بہ نسبت تالیف وضع وترصیف کے بہت سہل بات ہوتی ہے اسلئے عظیمہ وہیاکل قدیمہ کو دیکھو کہ جو شخص قوت وقدرت نہین رکھتا ہے وہ اون کے بانی پر اعتراض کرتا ہے اور اگر اوس معترض سے کہا جائے کہ تو ایک خشت یا سنگ دوسری خشت یا سنگ پر اسی طرح رکھدے جسطرح کہ بانی نے رکھا ہے تو ہرگز وہ نہ رکھ سکے **ایضاً حکایت** استاذ البلغاء قاضی عبد الرحیم بیسانی نے عماد اصفہانی کو جبکہ انہون نے اپنے کلام پر استدراک کیا تھا بطور معذرت یہ لکھا تھا انہ قد وقع لی شیٔ وما ادری اوقع لک ام لا وھا انا اخبرک بہ وذلک انی رایت انہ لا یکتب انسان کتابا فی یومہ الا قال فی غدہ لو غیر ھذا لکان احسن ولو زید لکان یستحسن ولو قدم ھذا لکان افضل ولو ترک ھذا لکان اجمل

وھذا من اعظم العیر وھو دلیل علی استیلاء النقص علی جملۃ البشر انتھی ھذا اعتذار قلیل المقدار عن جمیع الایرادات والاسقاط اجمالا واما التفصیل فھو فی موضعہ کل علم مع توجیہ بالانصاف وعلم اسی طرح معاصرت اصل منافرت ہوتی ہے سوا اون لوگون کے جو صاحب حظ عظیم ہین ایسے لوگ ہر عہد مین کم ہوئے ہین جنہون نے انصاف کیا اور اعتساف سے دور رہے ورنہ تالیف کرنا نشانہ اعتراض بننا ہے مشتاق اعتراض کا غالبًا جہل یا قلت علم و اطلاع یا حجاب طبع ورسم ہوتا ہے لکن عائقیت جہل اکثر واسطے معترض عالیہ کے ہوتی ہے ؎

مجنون شوم زہر کہ بمن کج کند نگاہ		تیر کجست آیۂ رحمت نشانہ را	

۵ شرف وفضل علم کا اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی عالم وجاہل برابر نہین ہوتا ہے عالم عالم ہے اور جاہل جاہل ہے **۶** قال تعالی یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات اور احادیث فضائل علم کی مشہور ہین بسبب قوت دلیل کے حاجت ذکر کرنے اخبار کی اس جگہ نہین ہے اور اگر دل نہ مانے تو طرف کتاب مکارم الاخلاق ترجمہ ریاض الصالحین نووی کے اور طرف کتاب احیاء العلوم کے رجوع کرنا چاہئے اسپر بھی قناعت نہو تو کتاب مشکوۃ المصابیح وکتب صحاح ستہ وکتاب تیسیر الوصول موجود ومتداول ہین وفیھا ما یشفی العلیل ویروی الغلیل **۷** کوئی شئے دنیا مین علم سے زیادہ مزے دار اور فائدہ بخش نہین ہے کیونکہ یہ ایک لذت روحانی محض ہے اور لذت جسمانی حقیقت مین دور کرنا الم کا ہوتا ہے مثلًا کھانے مین جو مزہ ملتا ہے وہ دور کرنا الم گرسنگی کا ہی یا جو لذت جماع مین حاصل ہوتی ہے وہ دفع الم امتلاء ہے بخلاف لذت روحانی کے کہ وہ لذائذ جسمانیہ سے الذ واشہی ہوتی ہے امام محمد بن حسن شیبانی وقت حل مشکل علم کے یہ کہتے تھے این ابناء الملوک من ھذہ اللذۃ خصوصًا جبکہ تفکر حقائق ملکوت واسرار لاہوت مین ہو کہ پھر اوسکے برابر کوئی لذت نہین ہے کتاب التفکر احیاء العلوم کو دیکھو اللہ کی قدرت نظر آتی ہے یہ وہ لذت ہے جسمین عزل ونصب نہین ہوتا ہمیشہ قائم رہتی ہے اور کوئی اوسمین مزاحم

نہیں ہر تا ہے معلومات نہایت وسیع و زائد ہیں اسی طرح شرکا بھی بہت ہیں معذا جس والی بات کو دیکھو وہی تمنا کرتا ہے کہ ہمارے کی عزت مثل عزت اہل علم کے ہو کیونکہ ان میسیا ہے کا ذیل اس مقصد سے مانع ہیں یہ شرف علم کا لذاتہ ہے راشرف بغیرہ ہو الاخر ہی میں یوں ہے کہ علم ایک وسیلہ قوی ہے طرف اعظم غائے دنیویہ وسعادت ابدیہ کے اور دنیا میں عزو وقار و نفوذ و حکم ہے ملوک پر اور بہا ہے طبائع اہل علم کا احترام کرتے ہیں اقویا ترک و اسلاف عرب کو دیکھو کہ انکی طبیعتیں ایسی پر پیدا ہوئی ہیں کہ وہ اپنے خیوخ کی توقیر کیا کرتے ہیں یہ اسلئے کہ وہ مختص ہیں ساتھ مزید علم کے یہ علم تجربہ سے حاصل ہوا ہے بلکہ بہائم بھی انسان کی توقیر کرتے ہیں کیونکہ اونکو بھی اتنا شعور حاصل ہے کہ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ انسان ہمارے درجے سے آگے بڑھا ہوا ہے ولہذا جب آدمی کسی جانور کو زجر کرتا ہے تو وہ متنفر ہو جاتا ہے حالانکہ قوت میں انسان سے اضعاف مضاعف ہے ایک فیلبان اتنے بڑے جانور کو قابو میں کر لیتا ہے ایک لڑکا شتر اونٹ کی قطار کو لیکر جدہر چاہتا ہانکلیجاتا ہے ۵ نفع علم کی یہ صورت ہے کہ سعادت دو قسم ہیں منحصر ہے کہ میں نفع کا دور کرنا مضرت کا ہے ایک انمیں سے دینی دوسری دنیوی ہے یہ چار قسمیں ہوئیں علم ان سب اقسام پر شامل ہے علم میں کوئی شے کیحیثیت علم ہونیکے نہ مضر ہے اور نہ مذموم اسلیے کہا ہے کہ علم شے بسیار جہل شے جس طرح کہ جہل میں کوئی شی بحیثیت جہل ہونیکے نافع نہیں ہے وہ کون علم ہے جسمیں کوئی منفعت امر معاد یا معاش کے نہیں ہے یا کوئی کمال انسانی نہیں ہے بعض علوم میں جو اس بات کا وہم ہوتا ہے کہ وہ مضر و غیر نافع ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ جن شروط کے مراعات علم و علما میں کیا ہے اونکا اتباع نہیں کیا جاتا کیونکہ ہر علم کے لئے ایک حد ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا مثلاً کوئی کسی علم کی نسبت گمان زیادہ اوسکی نہایت سے کرے جیسے یہ خیال کرے کہ علم طب سارے امراض سے صحت دیتا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے کوئی ایسا مرض بھی ہے کہ اوس سے بغیر علاج کے صحت نہیں ہوتی ہے یا کسی علم کی نسبت گمان زیادہ اوسکے رتبہ سے شرف میں کرے جیسے یہ خیال کرے کہ علم فقہ اشرف علوم ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے علم توحید قطعاً اشرف ہے علم فقہ سے

یا کسی علم سے وہ قصد کرے جو اوسکی غایت نہیں ہے مثلاً اسلئے سیکھے کہ مال و جاہ حاصل ہو حالانکہ علوم سے یہ غرض نہیں ہے بلکہ غرض اوس سے اکتساب بلکہ اطلاع ہے حقائق امور و تہذیب نفوس پر حالانکہ جو کوئی علم واسطے احتراف کے سیکھتا ہے وہ عالم نہیں ہوتا ہے بلکہ مشابہ عالم ہوتا ہے علماء ماوراالنہر پر جب یہ بات مکشوف ہوئی اور اونکو یہ خبر ملی کہ بغداد میں مدرسے بنائے جاتے ہیں تو اونہوں نے علم کا ماتم کیا اور کہا کہ ارباب ہمم علیہ و انفس زکیہ قصد علم کا لسبب شرف و کمال علم کے کیا کرتے تھے اور اب یہ ہیں مشغول ہوتے تھے اور اہل علم کے پاس آکر نفع لیتے تھے اور جب علم پر اجرت و مزدوری ٹھیریگی تو اب خسیس و رذیل و کاہل لوگ وہاں آئینگے اور علم گم ہو جائیگا اور خوار و ذلیل ٹھیریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نہ جانے اسی ہمارے ملک میں دیکھو کہ جب تک مدارس نہ تھے علم بہت تھا اور اوا خر فاروشیوع مناسب علم میں سفر بر و بحر کرتے تھے اور اونکے علم میں برکت ہوتی تھی جب سے کثرت مدارس کی ہوئی قلب ماہیت ہو گیا علم اور مٹ گیا جہل رہگیا اب یہی مدارس آب و گل رہگئے ہیں اور صاحب علم و دل مفقود ہو گئے ف ۹ تعلیم کے لئے مراتب ہیں اہم فالاہم کو مقدم کرنا چاہیئے وسیلہ پہلے ہوتا ہے پھر مقصد یعنی فرض عین کو مقدم کرے فرض کفایہ پر پھر اوسکو مندوب الیہ پر پھر اوسکے متبع پر پھر فرض کفایہ مختلف ہوتا ہے تاکد و عدم تاکد میں بحسب خلو اعصار و امصار کے علماء سے دیکھو بہت سے شہر ایسے ہیں کہ اونمیں فرائض دین ایک ہی شخص یا دو شخص پہنچ آتے ہیں بلکہ بعض جگہ اب ایک بھی عالم فرائض نہیں ملتا حالانکہ فقہاء کو تلاش کرو تو بیس آدمی ملینگے ایسی جگہ حساب کا سیکھنا بہ نسبت اصول فقہ کے موکد تر ہوتا ہے یا بہت سے بلاد ایسے ہیں کہ وہاں ایک بھی مفسر محدث دلیل شناس نہیں ہے اور اہل فقہ کثرت سے موجود ہیں تو وہاں تعلم قرآن و حدیث کا فقہ پر موکد تر ہے ف ۱۰ فرض عین جسکا سیکھنا واجب ہے وہ چیز ہے جسکو شرع نے خاص نفس پر ایک شخص کے واجب کیا ہے اور فرض کفایہ وہ ہے جسکو ایک جماعت پر واجب ٹھیرایا ہے کہ وہ سب اوسکو بجا لائیں پھر اگر ایک نے بھی اونمیں سے وہ کام کیا تو اوروں کے ذمہ سے وجوب اوسکا ساقط ہو جاتا ہے وہ علوم جو بحسب شہرت فرض کفایہ ہیں

ہر وہ علم ہے جس سے قوم امر دنیا و قانون شرع مین بے نیازی حاصل نہین ہو سکتی ہے جیسے فہم کتاب و سنت اور حفظان دونون کا تحریفات غالین و انتحال مبطلین و تاویل جاہلین سے اور معرفت عقائد کے ساتھ اقامت برہان حدیث و قرآن کے اور ازالہ شبہات کا اور شناخت کرنا اوقات عبادات کا اور معرفت فرائض و احکام فرعیہ کے و حفظ ابدان و اخلاق و سیاسات کا اور جو علوم انکے وسائل ہین اونکا بھی یہی حکم ہے جیسے علم صرف و نحو و لغت و معانی و بیان و اصول فقہ و تفسیر و حدیث و اسمار رجال وغیرہا اور تفاوت انکے درجات کا تاکید مین بحسب حاجت کے ہوتا ہے

و ۱۱ علم واسطے بشر کے ایک امر طبیعی ہے بشر اوسکی طرف محتاج ہوتا ہے امتیاز انسان کا سائر حیوانات سے اسی فکر و ادراک کلیات سے ہے جسکے سبب سے تحصیل معاش کرتا ہے اور اللہ و رسول کی بات کو مان کر عمل و اصلاح آخرت مین مشغول ہوتا ہے ورنہ حس و حرکت و غذا و اعضا و دل وغیرہ امور لوازم حیوانیت مین سارے بہائم شریک انسان کے ہین یہ علم و کتابت لوازم تمدن سے ہے حکمت الہیہ کی اقتضا سے انسان کو نطق طلا حروف ملفوظہ مرتبہ ہوئے پھر ترکیبات حروف سے مختلف زبانین نکلین علوم متنوعہ حادث ہوئے پھر جنکی ہمتین بلند تہین اونہون نے نرے محاورہ پر اکتفا نکیا بلکہ استنباط معارف کا فرمایا تلاحق افکار سے ازدیاد علوم کا ہوا **و ۱۲** اول ظہور علم و کتاب کا یون ہوا کہ آدم علیہ السلام عالم جمیع لغات تھے **لقولہ تعالی** وعلم آدم الاسماء کلہا امام رازی نے کہا ہے المراد اسماء کل ما خلق اللہ تعالی من اجناس المخلوقات بجمیع اللغات التی یتکلم بہا ولدہ الیوم پھر سب سے پہلے جنے قلم سے لکھا ادریس علیہ السلام ہین یہ پروتے تھے شیث بن آدم کے انکا لقب ہرمس الہرامسہ مثلث بالنعمہ تھا یہ پیغمبر بادشاہ حکیم تھے طوفان سے پہلے جتنے علم دنیا مین ظاہر ہوئے وہ انہین سے ہوئے علم طب بھی انہین سے نکلا **و ۱۳** یہ بحث کہ منشا انزال کتب کا کیا ہے اور لوگ بحسب مذاہب و دیانات کے کتنی قسم پر ہین اور بحسب علوم کے کتنے اقسام پر ہین اس جگہ ضرور نہین ہے اسکا ذکر ایجاد العلوم و کشف الظلمہ مین ہمنے تفصیلاً کیا ہے وہی بس ہے رہے علوم اسلام

سواد کی صورت یہ ہے کہ عرب کا ملک آخر عصر جاہلیت میں متفرق و پریشان ہو گیا تھا اللہ نے ہمارے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا قبائل عرب ایمان لاکر ملتزم شریعت اسلام ہو گئے اعتقاداً
و عملاً بعد حضرتؐ کے زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں مشارق و مغارب ارض مفتوح ہوئے دولت
فرس و روم سب ہاتھ میں اسلام کے آئی عرب کو مدد اسلام میں کچھ توجہ طرف علوم کے نہ تھی
یہی لغت عرب تھے اور بہ معرفت احکام شریعت کے اور قدرے عارف طب تھے آخر عصر تابعین
تک اتحاد کلمہ کا اور اجتماع اخذ و عمل کتاب و سنت پر رہا پھر اختلاف آراء و انتشار مذاہب کا ہوا
ثوبت تدوین و تحصین کی آئی ۱۴۷ حاجت تدوین کی یوں ہوئی کہ صحابہ و تابعین کا عقیدہ
بسبب برکت صحبت نبوی و قرب عہد مصطفوی و قلت اختلاف و ندرت واقعات کی فائض مخلص
تھا وقت حاجت و ضرورت کے طرف ثقات کے رجوع کرتے تھے تدوین علم شرائع و احکام سے
مستغنی تھے بلکہ بعض سلف کتابت علم کو مکروہ رکھتے تھے کہتے تھے کتابت میں زیادت و نقصان
ممکن ہے اور حفظ میں تغیر ناممکن حافظ الکلام لعلم کرتا ہے اور مخبر عن الکتابۃ مخبر بالظن ہوتا ہے لکن
ٹھیک بات یہی ہے کہ کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے اور حفظ میں بھی تفسیہ بتطرق
نسیان و سہو و غیرہا آسکتا ہے بہرحال جب اسلام منتشر ہوا و امصار میں وسعت ہوئی اور صحابہ
اقطار زمین میں پھیل گئے اور فتنے برپا ہوئے اور اختلاف آراء کا ہوا اور کثرت فتاوی کی ہوئی
اور لوگ طرف کبراء و اکابر کے آنے لگے تب اہل علم و دین نے تدوین حدیث و فقہ میں ہاتھ ڈالا
اور علوم قرآن و سنت کو جمع کیا اور نظر و استدلال و اجتہاد و استنباط و تمہید قواعد و اصول و ترتیب
ابواب و فصول و تکثیر مسائل مع الدلائل و ایراد شبہات مع الاجوبہ و تعیین اوضاع و اصطلاحات و
تبیین مذاہب و اختلافات کرنے لگے یہ ایک مصلحت عظیمہ و فکرت مستقیمہ تھی جسکو مستحسن سمجھا بلکہ
واجب ۱۵۹ سب سے پہلے تالیف اسلام میں جسنے کی وہ امام عبدالملک بن جریج بصری ہیں متوفی سنہ ۱۵۵
یا سعید بن ابی عروبہ متوفی سنہ ۱۵۶ یا ربیع بن صبیح متوفی سنہ ۱۶۰ پھر سفیان بن عیینہ و مالک بن
انس نے مدینہ میں اور عبدالعزیز بن وہیب نے مصر میں و معمر و عبدالرزاق نے یمن میں و سفیان

موطا امام مالک کے اور مسند امام احمد کا مشہور ہے انکے زمانہ سے متصل زمانہ اصحاب صحاح
کا تھا انکی تالیفات علم حدیث و جمع سنن و تنقیح صحیح و ضعیف سنت مین ہوئے۔ انمون انکا
علم فقہ و حدیث کے اہل زمانہ مشہود لہ بالخیر مین گذرے ہین سو جب اوس حدیث کے نہین
چار قرن کا ہو آیا ہے اور مسلم نے اوسکو اپنے صحیح مین روایت کیا ہے اسلئے یہ کتب ہشتگانہ
یعنی موطا و مسند احمد و صحاح ستہ افضل کتب روی زمین مین بعد کتاب اللہ کے ہیر تفاوت
مدارج کا بحسب صحت و شہرت و قبول کے ایک علمی بات ہے مگر اوسکا ذکر کتب اصول حدیث
ہین درکار سارے اسلام و احکام دین کا انہین کتب ہشتگانہ پر ہے اگر کسیکو علم ان کتب کا
سو وجہ اتقان و سماع صحیح ہمراہ شروح کے حاصل ہو تو غنیمت کبری ہے اور وہ شخص لائق
ضبطہ سمجھا جائے گا اور ایسے شخص کو ہرگز حاجت طرف کسی اور کتاب کے ہوگی ان کتب
کے سوا متعلق حوادث آئندہ کے تا قیام ساعت لعبومات و کلیات و جزئیات
خود کفایت کرتی ہین بشرطیکہ حال انکا ذمرہ متقنین سے ہو جو ہی علم اور یہی علما اور جو لوگ
کہ مثل انکے یا انکے درپے ہین یا انسے قریب تر ہین قول و فعل و حال ہین مصداق اون
فضائل علم و نتائج علم کے ہین جو آیات و اخبار مین آئے ہین نہ وہ علما رو یا طلب ریاکار
فاضل طرار جو چیلے و غلام حکمار یونان کے ہین اعداء دشمون نے فنون حکمار یونان اور اونکے
افراخ کو علوم حدیث و قرآن پر افضل کیا ہے یا اختیار نہین کیا بلکہ واقف علم دین ہیں فقیہ ہین

نزدیک بخاری کے آئی ہے اِس باب مین اور بہی احادیث آئی ہین ف حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین بیع عُربون سے منع فرمائی ہے اخرجہ احمد والنسائی وابو داؤد عربون کہتے ہین بیعانہ دینے کو قبل بیع کے مثلاً خریدار نے ایک درہم فروشندہ کو اس شرط پر دیا کہ اگر مین اوس چیز کو مول نلون تو یہ درہم تیرا ہوا بغیر کسی شئے کے حدیث زید بن اسلم جسمین حلت عربون کی آئی ہے اخرجہ عبد الرزاق وہ اولاً تو مرسل ہے ثانیاً اوسمین ابراہیم راوی ضعیف ہے اسلئے معارض اس حدیث باب کی نہین ہوسکتی ہے موطا و منہاج مین بہی ذکر عدم صحت اس بیع کا آیا ہے ف فروخت کرنا عُصارۂ انگور کا ایسے شخص کے ہاتھہ جو اوس سے شراب بنائیگا حرام ہے بدلیل حدیث انس مرفوعاً ملعون ہے بائع و شارب و مشتری و عاصر خمر رواہ الترمذی وابن ماجۃ ورجالہ ثقات واخرج نحوہ احمد وابن ماجۃ وابو داؤد وصححہ ابن السکن دوسری حدیث مین دربارۂ خمر دس نفر پر لعنت آئی ہے اونمین بائع و مشتری وساقی وحامل والمحمول الیہ وغیرہ بہی داخل ہین بریدہ کا لفظ مرفوع یہ ہے جسنے انگور کو ایام قطاف مین تاکہ فروخت کرے اوسکو ہاتھہ کسی یہودی یا نصرانی کے یا ایسے شخص کے جو اوسکو شراب بنائیگا تو بیشک وہ گیا آگ مین بصیرت پر رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن یعنی دیدہ و دانستہ جہنم مین گیا حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ ثمن خمر علی اطلاق حق مین ہر شخص کے فروشندہ ہو یا خریدار حرام ہے گو مسلمان کے ہاتھہ فروخت نکرے بلکہ کسی کافر ہی کے ہاتھہ کیون نہ بیچے تجارت خمر کا نام آجکل آبکاری ہے امرا اور رؤسا اس تجارت و حرفہ پر محصول لیتے ہین یہ سارا مال حرام خالص ہے مالک کہتے ہین کچھہ لوگون نے منجملہ ابن عراق کے ابن عمر سے یہ کہا تہا کہ ہم کچھہ پہل کھجور و انگور کے خرید کر کے شیرہ اونکا بطور خمر کے نکال کر بیچتے ہین کہا مین گواہ کرتا ہون تمپر اللہ اور اوسکے فرشتون کو اور جو کوئی جن و انس سے اس بات کو سنتا ہو اوسکو اس بات پر کہ مین حکم نہین دیتا ہون تمکو کہ تم اونکو خرید و یا بیچو یا نچوڑ دیا پلاؤ کہ وہ ایک رجس ہے عمل شیطان سے مسوی مین کہا ہے

وعلیہ اھل العلم ف بیع کالی بکالی حرام ہے مراد یہ ہے کہ قرض کو قرض ہی سے فروخت کرے
حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع سے
رواہ الدارقطنی وابن ابی شیبہ ورافع بن خدیج بالفظ مرفوع یہ ہے کہ نہی عن بیع الکالی
بالکالی دین بدین اخرجہ الطبرانی اسکی سند میں موسی زبیدی ضعیف ہے امام احمد نے کہا اس
باب میں کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی لیکن لوگوں کا عدم جواز بیع دین بدین پر اجماع ہے جو
احادیث اشتراط تقابض میں آئی ہیں جیسے حدیث اذا کان یدا بید وحدیث مالم یتفرقا
وبینکما شئ وہ تقویت اس حکم کی کرتی ہیں ف جس چیز کو خرید کیا ہے اوسکا فروخت کرنا قبل
قبض کے حرام ہے بدلیل حدیث جابر مرفوعاً جب خرید کیا تو نے طعام یعنی غلہ تو فروخت نکر تو اوسکو
جب تک کہ پورا نہ لیلے یعنی تول کر تیرے قبض میں نہ آجاوے اخرجہ مسلم ورسہ الفظ مسلم کا
یہ ہے کہ نہی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے مبیع یعنے زر خرید سامان
سے یہانتک کہ استیفا کرلے اوسکا لفظ مبیع کا شامل ہے غلہ وغیر واشیا کو جنکا لین دین ہوتا
رہتا ہے حدیث زید بن ثابت میں آنا اور آیا ہے یہانتک کہ اوٹھا لاوے اوسکو تجار اپنے
گھروں میں جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ
حکم مخصوص ہے ساتھ طعام کے اسلئے کہ اکثر الاسوال تعاور واحتیاج میں یہی غلہ ہے اگر
استیفار اوسکا نکریگا تو بائع اوسمیں تصرف کرسکتا ہے اس صورت میں قضیہ وقضیہ ہوگا
اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم ہر منقول میں جاری ہے اسلئے کہ مظنہ تغیر وتعیب کا ہے
اس صورت میں خصوصیت درخصوصیت ہوگی ابن عباس کا قول یہ ہے کہ لا احسب کل
شئ الا مثلہ سو یہی قول ہوافق تر ہے ساتھ قواس کے بوجہ علت مذکور انتہی المسوی
میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ امر مجتمع نزدیک ہمارے جسمیں کچھ اختلاف نہیں یہی ہے کہ
جسنے کوئی طعام خرید کیا جیسے گیہوں جو جوار باجرہ سلت یا کوئی اور شئے حبوب قطنیہ سے یا جو
مانند اوسکے ہے وجب نہ کرو تو میں یا کوئی شئے اوم میں سے یا جیسے تیل گھی شہد سرکہ پنیر وہ شیرہ

وغیرہ تو خریدار اوسکو فروخت نکرے جب تک کہ اوسکا قبض واستیفا نکرلے شرح سنہ مین
کہا ہے اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ خریدار طعام کو بیع کرنا اوس طعام کا قبل قبضہ کے
جائز نہین ہے ہان ماسوای طعام مین اختلاف ہے شافعی و محمد کے نزدیک طعام و مبیع و
عقار مین کچھ فرق نہین ہے یعنی جیسا حکم غلہ کا ہے ویسا ہی حکم ہر سامان و زمین کا ہے کہ قبل قبض کے
کسی کو بیع نکرے ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک بیع زمین کی قبل قبض کے جائز ہے نہ
بیع منقول کی مالک کے نزدیک ماسوای مطعوم کے بیع قبل قبض کی جائز ہے انتہی امرا
اکثر لوگون کو بابت ارزاق و عطیات کے چٹھیات لکھدیتے تھے لوگ اوس کاغذ کو قبل قبض کے
فروخت کردیتے تھے خریدار خریدکر کے قابض ہوجاتا اسکا نام بیع صکوک تھا واللہ اعلم ف
بیچنا طعام کا قبل جاری ہونے دو صاع فروشندہ و خریدار کے ناجائز ہے حدیث عثمان مین مرفوعا
آیا ہے تو جب کچھ مول لے تو تول کرلے اور جب کچھ بیچے تو تول کر بیچ رواہ احمد والبخاری
جابر کا لفظ یہ ہے منع کیا ہے حضرت نے بیع طعام سے یہانتک کہ جاری ہون اوسمین دو صاع
بائع کا دوسرے مشتری کا رواہ ابن ماجۃ والدارقطنی والبیہقی اسکی اسناد مین ابن ابی لیلی
ہے اس باب مین ایک حدیث ابو ہریرہ کی باسناد حسن آئی ہے جمہور کا مذہب بھی یہی ہے ف
استثنا کرنا بیع مین صحیح نہین مگر جبکہ معلوم ہو بدلیل حدیث مرفوع جابر کہ منہی کی ہے حضرت نے
بیع ثنیا سے اخرجہ مسلم وغیرہ نسائی و ترمذی و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ
معلوم ہو جابر نے اپنا اونٹ حضرت کے ہاتھ بیچا تھا اپنی سواری اوسپر تا مدینہ مستثنی ٹھیرالی تھی ف
تفریق کرنا درمیان محارم کے بیع مین جائز نہین ہے حدیث ابو ایوب مین مرفوعا آیا ہے جسنے
تفرقہ کیا درمیان والدہ و ولد کے تفرقہ کریگا اللہ درمیان اوسکے اور اوسکے احباب کے دن
قیامت کو اخرجہ احمد والترمذی والدارقطنی والحاکم وصححہ علی مرتضی نے دو غلام جو ائ
یکدیگر جدا جدا فروخت کیے تھے جب حضرت سے ذکر آیا فرمایا پھیر لو فروخت نکرو اونکو مگر مجموع
اخرجہ احمد وصححہ ابن خزیمہ وابن جارود وابن حبان والحاکم وغیرھم حدیث ابو سعید

مین حضرت نے لعنت کی ہے اوس شخص پر جو جدائی ڈالے درمیان والد اور اولاد اخین کے رواہ ابن
ماجۃ والدارقطنی باسناد لا باس بہ علی مرتضی نے ایک کنیز اور اوسکے بچے کو الگ الگ
بیچا تھا حضرت نے منع فرمائی اور بیع رد کردی اخرجہ ابو داؤد والدارقطنی والحاکم وصححہ
اسکی سند مین انقطاع ہے بعض نے کہا یہ حکم مجمع علیہ ہے مگر اسمین تامل ہے زواجر مین اس تفریق
بیع کو کبیرہ کہا ہے اور حرمت تفریق مین یہ شرط لکھی ہے کہ یہ فراق درمیان کنیز اور اوسکے
ولد غیر ممیز کے ہو بسبب صغر یا جنون کے اور بتفریق بسفر کو بھی حرام بتایا ہے ف فروخت
کرنا حاضر یعنی شہری کا واسطے بادی یعنی دہاتی کے ناجائز ہے حدیث ابن عمر مین نہی آئی ہے
اس بات سے کہ کوئی حاضر واسطے بادی کے بائع سبے اخرجہ البخاری جابر کا لفظ ترمذی
مسلم ذخیرہ کے یہ ہے جیوڑ دو لوگون کو رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے انس کا لفظ صحیحین
مین یون ہے ہم منع کئے گئے اس امر سے کہ بیع کرے شہری واسطے دہاتی کے اگرچہ اوسکا حقیقی
بھائی کیون نہو اسی پر اہل علم ہین منہاج مین اسکی مثال یہ لکھی ہے کہ کوئی مسافر دہاتی ایسی چیز
لائے جسکی حاجت عام ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اوسدن کے نرخ پر اوسکو فروخت کردے شہری
اوس سے یہ کہے کہ تو اسکو میرے پاس چھوڑ جا مین بتدریج اوسکو فروخت کرونگا وقایہ مین
کہا ہے کہ بیع حاضر کی واسطے بادی کے بطمع گرانی قیمت زمان قحط مین مکروہ ہے ف
تناجش کرنا بیع مین حرام ہے تناجش یہ ہوتا ہے کہ کسی شئے کی قیمت دوسرے شخص کے
دھوکا دینے کو بڑہادی اور خود اوسکا خریدنا اسکے جی مین نہو صحیحین مین حدیث ابوہریرہ سے نہی آئی
ہے نجش کرنیسے اسی طرح حدیث ابن عمر مین نزدیک شیخین کے اخرجہ مالک ایضا اسی پر
اہل علم بھی ہین وقایہ مین بھی نجش کو مکروہ کہا ہے زواجر مین نجش کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے
اور لکھا ہے کہ النجش ھو ان یزید فی الثمن لا لرغبۃ بل لیخدع غیرہ ف بیع پر بیع کرنا
حرام ہے حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے بیع نکرے کوئی تم مین بیع پر اپنے بھائی کی رواہ
احمد والنسائی ونحوہ فی الصحیحین من حدیث ابی ھریرۃ بلفظ لا یبیع الرجل علی بیع اخیہ

یہ بھی آیا ہے کہ جسنے بیع کی دو آدمی سے تو وہ شئے واسطے خریدار اول کے ہے اخرجہ احمد و ابوداؤد والنسائی والترمذی وحسنہ وصححہ ابوزرعۃ وابوحاتم والحاکم موطا مین ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے کہ بیع نکرے بعض تمہارا بعض پر یعنی ایک شخص نے ایک چیز پھیر الی اور دوسرا شخص نہ کہے کہ اسکو تو میرے ہاتھ بیچدے یہی مذہب ہے شافعی کا منہاج مین کہا ہے قبل لزوم کے بیع پر بیع کرنا منہی عنہ ہے یعنی بائع مشتری سے یہ نکہے کہ تو شراو فسخ کردے رہی شراء بالای شراسو وہ یون ہوتی ہے کہ بائع سے کہے تو بیع فسخ کردے مین تجکو زیادہ دام دونگا زوجر کا لفظ یہ ہے بیع علی البیع یون ہوتی ہے کہ مشتری سے زمن خیار مین یون کہے کہ تو اسکو پھیر دے مین اسی قیمت پر تجکو بہتر اس سے فروخت کردونگا یا مثل اسکے اس قیمت سے کم پر دونگا شراء علی الشراء یہ ہے کہ بائع سے زمن خیار مین یون کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کردے مین تجسے اسکو زیادہ قیمت پر خرید کرونگا شافعیہ کہتے ہین نرخ کرنا نرخ پر بغیر اذن کے اس طرح پر کہ قیمت بڑہادی بعد تصریح واستقرار قیمت کی یا مشتری پر خیس ترکو عرض کرے اسکی تحریم اوبیع قبل لزوم کے سخت تر ہے ف تلقی رکبان منہی ہے یعنے جو بیوپاری باہر سے شہر مین آتے ہین اون کو آگے بڑہکر لینا اور قبل اسکے کہ اونکو نرخ شہر پہ اطلاع ہو اونسے سودا کرلینا حرام ہے کیونکہ اونکو اختیار ہے کہ جب غبن معلوم کرین تو بیع قائم رکہین یا نرکہین ابوہریرہ کہتے ہین نہی کی ہے حضرت نے تلقی جلب سے پس اگر تلقی کرکے کسی انسان نے خریداری کی ہے تو صاحب سامہ کو خیار ہے وقت آنے بازار کے رواہ مسلم وغیرہ ابن مسعود کا لفظ صحیحین مین یون ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے تلقی بیوع سے ونحوہ فیہما من حدیث ابن عمر وابن عباس مالک کا لفظ ابوہریرہ سے مرفوعاً یہ ہے کہ تلقی نکرو تم رکبان یعنے کاروان کے واسطے بیع کے اسی پر اہل علم بھی ہین ف احتکار کرنا حرام ہے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہین جسنے احتکار کیا طعام کا چالیس رات وہ بری ہوا اللہ سے اور بری ہوا اللہ اوس سے رواہ احمد والحاکم وابن ابی شیبۃ والبزار وابویعلی اسکی سند مین اصبغ بن زید ہے وفیہ مقال مسلم کا لفظ مرفوع حدیث معمر بن عبداللہ سے یہ ہے احتکار نہین کرتا مگر خاطی واخرجہ نحوہ احمد والحاکم من حدیث

ابی ھریرۃ اسی پر اہل علم ہین نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ جو احتکار محرم ہے وہ خاص اقوات مین ہوتا ہے جیسے کہ وقت گرانی کے غلہ خرید کر کے رکھ چھوڑے فی الحال فروخت نکرے تاکہ جب نرخ اور سکا خوب مہنگا ہو تب اور سکتا ہے سوا اسی اقوات کے اور کسی چیز مین احتکار کا منع نہین ہے ہدایہ مین احتکار اقوات آدمی و بہائم کو مکروہ کہا ہے جبکہ شہر مین بسبب اوس احتکار کے ضرر ہو ورنہ مین احتکار طعام کو بجملہ کبائر ذنوب کے شمار کیا ہے اسلئے کہ احادیث مین احتکار پر وعیدات شدیدات آئی ہین جیسے لعنت و برات خدا و رسول و ضرب مذام و افلاس وغیرہا اسی لئے اہل احتیاط تجارت غلات کی نہین کرتے ہین ف حاکم کو مصلحت نہین ہے کہ نرخ غلہ جات کا اپنی طرف سے مقرر کرے حدیث انس مین آیا ہے کہ حضرت سے کہا تھا کہ آپ نرخ مقرر فرماوین کہا مسعر قابض باسط رزاق اللہ ہے مین امید کرتا ہون کہ ملون مین اللہ سے اور مطالبہ نکرے کوئی تم مین کا مجھسے بابت کسی مظلمہ خون و مال کے رواہ احمد واھل السنن والدارمی والبزار وابو یعلی وصححہ ابن حبان والترمذی ہدایہ مین کہا ہے کہ اگر غلہ فروش قیمت مین زیادتی بیجا کرین اور قاضی حفاظت حقوق مسلمین سے بدون تسعیر یعنی تقرر نرخ کے عاجز ہو تو بمشورہ اہل رای و تدبیر سلطان کا نرخ مقرر کر دینا لابس بہ ہے ف وضع کرنا جوائح کا واجب ہے عائحہ کہتے ہین آفت کو جو ثمار و اموال کو ہلاک کرتی ہے حدیث جابر مین آیا ہے کہ حضرت نے جوائح کو وضع کیا ہے اخرجہ احمد والنسائی وابو داؤد مسلم کا لفظ یہ ہے کہ امر فرمایا وضع جوائح کا دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے اگر تو نے ہاتھ اپنے مبائع کے میل فروخت کیا ہے اور آفت اوس پھل کو کچھ آفت پہنچی ہے تو حلال نہین ہے بجملگی کے لے تو اوس سے کچھ کس طرح لیگا تو مال اپنے مبائع کا یہ حدیث عام ہے زراعت و ثمار وغیرہما کو اس باب مین عائشہ و انس سے بھی صحیحین مین مرفوعا آیا ہے یہی مذہب ہے شافعی و ابو حنیفہ و لیث و سائر کوفیین کا لکن اسکو مستحب کہتے ہین اور ظاہر حدیث وجوب ہے ف سلف ربیع حلال نہین ہے جسطرح کوئی شخص کسی شخص سے یون کہے کہ مین تیری یہ چیز اتنی قیمت پر لیتا ہون اس شرط پر کہ تو مجھکو

فلان چیز قرض دے سو یہ عقد بیع ناجائز ہے اسی پر اہل علم ہین شرح السنہ مین مثال اسکی یہ لکھی ہے کہ مثلاً یون کہے کہ مین اس کپڑے کو دس درہم پر بیچتا ہون اس شرط پر کہ تو مجکو دس درہم قرض دے مراد سلف سے اسجگہ قرض ہے ف صحیح نہین ہین دو شرطین ایک بیع مین مثلاً یہ کہنا کہ مین اسکو ہزار درہم پر بیچتا ہون اگر تو نقد لیتا ہے اور دو ہزار پر دیتا ہون اگر تو اُدھار لیتا ہے یا یون کہے مینے یہ کپڑا تیرے ہاتھہ بیچا اسکا دھونا یا سینا مجھپر ہے صحیحہ بالنہ مین اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ مثلاً حقوق بیع کے سوا کوئی اور شرط خارج اوس سے مقرر کرے جیسے یہ کہ اوسکو فلان شئے ہبہ کر دیگا یا اوسکی سفارش نزدیک فلان کے لیجائیگا یا اگر ضرورت فروخت کرنے اوس شئے کی ہوگی تو سوا اسکے دوسرے کے ہاتھہ نہ بیچے گا اور مثل اسکے کہ یہ دو شرطین ہوتی ہین ایک صفقہ مین حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے حلال نہین سلف و بیع اور نہ دو شرطین ایک بیع مین اور نہ ربح اوس شئے کا جسکا ضامن نہین ہے اور نہ بیع اوس چیز کی جو پاس تیرے نہین ہے اخرجہ احمد و ابو داؤد والنسائی والترمذی و صححہ وکذلک صححہ ابن خزیمۃ والحاکم ف دو بیع کرنا ایک بیع مین ممنوع ہے شرح السنہ مین اسکی دو صورتین لکھی ہین ایک یہ کہ یہ کپڑا نقد دس درہم پر اور اُدھار بیس درہم پر ہے ایک سال کے لئے سو یہ بیع نزدیک اکثر اہل علم کے ناجائز ہے یہ وہی شکل سابق ہے دوسری صورت یہ ہے کہ مینے اس غلام کو بیس دینار پر تیرے ہاتھہ فروخت کیا اس شرط پر کہ تو اپنی کنیز میرے ہاتھہ بیچدے حدیث ابوہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے حضرت نے دو بیع سے ایک بیع مین رواہ احمد واھل السنن وصححہ الترمذی ابو داؤد کا لفظ یہ ہے جسنے دو بیع کین ایک بیع مین اوسکے لئے انقص اونکا ہے یا رباوا اخرجہ احمد من ابن مسعود بلفظ نہی عن صفقتین فی صفقۃ ف ربح مالم یضمن ممنوع ہے اسکی دلیل اوپر گزر چکی اسکی صورت یہ ہے کہ ایسی شئے فروخت کرے جو کہ اسکے ضمان مین داخل نہین ہوئی ہے جیسے بیچنا کسی چیز کا قبل قبض کے ف بیع اور چیز

کی جو پاس بائع کے موجود نہین ہے منع ہے حکیم بن حزام نے کہا تھا اسی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی شخص میرے پاس آکر مجھسے سوال بیع کا کرتا ہے وہ شئے میرے پاس موجود نہین ہوتی ہے مین اوسکے واسطے اوسکو بیچدیتا ہون پھر بازار سے خرید کر کے دیتا ہون فرمایا لاتبع مالیس عندك اخرجه احمد واهل السنن وصححه الترمذی وابن ماجة مراد وہ چیز ہے جو اسکے ملک وقدرت میں نہین ہے گویا غیر کے مال کو بغیر اوسکے اذن کے فروخت کرتا ہے اسمین دھوکا ہے معلوم نہین ہے کہ غیر اجازت دیگا یا نہین یہ قول شافعی کا ہے ابوحنیفہ کے نزدیک بیع فضولی جائز ہے اجازت مالک پر موقوف ہے لیکن خلاف ظاہر حدیث ہے یہ تفصیل حضرت نے نہین فرمائی اہل سلم کے نزدیک بیع قطوط کے جب تک کہ نزدیک مکتوب الیہ کے نہونچین اور وہ اونکا مالک ہوکر فروخت کرے تب تک جائز نہین ہے مراد قطوط سے صک ہے ومنه قوله تعالی عجل لنا قطنا **ف** بیع کرنا بشرط عدم خداع کے جائز ہے ابن عمر سے صحیحین مین آیا ہے ایک آدمی بیوع مین دھوکا کھایا کرتا تھا لوگ اوسکو سمجھا لیتے تھے حضرت نے اوس سے فرمایا تو یون کہدیا کر لاخلابة یعنی اگر اسمین کچھ فریب و دغابازی ہوگی تو یہ بیع قائم نہ رہیگی اس باب مین حدیثین آئی ہین خلابت سے مراد خدیعت ہے ظاہر یہ ہے کہ تمنے یہ بات کہی اوسکو خیار حاصل ہے خواہ مغبون ہو یا نہو **ف** خیار مجلس کا ثابت ہے جب تک کہ دونون جدا نہون حدیث حکیم بن حزام مین آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے بیعان یعنی بائع و مشتری خیار رکھتے ہین جب تک کہ متفرق نہون رواه الشيخان وفيهما مخوه من حديث ابن عمر موطا مین لفظ ابن عمر کا مرفوعًا یہ ہے ہر ایک دونون متبایع سے خیار رکھتا ہے اپنے صاحب پر جب تک کہ جدا نہون مگر بیع خیار وفی الباب احادیث ایک جماعت صحابہ کا مذہب ثبات خیار مجلس ہے ایک جماعت تابعین بھی اسکی قائل ہے نقل ذلك عظم البعاني بلکہ ابن حزم نے یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ لایعرف لهم مخالف من التابعين الا النخعي وحده حنفیہ و مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب صفقہ یعنی بیع واجب ہوگئی تو اب خیار رہا لیکن حق

قول اول یہ ہے

باب ۳ بیان مین ہر مکاسب محرمہ کے

منجملہ ان مکاسب کے ایک ربا یعنی سود خواری ہے قال تعالیٰ احل اللہ البیع وحرم الربا وقال تعالیٰ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ربا کبیرہ ہے اور عقد ربا باطل اور نجز رد راس المال کے کچھ واجب نہین آتا ہے اور تنگدست کو آسودگی تک مہلت دینا چاہیے

مسئلہ بیچنا سونے کا سونے سے چاندی کا چاندی سے گیہون کا گیہون سے جو کا جو سے کھجور کا کھجور سے نمک کا نمک سے حرام ہے مگر مانند کا مانند سے دست بدست ہان جب یہ اجناس مختلف ہون تو پھر جس طرح چاہے فروخت کرے مگر ہاتھون ہاتھ ان چھ چیزون کی تحریم بیع منصوص احادیث صحیحہ سے جسقدر حدیثین صحیحین وغیرہما کی اس بارہ مین آئی ہین وہ انہین اشیاء شش گانہ کا ذکر ہے پس بس لکن حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ فقہاء نے بتفظن کیا ہے کہ ربا محرم سوا ان چھ چیزون کے اور اشیاء مین بھی جاری ہوتی ہے یہ حکم الشے معتدی ہو کر طرف ہر شئے ملحق کے جاتا ہے شرح سنہ مین کہا ہے کہ ان چھ اشیاء مین ربا ہونے پر تو اہل علم کا اتفاق ہے اسلئے کہ حدیث مین نص ہے اس پر مگر عامۂ علماء سوا وہ ربا کو ان چھ پر مقصور نہین بتاتے ہین بلکہ اثبات ربا کا وجود وصف پر کرکے یہ کہتے ہین کہ یہ اوصاف جن اشیاء مین ہونگے حکم ربا کا انکی طرف متعدی ہوگا ربا کو دراہم و دنانیر مین ایک وصف سے اور باقی چار اشیاء مین دوسرے وصف سے ثابت کرتے ہین پھر اس وصف مین اختلاف ہے شافعی نے دراہم و دنانیر مین وصف نقدیت کا ثابت کیا ہے ابو حنیفہ رح وزن کو علت ٹھیراتے ہین لوہے تانبے روئی مین جریان ربا کا بتاتے ہین پہلے تو شافعی اشیاء اربعہ مین اعتبار وصف طعم کا مع کیل و وزن کے کرتے تھے یہی قول

سیم بسیم گندم بگندم جو بجو تمر بتمر نمک بنمک مثل بمثل سواء بسواء یدا بید ہوتا ہے پھر
جب یہ اوصاف مختلف ہون تو بیچو تم جس طرح چاہو جبکہ ہاتھون ہاتھ ہو اس باب مین
اور بھی عدیثین آئی ہین ف جنس کا عین ہے بیچنا باوجود معلوم ہونے تساوی کے
جائز نہین ہے اسلئے کہ احادیث صحیحہ مین آیا ہے مثلا بمثل سواء بسواء وزنا بوزن
یہ دلیل ہے اس بات پر کہ فروخت کرنا کسی شئے کا اوسکی جنس کے ساتھ جائز نہین ہے مگر
جبکہ یہ بات معلوم ہوچکی ہو کہ دونون مین مماثلت و مساوات ہے دوسری دلیل اسپر حدیث
جابر ہے مرفوعا منہی فرمائی ہے بیع صبرہ تمر سے جسکا کہ کیل معلوم نہین ہے ساتھ کیل معلوم
کے تمر سے اخرجہ مسلم وغیرہ یعنی کھجور کی ڈھیر کو بے ماپے بیچنا ممنوع ہے یہ دلیل ہے
اس بات پر کہ بیع اوسکی جائز نہین مگر بعد علم کے پھر اگر احد المثلین کے ساتھ کوئی اور شے
ہو تو اوسکو کچھ تاثیر اس بارہ مین نہوگی فضالہ بن عبید کہتے ہین دن خیبر کے بیچے ایک
قلادہ یعنی گلوبند بارہ دینار کو خرید کیا اوسمین سونا اور دانی تھی بیچنے اوسکو الگ الگ کیا
تو بارہ دینار سے زیادہ کا مال نکلا یہ ذکر ہوئے حضرت سے کیا فرمایا فروخت نکیا جائے یہانتک کہ
جدا کر لیا جائے ایک جماعت سلف کا یہی مذہب ہے عمر بن خطاب و شافعی و احمد و اسحق کا یہی
قائل ہین ایک جماعت و حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہمراہ مصاحبت شئے آخر کے تفاضل جائز ہوتا ہے
جبکہ وہ زیادت مساوی مقابل کے ہو ف میوہ تر کا میوہ خشک سے بیچنا درست نہین ہے
بدلیل حدیث متقدم ابن عمر جسمین نہی فرمائی بیع ثمر حائط سے اگر نخل ہے ساتھ تمر کے کیلا اور
اگر انگور ہے ساتھ زبیب کے کیلا اسی طرح بدلیل حدیث رافع بن خدیج و سہل بن ابی حثمہ
جو اوپر گزر چکی ہین ایک شخص نے پوچھا تھا کیا ہم تمر سے رطب خرید کرین یعنے خشک بدل تر کے
مول لین سعد نے کہا مینے سنا حضرت کو فرماتے تھے کیا کم ہوجاتا ہے میوہ تر خشک ہوجانے سے
کہا ہان فرمایا اس طرح مت خرید کرو شافعی اسی پر ہین و حدیث اعلل ہے عدم جواز بیع مجہول
معلوم مین ساتھ اوسی کی جنس کے جبکہ ایک رطب یعنی تر اور دوسری یابس یعنی خشک

بیسے فروخت کرنا رطب کا تمر سے اور عنب کا زبیب سے اور بیچنا گوشت تازہ کا قدید یعنی گوشت خشک سے اکثر اہل علم اسکے قائل ہین مالک و شافعی و صاحبین اسی طرف گئے ہین تنہا امام ابوحنیفہ قائل اسکے جواز کے ہین یہ قول اونکا قیاسا ہے ابن القیم نے فسا اس قیاس کا ثابت کیا ہے کیونکہ نص کے مقابلہ مین قیاس مقبول نہین ہوسکتا ف اس بیع سے اہل عرایا مستثنی ہین یہ استثنا حدیث زید بن ثابت مین نزدیک بخاری وغیرہ کے ثابت ہوا ہے زید کہتے ہین رخصت دی ہے حضرت نے بیع عرایا مین کہ اندازہ کیل کا کر فروخت کیا جائے دوسرا لفظ صحیح کا یہ ہے کہ رخصت فرمائی ہے عریہ مین کہ لین اوس کو گھر والے اندازہ سے تمر دیکر اور کہا ئین اوسکو تر و تازہ جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اذن دیا عرایا مین اس بات کا کہ فروخت کرین بعد اندازہ کرنیکے ایک وسق دو وسق تین وسق چار وسق اس باب مین اور حدیثین بھی آئی ہین مطلب یہ ہے کہ فقرا کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اجازت دی تھی کہ تم خشک کھجور دیکر مطابق اندازہ کے تر کھجور جو درخت پر لگی ہے لیکر کھاؤ یہ اسلئے کہ اونکے پاس کوئی باغ و درخت نہ تھا جمہور کا مذہب یہی ہے اور جو کوئی برخلاف اسکے ہے احادیث اوسپر رد ہین ف زواجد مین آیات ربا کی تفسیر اور صور ربا کو مفصلا پانچ ورق تک لکھا ہے اور کہا ہے کہ ربا تین طرح پر ہوتی ہے ایک ربا فضل یعنے بیع کرنا ہمراہ زیادت احد العوضین متفقی الجنس کے آخر پر دوسری ربا نسیہ یعنی بیع کرنا ہمراہ تاخیر قبض عوضین کے یا قبض کرنا ایک کا تفرق مجلس یا تخایر سے بشرط اتحاد علت ہر دو جنسین کہ دونون مطعوم ہون یا دونون نقد ہون گو جنس مختلف ہو تیسری ربا النسا ہے یعنے بیع کرنا دو مطعوم یا دو نقد متفقی الجنس یا مختلفی الجنس کا ایک مدت تک اگرچہ ایک ہے لحظہ کین نہو گو دونون برابر ہون اور مجلس مین تقابض ہوا ہو پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو کمتر ایک صاع گندم سے یا زیادہ اوس سے فروخت کرے یا ایک درہم سیم کو دوسرے درہم سیم سے کم یا زیادہ پہ بیع کرے خواہ تقابض کرے

یا کرے اور مت شیرلے یا نسیہ اور دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم سے یا ایک درہم زر کو ایک درہم زر سے یا ایک صاع گندم کو ایک صاع جو سے یا اکثر سے یا درہم زر کو درہم سیم سے یا اکثر سے فروخت کرے لیکن قبض کرنا ایک کا ان دونوں میں سے مجلس سے متاخر ہو یا تخایر ہو تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم مثلاً ایک صاع گندم سے یا ایک درہم سیم ایک درہم سیم سے فروخت کرے لیکن ایک میں تاجیل ہو گو ایک ہی جنس کیوں نہ ہو اگرچہ مساوی ہوں یا مجلس میں تقابض واقع ہو متولی نے ایک قسم یا درہم اور زیادہ کی ہے اور کاہم یا قرض ٹھیرایا ہے لیکن حقیقت میں مراجع طرف ربا فضل کے ہوتی ہے اسلئے کہ اس میں کوئی ایسی شرط ہے کہ جس سے مقترض کو نفع حاصل ہوتا ہے گویا اس نے اس کو قرض بمثل دیا ہے اور یہ نفع اور سپر زیادہ ہے سو یہ چار دن اقسام ربا کے بنص آیات و احادیث و اجماع حرام ہیں ہر قسم کو ایک انواع میں سے وہ وعید شدید شامل ہے جو مطلقاً ربا میں آئی ہے یہ اور بات ہے کہ بعض انواع اس کے معقول ہیں اور بعض تعبدی جاہلیت میں جو ربا مشہور تھی وہ یہی ربا نسیہ تھی انتہی حاصلہ یہ قول بعض اہل علم کا کہ ربا دار الحرب میں لینا جائز ہے مردود ہے احادیث صحیحہ سے کیونکہ وعیدات ربا کی مطلقاً آئی ہیں مقید ساتھ کسی قید کے نہیں ہیں اور حلت و حرمت کسی شئی کی حکم شارع سے ثابت ہوتی ہے نہ قیاس سے اور جو قیاس مصادم نص کا ہوتا ہے وہ باتفاق اہل علم فاسد الاعتبار ہے واللہ اعلم ف حیلہ نکالنا ربا وغیرہ میں حرام ہے یہی قول ہے امام مالک و امام احمد کا یہاں تک کہ یہ کہتے ہیں شافعی و ابو حنیفہ کے نزدیک ربا میں حیلہ نکالنا جائز ہے دلیل شافعی کی وہی حدیث عامل خیبر کی ہے جس میں بیع تمر ردی کی درہم سے پھر خرید کرنا تمر جنیب کا درہم سے آیا ہے دلیل قائلین حرمت کی آیت قرآن ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو صید روز شنبہ سے منع فرمایا تھا انہوں نے حیلہ نکال کر روز یکشنبہ صید کرنا شروع کیا اللہ نے ان کو بندر سور کر دیا یہی حال ان لوگوں کا ہے جو واسطے ربا وغیرہ کے حیلہ انگیزی

کرتے ہین اللہ پر انکا حیلہ مخفی نہین رہ سکتا ہے ابو ایوب سختیانی نے کہا ہے یخادعون اللہ کما یخادعون آدمیا ولو اتوا الامر عیانا کان اھون علیھم انتھی ابن القیم نے اعلام الموقعین مین بحث تحیل و محتالین کی خوب ہے کشف و تفصیل سے لکھی ہے کہ بعد اوسکے کوئی شبہ حرمت تحیل مین باقی نہین رہتا و للہ الحمد ف فروخت کرنا گوشت کا عوض جاندار کے ممنوع ہے حدیث سعید بن مسیب مین آیا ہے نھی عن بیع الحیوان باللحم اسکو سعید نے جو اہل جاہلیت کا بتایا ہے وہ لوگ گوشت کو بعوض ایک دو بکری کے فروخت کر دیتے تھے ابو الزناد نے کہا مینے جتنے اہل علم پائے سب کو اس بیع سے منع کرنیوالا دیکھا خواہ یہ بیع اوسکے جنس سے کرے یا غیر جنس سے ماکول سے ہو یا غیر ماکول سے شرح السنہ مین کہا ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا مذہب تحریم ہے شافعی بھی اسی طرف گئے ہین حدیث ابن مسیب ہر چند مرسل ہے لیکن عمل صحابہ نے اوسکو قوی کر دیا ہے اور شافعی نے اس مرسل کا استحسان کیا ہے ہان فروخت کرنا ایک حیوان کا دو حیوان یا زیادہ سے اوسکی جنس کے ساتھہ درست ہے حدیث جابر مین آیا ہے کہ خرید کیا حضرت نے ایک غلام عوض دو غلام کے رواہ احمد و اھل السنن و صححہ الترمذی انس کا لفظ یہ ہے کہ خرید کیا حضرت نے صفیہ ام المومنین کو عوض سات سر کے دحیہ کلبی سے اخرجہ مسلم حدیث طویل ابن عمر مین خرید کرنا ایک اونٹ کا واسطے لشکر کے بعوض دو دو تین تین قلائص صدقہ کے آیا ہے اخرجہ احمد و ابو داؤد اسکی سند مین محمد بن اسحق ہے وفیہ مقال لکن فتح الباری مین اس اسناد کو قوی کہا ہے حدیث حسن مین نہی آئی ہے بیع حیوان بحیوان سے بطور نسیہ رواہ احمد و اھل السنن و صححہ الترمذی و ابن الجارود لکن یہ حدیث بروایت حسن عن سمرہ ہے اور حسن نے سمرہ سے سماعت نہین کی ہے شافعی نے کہا ہے مراد نسیہ ہے دونون طرف سے سو یہ بیع کالی بکالی بھی بنا بر ایک طرف سے کہ وہ جائز ہے موطا مین آیا ہے کہ علی مرتضی نے اپنا اونٹ عصیفر نام عوض بیس اونٹ کے مدت معلوم تک فروخت کیا تھا اور ابن عمر نے ایک راحلہ عوض چار اونٹ کے اس

غنمات پر خرید کیا تھا کہ مقام ربذہ مین وہ چار دن اونٹ دینگے ابن شہاب سے پوچھا تھا
کہ دو حیوان کا ایک حیوان سے ایک مدت پر بیچنا کیسا ہے کہا لا باس بہ ہے شافعی نے کہا یہ بیع
جائز ہے خواہ دونون ایک جنس ہون یا مختلف پہر ماکول اللحم ہون یا غیر ماکول اللحم حوالہ ایک کو
ایک سے فروخت کرے یا ایک کو دوسرے ابو حنیفہ کہتے ہین یہ بیع جائز نہین ہے اور بیع
حیوان بحیوان بالجملہ نسیہ مختلف فیہ ہے ف بیع عینہ جائز نہین ہے عینہ بکسر عین یہ بیع
یون ہوتی ہے کہ تاجر اپنا مال قیمت کرکے ایک مدت تک فروخت کردے پہر اوسی مال کو
کم قیمت پر بستری سے خرید لے حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے جب لوگ بخل کرینگے درہم
و دینار مین اور لین دین کرینگے ساتھ عینہ کے الخ تو نازل کریگا اللہ ذلت نیز بلا الحدیث اخرجہ
احمد و ابو داؤد والطبرانی و ابن القطان حافظ ابن الحجر نے کہا ہے اسکے رجال ثقات
ہین دوسری دلیل اسپر روایت ابو اسحق سبیعی کی ہے کہ ام ولد زید بن ارقم نے عائشہ
سے کہا تھا کہ مینے ایک غلام ساتھ زید بن ارقم کے آٹھ سو درہم پر ادھار فروخت کیا ہے پہر
اوسکو چھ سو درہم پر نقد خرید کیا ہے عائشہ نے کہا بہت برا ہوا اوس کا
جہاد ساتھ حضرت کے برباد گیا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اخرجہ الدارقطنی لکن شافعی ابن
کثیر نے اسکی تضعیف کی ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا مذہب عدم جواز بیع عینہ ہے شافعی
و شافعیہ قائل جواز کے ہین بیہقی نے اپنے سنن مین درباره نہی بیع عینہ ایک باب منعقد
کیا ہے ف غش کرنا یعنی دہوکا دینا بیع وغیرہ مین جیسے تصریہ گناہ کبیرہ ہے تصریہ یہ ہے
کہ دودھ جانور کا نہ دوہے تاکہ زیادہ معلوم ہو اس بارہ مین احادیث عامہ و خاصہ آئی ہین
مسلم نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے من غشنا فلیس منا حضرت کا گزر ایک
صبرہ طعام پر ہوا یعنے غلہ کی ڈہیر پر اوسمین ہاتھ ڈالا تو غلہ کو تر پایا فرمایا اسکو اوپر کیون نہ کیا کہ
لوگ دیکھتے پہر حدیث مذکور فرمائی اخرجہ مسلم و ابن ماجۃ والترمذی ابو ہریرہ نے
ناحیہ خیبر مین ایک آدمی کو دیکھا کہ دودھ مین پانی ملاتا ہے بیچنے واسطے فروخت کے کہا

تو کیا کہیگا جبکہ قیامت کو تجھسے کہا جائیگا کہ اس پانی کو دودھ سے جدا کر رواہ الاصبہانی بیہقی نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کا تشتروا اللبن للبیع مرواجرین غش فی البیع کو منجملہ کبائر کے گناہ ہے اور بیان مین صور غش کی بہت تطویل کی ہے غرضکہ جس بیع مین کوئی صورت غش یا غرر کی ہوتی ہے وہ بیع ناجائز وحرام ہے ف آزاد کو فروخت کرکے اوسکی قیمت کھانا حرام ہے ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین آدمی ہین جنکا مین خصم ہونگا دن قیامت کو اونمین ایک وہ شخص ہے جسنے کسی آزاد کو فروخت کرکے اوسکی قیمت کھائی ہے الحدیث رواہ البخاری وابن ماجۃ زواجرین اسکو منجملہ کبائر ذنوب کے شمار کیا ہے یہ طریقہ بردہ فروشی کا زمانۂ جاہلیت مین تھا طحاوی نے کہا ہے کہ آزاد کو عوض قرض کے جواز سکے ذمہ پر ہوتا تھا اول اسلام مین فروخت کر لیتے تھے جبکہ اوسکے پاس کوئی مال نہوتا اوسپر اللہ نے اس معاملہ کو منسوخ فرمایا بقولہ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ ف منجملہ مکاسب حرام کے ایک کھانا مال کا بیوعات فاسدہ سے ہے جنکا ذکر باب سابق مین گزر چکا ہے اسی طرح سائر وجوہ اکتساب محرمہ کے منجملہ کبائر ذنوب کے ہوتے ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ مراد اکل بالباطل سے اس جگہ کیا ہے بعض نے کہا ربا قمار یعنی جوا غصب سرقہ خیانت شہادت زور اخذ مال بسوگند دروغ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مراد وہ مال ہے جو انسان سے بغیر عوض کے لیا جاتا ہے بعض نے کہا مراد عقود فاسدہ ہین ابن مسعود نے کہا یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہین ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ ہوگی انتہی یہ اسلئے کہ اکل بباطل شامل ہے ہر ماخوذ بغیر حق کو خواہ بطور ظلم وستم ہو جیسے غصب خیانت سرقہ یا بطریق نہر و لعب ہو جیسے ماخوذ بہ قمار و ملاہی یا بر وجہ مکر و خدیعت جیسے ماخوذ بعقد فاسد بعض اہل علم نے کہا ہے یہ آیت اس بات کو بھی شامل ہے کہ خود آدمی اپنا مال باطل طور پر نکالے اس طرح کہ اوس مال کو فعل محرم مین خرچ کرے یا غیر کا مال بباطل خورد برد کر جائے جس طرح کہ امثلہ مذکورہ ہین وقولہ تعالیٰ الا ان تکون تجارۃ استثناء منقطع ہے اسلئے کہ تجارت

جنس باطل سے نہین ہے کوئی سے مبنی معنی اوس سے مراد کیون نہون اور تاویل اوسکی
ساتھ سبب کے تاکہ استثنا متصل ٹہیرے بے محل ہے تجارت اگرچہ مختص بعقود معاوضات
ہوتی ہے لکن الحاق قرض وہبہ ونحوہما کا ساتھ اوسکے اور دلیلون سے ہے مراد اس لفظ سے
عن تراض منکم طیب نفس بر وجہ مشروع ہے تخصیص ذکر اکل کی آیت شریف مین کچھ بطور تقیید کے
نہین ہے بلکہ اسلئے ہے کہ اکل اغلب وجوہ انتفاعات ہوتا ہے جسطرح کہ کریمہ ان الذین یاکلون
اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا مین کہا گیا ہے اور اس مبحث کے اور تفاصیل
وارد ہ اس بارہ مین سمت مطہرہ سے بہت کچھ آئی ہین ذکر بعض اوسکا مقدمہ رسالہ ہذا مین ہو چکا ہے
طبرانی کا لفظ باسناد حسن یہ ہے طلب الحلال واجب علی کل مسلم دوسرا لفظ طبرانی و بیہقی
کا مرفوعا یہ ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفرائض تیسرا لفظ طبرانی کا یہ ہے خوشی ہو اوس شخص
کو جسکا کسب طیب ہے جسکی سریرت صالح ہے جسکی علانیت کریم ہے اور شر اوسکا لوگون سے
الگ ہے چوتھا لفظ طبرانی کا یون ہے ای سعد پاک کر تو مطعم اپنے کو یعنی حلال طعام کہایا کر
ہو جائیگا تو مستجاب الدعوۃ قسم ہے اوس شخص کی جسکے ہاتھ مین ہے جان محمد صلعم کی بندہ
ڈالتا ہے لقمہ حرام اپنے پیٹ مین کی قبول نہین کیا جاتا عمل اوسکا چالیس دن تک اور جس بندہ
کا گوشت حرام سے اوگا ہے نار اولی تر ہے ساتھ اوسکے ف بیہقی کا لفظ یہ ہے جسنے خرید
کیا مال چوری کا اور وہ جانتا ہے کہ وہ سرقہ ہے تو شریک ہوا وہ عار وگناہ وزوری مین حافظ منذری
نے کہا ہے اس حدیث کی اسناد مین احتمال تحسین کا ہے اور اشبہ یہ ہے کہ موقوف ہو احمد کا لفظ
بسند جید یہ ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اگر کوئی شخص تم مین کا ایک رسی لیکر
طرف پہاڑ کے جاکر لکڑی کاٹے پھر اوس لکڑی کو اپنی پیٹھ پر لادکر لائے اور بیچکر کھائے یہ بہتر ہے
اس سے کہ اپنے منھ مین لقمہ حرام رکھے احمد وغیرہ کا لفظ بسند حسن یون ہے اللہ نے تقسیم کیا ہے
درمیان تمہارے اخلاق کو جس طرح تقسیم کیا ہے تمہارے بیچ مین ارزاق کو اور بیشک اللہ
دیتا ہے دنیا اوسکو جسکو محبوب رکھتا ہے اور محبوب نہین رکھتا اور

نہین دیتا دین مگر اوسی شخص کو جسکو محبوب رکھتا ہے الحدیث بطولہ بیہقی کا لفظ یہ ہے دنیا ہری
وٹھی ہے جسنے کمایا اوسمین مال حلال اور صرف کیا اوسکو محل حق مین ثواب دیگا اللہ اوسکو اور ذکر کریگا اوسکو جنت مین
اور جسنے کمایا مال غیر حلال اور خرچ کیا اوسکو غیر حق مین وار ذکر کریگا اوسکو اللہ گھر مین خواری کے بہت
سے لوگ گھسنے والے ہین مال مین اللہ و رسول کے اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے
کلما خبت زدناھم سعیرا ابن حبان کا لفظ یہ ہے لا یدخل الجنۃ لحم ودم نبتا من سحت
والنار اولی بہ ترمذی کا لفظ یہ ہے لا یربو لحم نبت من سحت الا کانت النار اولی بہ سحت کہتے
ہین حرام مال کو یا ہر کاسب خبیثہ کو دوسرا لفظ بسند حسن یون ہے لا یدخل الجنۃ جسد غذی بحرام
فائدہ زواجر مین اکل مال باطل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے یہ تکبیر صریح احادیث مذکورہ سے یہ صراحت
ظاہر ہے اسلئے کہ یہ باب اکل مال بالباطل مردم سے ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ داخل ہین اس باب مین
مکاس[1] خائن[2] سارق[3] بطاط[4] آکل ربا[5] موکل ربا[6] آکل مال یتیم[7] شاہد زور[8] جاحد عاریت[9] آکل رشوت[10] منتقص کیل[11]
ووزن[12] فروشندہ شئے عیب دار[13] بلا اظہار عیب[14] مقامر[15] ساحۃ منجم[16] مقور[17] زانیہ[18] نائحہ[19] دلال[20] جبکہ وہ اپنی اجرت
بغیر اذن بائع کے لیلے اور[21] خبر دینے والا مشتری کو ساتھہ زائد کے اور[22] جسنے آراذ کو فروخت کر کے
اوسکی قیمت کھائی انتہے یہ قول مؤید ہے اوس بات کو جو زیر تفسیر آیہ گزر چکا ہے کہ اکل بباطل
شامل ہے ان سب اشیاء کو اور اوسکو جو کہ اس معنی مین ہو ہر شئے سے اور بغیر وجہ شرعی لی گئی
ہو جیسے بھیک مانگ کر حدیث مین آیا ہے لائے جائینگے دن قیامت کو کچھ لوگ اونکے ہمراہ حسنات ہونگے
جیسے پہاڑ تہامہ کے جب وہ آوینگے تو اللہ اونکے حسنات کو ہبا منثور کر دیگا اور انکو آگ مین پھینک دیگا
کہا اے رسول خدا یہ کیونکر ہوگا فرمایا وہ لوگ نماز پڑھے روزہ رکھتے زکوٰۃ دیتے حج کرتے تھے
اتنی بات تھی کہ جب کوئی شئے حرام سامنے اونکے آئی تو اوسکو لے لیتے اللہ نے اونکے اعمال
غارت کر دیئے انتہے زواجر مین اس حدیث کی تخریج نہین لکھی ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر
کہ مال حرام کمانا ایسا گناہ سخت ہے کہ اسکے مقابلہ مین ساری نیکیان عبادات مفروضہ کی جنکو اوس
حرام خوار نے کیا ہے برباد ہو جاتے ہین وہ جہنم مین پھینک دیا جاتا ہے عیاذاً باللہ **حکایت**

حکایت ایک شخص نے بعض صلحا کو خواب مین دیکھا پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا اچھا کیا لیکن مین جنت سے محبوس ہون وجہ ایک سوئی کے جو مینے عاریت لی تھی پھر واپس نہ کی سفیان ثوری کہتے ہین جسنے خرچ کیا مال حرام طاعت مین وہ مثل اوس شخص کے ہے جس نے پاک کپڑے کو لہو سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم نو عشر حلال کو ڈر سے وقوع کے حرام مین پھینکتے ہے وہب بن ورد کہتے ہین تو اگر ستون کی طرح قیام کرے تو کچھ نفع تجھکو نہوگا جب تک کہ تو نہ دیکھے کہ تیرے پیٹ مین کیا جاتا ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر ہر دن یا ہر رات پکارتا ہے کہ جسنے حرام کھایا قبول نہین ہوتا اوس سے صرف اور نہ عدل لیتے عبادت فرض و نفل ابن المبارک کہتے ہین مین اگر ایک درہم شبہ کا واپس کردون تو یہ دوست ہے مجھکو اس بات سے کہ مین صدقہ دون تین لاکھ درہم دوسری حدیث مین آیا ہے جسنے حج کیا مال حرام سے اور لبیک کہا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا لبیک ولا سعدیک وحجک مردود علیک ابن اسباط کہتے ہین جوان آدمی جب عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے اعوان سے کہتا ہے دیکھو اسکا کھانا کہان سے ہے اگر اوسکا مطعم طعام سود ہوتا ہے تو کہتا ہے چھوڑ دو اوسکو متکا کرے تعب مین مبتلا ہے کوشش مین پڑا رہے وہ خود تھکو کافی ہوگیا یعنے یہ عبادت و جہد اوسکا ہمراہ اکل حرام کے غیر نافع ہے قال تعالیٰ عاملۃ ناصبۃ یعنے محنت کرتے تھکتے ہین ابراہیم ابن ادہم کہتے ہین تو اپنا مطعم پاک کر لینے طعام حلال سے حق طیب کہا تجھپر کچھ الزام نہین ہے کہ تو رات کو قیام نکرے دن کو روزہ نرکھے بخاری و نسائی مین مرفوعاً آیا ہے الحلال بین والحرام بین وبینھما امور مشتبھۃ فمن ترک ما یشتبہ علیہ من الاثم کان لما استبان ترکہ ومن اجترأ علی ما یشک فیہ من الاثم اوشک ان یواقع ما استبان والمعاصی حمی اللہ ومن یرتع حول الحمی یوشک ان یواقعہ یہ حدیث دلیل ہے احتراز پر مال مشتبہ سے جسکا حلال حرام ہونا معلوم نہین ہے چہ جای اوس مال کے جسکا حرام ہونا یقینی قطعی ہے جیسے امثلہ مذکورہ وجہ مزید استحقاق نار کے واسطے حرام خوار کے یہی ہے کہ اموال

غالبًا متعلق بحقوق خلق اللہ و عباد اللہ ہوتے ہین سو حقوق عباد کے حصول عذاب و عقاب مین دخیل تر ہین بہ نسبت حقوق خدا کے ف منجملہ ارتکاب سب محرمہ کے ایک التفاق سلعہ بحلف کاذب ہے حدیث مسلم اور سنن اربعہ مین وعید عذاب الیم کی واسطے ایسے تاجر کے آئی ہے جو جھوٹی قسم کھاکر اپنا مال فروخت کرتا ہے اسکو صاحب واجر نے منجملہ کبائر ذنوب کے گنا ہے بلکہ حلف پر کچھ موقوف نہین ہے مطلق دروغگوئی سے لین دین خرید و فروخت کرنیکا یہی حکم ہے جب ایک درہم کے مال کو دس درہم کا مال بیان کیا خواہ حلف سے کہا یا بے حلف تو کاذب ہوا یہ کذب سبب ہوا محو برکت کا مال سے اور موجب عذاب کا آخرت مین شہیر ابہ آدر یات ہے کیون کہے کہ مین اس مال کو اس قیمت پر دیتا ہون لو یا نہ لو یہ نہ کہے کہ مینے اسکو دس درہم پر مول لیا ہے حالانکہ تو یا اس سے بھی کم قیمت پر خریدا ہے مگر جھوٹ بول کر اور اس مقدار پر نفع باندھکر بیچتا ہے کہ یہ علاوہ معصیت دروغ کے ایک طرح کی خدایت بھی ہے ساتھہ مشتری کے واللہ اعلم حدیث مین آیا ہے اہل نار پانچ آدمی ہین اونمین سے ایک وہ شخص بھی بتایا جو تجھکو صبح و شام تیرے اہل و مال مین فریب دیتا ہے دوسری حدیث مین ہے المومن غر کریم والفاجر خب لئیم یعنی ایماندار آدمی فریب کہا جاتا ہے نیز رگ منش ہوتا ہے فاسق فریب دیتا ہے نالائق نابکار ہوتا ہے ف منجملہ ارتکاب سب محرمہ کے ایک وہ مال ہے جو کیل و وزن و ذراع مین کمی کرکے کمایا جاتا ہے قال تعالی ویل للمطففین یعنی خرابی ہے اون لوگون کی جو بڑہاتے ہین اپنے لئے مال مردم سے ماپ تول کم کرکے اسلیئے بعد اسکے یون فرمایا ہے الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون یعنی جب لوگون سے خرید کرین تو بھرپور لیوین اور جب اونکو ماپ یا تول کرکے دیوین تو کم کردین پھر فرمایا الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین یہ وعید شدید ہے حق مین مطففین کے سدی نے کہا حضرت مدینہ مین آئے ابو جہینہ نام ایک شخص تھا دو مکیال رکھتا تھا ایک سے لیتا دوسرے سے دیتا اوسپر یہ آیت اوتری ترمذی نے کہا

حضرتؐ نے اصحاب کیل وزن کو فرمایا تم اسی امر کے والی ہوئے ہو جسمین اگلی امتین پہلے تم سے ہلاک ہوچکیں ہین حدیث ابن عباس ہین نزدیک طبرانی وغیرہ کے آیا ہے کہ نہین کرتی کوئی قوم ماپ تول کو لیکن کم کردیتا ہے اللہ اونسے رزق کو رواجر ہین اس بخس کیل ووزن وذراع کو کبائر ذنوب مین گنا ہے اسلئے کہ باب اکل مال مردم باطل سے ہے ف منجملہ مکاسب محرمہ کے ایک یہ ہے کہ مال قرض بہ نیت عدم وفا کسی سے لیکر کھا مانا اور اوسکو تلف کردینا رواجر مین اسکو گناہ کبیرہ گنا ہے بخاری وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے جسنے لیا مال لوگون کا بارادہ ادا نکرنیکے تو تلف کردیگا اللہ اوسکو طبرانی کا لفظ یہ ہے جسنے قرض لیا اور اوسکی نیت یہ ہے کہ ادا نکرونگا پھر مرگیا تو اللہ عزوجل دن قیامت کو اوس سے کہے گا تو نے گمان کیا کہ مین اپنے بندہ کا حق نہ لونگا پھر اللہ اوسکے حسنات لیکر اوس دوسرے کو دیدیگا اگر حسنات نہونگے تو اوسکی سیئات اوسکے گلے باندہے جاوینگے ابن ماجہ وبیہقی کا لفظ یہ ہے کہ وہ اللہ سے سارق کی طرح ملیگا طبرانی کا لفظ ہے جسنے خرید کی کوئی شے اس نیت سے کہ اوسکے دام نہ دیگا تو وہ خائن مریگا اور خائن نار مین جائیگا ف اس باب مین جتنے مکاسب محرمہ کا ذکر نام بنام بطور شمار کیا گیا ہے ہر ایک کے حق مین وعیدات شدیدات آئی ہین رواجر مین ہر ایک کے لئے انمین سے ایک باب جدا گانہ منعقد کیا ہے خلاصہ اونکا ہمنے رسالہ قواطع النشر مین لکھا ہے حاجت ذکر کی اس جگہ نہین ہے ان وجوہ مکاسب سے جس کسی وجہ پر آدمی مال کمادیگا وہ مال اوسکا حرام ہوگا خواہ آپ کمائے یا اپنے اہل وعیال واقارب کو کمائے خواہ کسی راہ خدا مین صرف کرے اسی طرح کمانا مال وقف یا لقطہ ناجائز یا مال وصیت یا ودیعت کا حرام ہے اسی طرح وہ مال جو بعوض رقص وسرود وسخرگی ودروغگوئی ووکالت ناجائز واجارہ ظالمانہ کے حاصل ہوتا ہے کہ یہ سب وجوہ حرام ہین ٭

باب بیان مین مطاعم واشربہ محرمہ کے

اصل ہر شے مین حلت ہوتی ہے حرام وہی شے ہے جسکو اللہ ورسول نے حرام فرمادیا ہے اور جس

شئے سے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے قال تعالی قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسوحا او لحم خنزیر فانہ رجس یہان نکرہ سیاق نفی مین آیا ہے دال ہے عموم پر حدیث سلمان فارسی مین مروی ہے کہ حضرتؐ سے سوال گھی و پنیر و پوست کا کیا ہتا فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب مین حلال کر دیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے حرام ٹھیرا دیا ہے اور جس سے سکوت کیا ہے وہ اوس قسم سے ہے جو تمکو معاف کر دی گئی ہے اخرجہ ابن ماجۃ والترمذی اسکی سند مین سیف بن ہارون ضعیف ہے ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یون ہے جو کچھ حلال کیا اللہ نے اپنی کتاب مین وہ حلال ہے اور جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے سو قبول کرو تم اللہ سے عافیت اوسکی اللہ کسی شئے کا بھولنے والا نہین ہے وما کان ربک نسیا اخرجہ البزار وقال سندہ صالح والحاکم وصححہ ابو ثعلبہ مرفوعا کہتے ہین اللہ نے فرائض فرض کئے ہین تم اونکو ضائع نکرو حدود مقرر کئے ہین تم اونسے تجاوز نکرو کچھ چیزون سے سکوت فرمایا ہے واسطے رحمت کے تمہارے لئے بغیر نسیان کے تم اونسے بحث نکرو اخرجہ الدارقطنی کتاب عزیز و سنت مطہرہ مین بہت سے براہین اس اصل کے تقریر کرتے ہین اسلئے توجیہ اقتصار کی رفع طول مین اوسی پر ہے جسمین کوئی دلیل تخصیص کی آئی ہے منجملہ تخصیص کے ایک یہ آیت ہے الا ان تکون میتۃ الخ اسی طرح قولہ تعالی حرمت علیکم المیتۃ ف جس شئے کو اللہ نے کتاب اللہ مین حرام کیا ہے وہ حرام ہے قال تعالی حرمت علیکم المیتۃ مراد میتہ سے وہ مردار ہے جو خود بخود مر گیا ہے والدم مراد دم سے خون رواں ہے جسکی تصریح دوسری آیت مین آئی ہے مفسر قاضی ہے مبہم پر اس سے قول اوس شخص کا جو یہ بات کہتا ہے کہ مبہم اپنے ابہام پر اور مفسر اپنی تفسیر پر باقی رہتا ہے منتقض ہو گیا اسلئے کہ اہل علم نے اس آیت مین تقیید مذکور پر اتفاق کیا ہے ولحم الخنزیر ہر شئے خوک کی حرام ہے ذکر گوشت کا بالخصوص بقصد عادت کیا گیا ہے خنزیر ایک ایسا جانور ہے جسکی صورت پر ایک قوم مسخ ہو گئی تھی

نوح علیہ السلام اور جو انبیاء و رسل بعد اونکے آئے وہ سب خون کو حرام کہتے رہے اور حکم دیا کہ اوس سے
دور رہیں یہانتک کہ عیسی علیہ السلام بھی آسمان سے اوترکر قتل خنزیر کرینگے وما اهل لغير الله
اللہ مراد اس سے ہر وہ حیوان ہے جسپر نام غیر اللہ کا پکارا گیا ہے خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر کا
لیا جاوے یا نہ لیا جائے والمنخنقة یعنی گلا گھونٹا ہوا جو کہ اختناق کی وجہ سے مرگیا ہے والموقوذة
یعنی مُٹیلا جو کسی لاٹھی یا پتھر وغیرہا سے مقتول ہوا ہے والمتردية یعنی وہ جو کسی اونچی جگہ سے
نیچے گر کر مرگیا ہے والنطيحة یعنی وہ جسکو کسی دوسرے جانور نے اپنی سینگ سے زخمی کر کے
مار ڈالا ہے وما اكل السبع یعنی وہ جو بچ رہا ہے کہا نیسے درندے کے الا ما ذكيتم یعنی جسکو
تم نے ذبح کر لیا ہے وما ذبح على النصب اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو کسی تھان پر وان تستقسموا
بالازلام اور یہ کہ ڈالو تم پانسے ذلكم فسق زواجر میں کہا ہے کہ مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ
پاک نے اس آیت میں اباحت سے گیارہ نوع کو مستثنے فرمایا ہے انکی تحریم موافق عقول کے
ہے مردار سے جو خود بخود مرگیا ہے دو چیزیں مستثنے ہیں ایک مچھلی دوسری ٹڈی اسلئے کہ اس باب میں
دو حدیثیں صحیح آئی ہیں حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ دکوۃ جنین کی وہی ذکات اوسکی ماں کی ہے سو
جب جنین بذکاۃ زندہ یا مردہ نکلیگا بحیات غیر مستقرہ تو وہ بتبعیت ماں کے حلال ہوگا اگرچہ بلا ذبح
اور اوسکے بال بھی ہوں مراد میتہ سے وہ ہے جسکی حیات زائل ہوگئی ہے لیکن نہ بذکاۃ شرعیہ
اسمیں انواع آیندہ داخل ہیں سنین مذکور اس سے خارج ہے اور صید جبکہ کسی ضغطہ یا ثقل سے
مرجاویگا جیسے سگ وغیرہ اور ہر وہ جانور جسکی حیات زائل ہوگئی ہے بذکاۃ شرعیہ اگرچہ اوسمیں
روانی خون کی اور خود خون بہوان وہ خون جو گوں اور گوشت میں لپٹا ہوا رہ جاتا ہے وہ
معاف ہے حالانکہ لفظ مسفوح سے جو دوسری آیت میں آئی ہے اور تقیید اطلاق آیت بہ کرتی
ہے خون خارج ہو چکا ہے پھر اس خون سے جگر و طحال بحدیث صحیح مستثنے ہیں حالانکہ قید مسفوح بھی
ان دونوں کو خارج کرتی ہے کچھ حاجت استثنار کی نہیں ہے بعض اہل علم نے جمہور سے نقل
کیا ہے کہ خون حرام ہے اگرچہ مسفوح نہ ہے روان نہ ہو اور قول ابو حنیفہ کو رد کیا ہے ساتھ حلت غیر

غیر مسفوح کی دلیل سے ماسوا خنزیر کی طبیعت اخلاق ذمیمہ پر ہوئی ہے جیسے حرص فاحش رغبت شدید منہیات مین بے غیرتی اسلئے انسان پر اوسکا کھانا حرام کیا گیا ہے تاکہ یہ کیفیت قبیحہ آدمی مین پیدا نہو اسی لئے جو قوم اسکو کھاتی ہے اوسمین یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہین بخلاف گوسفند کے کہ اونکی ذات ان سب اخلاق ذمیمہ سے عاری ہے اس جگہ فقط لحم خوک کو حرام فرمایا ہے حالانکہ سارا خوک حرام ہے کیونکہ مقصود ذاتی یہی اوسکا گوشت ہوتا ہے قرطبی نے کہا اسمین خلاف نہین ہے کہ سارا خنزیر محرم ہے مگر بال اوسکے کہ اوس سے دوخت کرنا جائز ہے انتہی یہ بات قرطبی نے مطابق اپنے مذہب مالکی کے کہی ہے صاحب زواجر کہتے ہین ہمارا مذہب بھی یہی ہے بخلاف اوس شخص کے جسنے شافعی سے تحریم اوسکی نقل کی ہے اور خوک آبی ہمارے نزدیک ماکول ہے ما اهل لغير الله به سے وہ جانور مراد ہے جو نام پر کسی بت کے ذبح کیا گیا ہے اہلال کہتے ہین رفع صوت کو وہ لوگ وقت ذبح کے باسم اللات والعزی کہتے تھے اسلئے یہ ذبیحہ حرام کیا گیا اس صورت مین بمعنی ما اهل لغير الله به کے یہ ہوئے ما ذبح للطواغیت و الاصنام یہی قول ہے ایک جماعت کا دوسرون نے کہا ہے مراد ما ذكر عليه غير اسم الله ہے فخر رازی کہتے ہین یہی قول اولی ہے اسلئے کہ خوب ہی مطابق لفظ آیت ہے علما نے کہا ہے اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور قصد اوسکے ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور وہ ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے ہان ذبائح اہل کتاب حلال ہین بدلیل قوله تعالى وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم لکن اگر اہل کتاب باسم مسیح ذبح کرینگے تو وہ ذبیحہ نزدیک ائمہ اربعہ وغیرہم کے حلال نہوگا اور ایک جماعت نے کہا کہ مطلقا ذبیحہ اونکا حلال ہے لکن یہ قول مردود ہے اسلئے کہ ما اہل لغیر اللہ بہ خاص ہی خاص عام پر مقدم ہوتا ہے **حکایت** ابن عطیہ نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ کسیے ایک عالم سے استفتا کیا تھا کہ ایک عورت آسودہ حال نے ایک اونٹ واسطے اپنی لعب کے نحر کیا ہے اوس مفتی نے فتوی دیا کہ اوسکا کھانا حلال نہین ہے اسلئے کہ وہ واسطے صنم کے

ذبح کیا گیا ہے انتہے میں کہتا ہون اکثر مفسرین نے تفسیر لفظ ما اهل به بغیر قید ذبح کی اسلئے
ہے اسلئے کہ مشرکین عرب اہل جاہلیت ذبح حیوانات واسطے اصنام کے کرتے تھے اور وقت
ذبح کے اونکا نام لیتے تھے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی لکن بطریق اطلاق تاکہ شامل ذبائح مذکورہ
وغیر مذکور دونون رہے اور جس ذبیحہ پر نام غیر اللہ کا پکارا جاوے اوسکا بھی یہی حکم ہو
خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر اللہ کا لے یا نہ لے میل فخر رازی کا بھی اسی طرف ہے
کیونکہ اونہون نے فقط اعتبار ذکر غیر اسم اللہ کا کیا ہے وقت ذبح کے قید نہین لگائی ہے
اس سے معلوم ہوا کہ جس بکا کو مثلاً سید احمد کبیر کی شیرنی کرا دینکے نام سے اوسکو پکارین یا
بکرا شیخ سدو کا یا مرغ خانہ زین خان کا اوس سب کا حرمت مین وہی حکم ہے جو ما ذبح علی اسم
الصنم کا مکم ہے ولہذا صاحب زواجر نے آیت شریفہ کے یہ معنی کہے ہین ما ذبح للطواغیت
والاصنام طواغیت سے مراد ہر معبود باطل ہے کوئی ہو کہین ہو اصنام سے مراد خاص بت ہین
اس مسئلہ کی تحقیق شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی تفسیر فارسی مین اور اپنے
تفسیر فتح البیان اور رسالہ دعایۃ الایمان مین لکھی ہے یہ جگہ لائق اوس تفصیل مطول کے
نہین ہے اسی مدعا پر حکایت مذکورہ بھی دلیل ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی نبی یا ولی یا سلطان
یا شیطان یا لہو ولعب صبیان یا نسوان مین ذبح کیا جاتا ہے اوسکا کھانا حرام ہوتا ہے زواجر
مین کہا ہے منخنقہ وہ ہے جو خنق سے مرجاوے فعل آدمی ہو یا غیر آدمی دم اوسکا گھٹ کر
نکلے اہل جاہلیت حیوان کا گلا گھونٹتے تھے جب وہ مرجاتا تب اوسکو کھاتے موقوذہ
وہ ہے جسکو چوٹ لگے کسی شے کی یہانتک کہ وہ سست ہوکر مرگیا منجملہ اسکے مقتول بہ بندقہ ہے
اوسکو حکم میتہ و منخنقہ کا ہے اسلئے کہ وہ بغیر سیلان دم کے مرگیا ہے متردیہ وہ ہے جو کسی جا
بلند جیسے پہاڑ یا درخت یا مکان سے زمین پر گر کر یا کنوئے مین ساقط ہوکر مرگیا ہے اوسکا
کھانا بھی حرام ہے اگرچہ اوسکو تیر لگا ہو کیونکہ اول وہلہ مین اوس مخدد سے زخمی ہوکر شاید اوسکی
حیات زائل ہوئی تھی اور نہ اوسکے سبب سے خون اوسکا بہا تھا اور دوسری دفعہ مین مخدد

غیر محدد شریک ہو گیا اوس غیر کی شرکت نے اثر حرمت کا بخشا کیونکہ شرط حلت کی ازالہ حیات کا ہے
نرمی محدد جارح سے نطیحہ وہ ہے جسکو دوسرے جانور نے اپنی سینگون سے ہلاک کیا ہے وہ
حکم میتہ مین ہے اسلئے کہ سیلان دم مفقود ہے ان کلمات مین حرف ہا اس وجہ سے داخل
ہوا ہے کہ یہ اوصاف ہین گو سفند کے تخصیص اسکے ذکر کی یون ہے کہ اعم ماکولات یہی بکریان
ہین اور خروج کلام کا اعم اغلب پر ہوتا ہے اور مراد اوس سے کل ہے ہان حق نطیحہ یہ تھا کہ
اوسپر حرف ہا داخل نہوتا اسلئے کہ فعیل مین مذکر مونث برابر ہوتا ہے لکن جب کہ نطیحہ جارحی
مجری اسماء ٹھیرا تو قیاس فعیل سے باہر نکل گیا مراد ما اکل السبع سے اکل بعض ہے اہل جاہلیت
جب دیکھتے کہ درندہ نے زخمی کیا ہے اور مار کر کچھ اوسمین سے کھا لیا ہے تو باقی ساقی خود
کھا لیتے اللہ پاک نے اوسکو حرام کر دیا قید تزکیہ سے معلوم ہوا کہ منخنقہ وما بعد مین جو زندہ
ہاتھ لگے اوسکو ذبح کر کے کھانا حلال ہے والا فلا نصب سے مراد وہ پتھر ہین جنپر اہل جاہلیت
ذبح کرتے تھے یا مراد نصب سے اصنام ہین اونکو واسطے پوجا کے کھڑا کر رکھا تھا مراد ذبح کرنا ہے
باعتقاد تعظیم مجاہد و قتادہ و ابن جریج نے کہا ہے کہ کعبہ کے گرد تین سو سات پتھر کھڑے تھے
جنکو اہل جاہلیت پوجتے اور تعظیم کرتے اور اونکے لئے جانور ذبح کیا کرتے وہ کچھ اصنام
نہ تھے اصنام تو وہ ہوتے ہین جو مصور و منقوش ہون وہ لوگ اون پتھرون کو خون ذبائح
سے لتھیڑتے اور اوپر گوشت رکھتے تھے مسلمانون نے کہا ای رسول خدا اہل جاہلیت تعظیم
اس گھر کی خون سے کرتے تھے ہم احق تر ہین ساتھہ اسکے کہ تعظیم بیت کی کرین حضرت ؐ
خاموش رہے یہانتک کہ یہ آیت اوتری لن ینال اللہ لحومھا ولا دماوھا استقسام بالازلام
سے اسلئے نہی فرمائی کہ یہ فعل جاہلیت کا تھا اونمین جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی پاس
سادن کعبہ لینے خادم و پوجاری کے آتا اور سکے پاس سات قدح برابر کے رہتے تھے ایک
پر نعم لکھا تھا دوسرے پر لا تیسرے پر منکم چوتھے پر من غیرکم یعنے تزوج یا پنجوین پر ملصق
یعنی نسب چھٹے پر عقل یعنے دیت ساتوین پر لاشے علیہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے اور اختلاف

ہو تا نسب یا تحمل دیت میں تو پاس ہیں سکے کہ سب میں بڑا منہ تا سنو در ہم اہ شتر لیکر نزدیک
صاحب اقداح کے آتے تاکہ وہ اوس مراد کو حل کر دے اور کہتے یا الھنا اما رحسا کذا وکذا آپ
کو کچھ اون پانسوں میں لکھتا دیکھا کرتے اللہ نے اس کام سے منع کی اور اس رزق کو حرام کہا اور
فرمایا کہ یہ فسق ہے اللہ نے ذکر اس قمار بازی کا ہمراہ ان مطاعم کے اسلئے فرمایا ہے کہ وہ مطاعم
بھی ہمراہ اسکے پاس بہت کے لائے جاتے تھے قرطبی نے کہا اس فعل کا نام استقسام اسلئے
ہوا کہ اس سے تقسیم رزق و مراد کی کرتے تھے ضمیر ذلکم فسق کی سب کی طرف راجع ہے جسطرح
سنت سے ائمہ شافعیہ نے اسکی تصریح کی ہے یہ قول بعض مفسرین کا کہ فقط راجع بہ مقسوم ہے
ٹھیک نہیں ہے کیونکہ جو قاعدہ اصول فقہ میں مقرر ہے وہ قاضی رجوع ضمیر طرف کل کے ہے اسلئے
کوئی وجہ تخصیص بالبعض کی پائی نہیں جاتی لیکن علماء نے تصریح نہیں کی ہے مگر قیام قبل کہا اور ہمیں
معلوم ہے اکل نجاست غیر معفو عنہا کا ملوث کرنا ساتھ خون کے چاہیے جبکہ براہ قدمی ہو بعض اہل علم
نے اسکی تصریح بھی کی ہے انتہی کلام الزواجر ف تناول شئے نجس و مستقذر و مضر کا حرام ہے
بعض متاخرین نے تصریح کی ہے کہ یہ تینوں کبائر میں نجاست کا قیاس بیئۃ پر ہے اسلئے کہ حرمت بیئۃ
کی بوجہ ضرر کے نہیں ہے بلکہ بسبب نجاست کے ہے کما مر حوالہ سو جب بوجہ نجاست مردار حرام ٹھہرا
اور اللہ پاک نے اوسکا نام فسق رکھا تو ہر نجاست غیر معفو عنہا ملوث بہ مرد ار ٹھہریگی اس بنا
پر اکل نجاست کا گناہ کبیرہ ہے مستقذر وہ چیز ہے جس سے جی گھن کرتا ہے جیسے آب بینی یا منی
یا مذی سوداسکا کھانا بھی حرام ہے مضر شئے کا حکم خود ظاہر ہے کیونکہ مضر چیز مفسد بدن یا عقل
کی ہوتی ہے یہ اقسام اثم عظیم ہے کیونکہ جسطرح کہ غیر کو ضرر دینا کبیرہ ہے ویسا ہی اپنی جان کو ضرر
پہنچانا گناہ بزرگ ہے بلکہ یہ اولی تر ہے اسلئے کہ حفظ النفس خود اہم ہے حفظ غیر سے شافعیہ نے کہا ہے
اکل ظاہر مضر کا حرام ہے جیسے مٹی اور سم جیسا فیون مگر قلیل لغرض تداوی ہمراہ غلبہ سلامت
کے جیسے نبات مسکر غیر مطرب کہ اوس سے تداوی کرنا جائز ہے اگرچہ قدرے سکر لاوے
لکن یہ بات جب ہے کہ دو طبیب عادل اس امر کو متعین کر دیں کہ اوس علت کو سوائے

اس دوا کے اندر علاج نافع نہین ہے اور اگر کسی ایک نبات مین شک ہو کہ وہ سم ہے یا نہین یا
کسی دودہ مین کہ وہ ماکول ہے یا نہین یا کسی اور شئے مین تو اوسکا تناول کرنا حرام ہے ہان
اگر کسی کھانے کے پکانے مین مکھی وغیرہ گر کر ہریرہ ہوگئی ہو تو اوسکا کھانا حلال ہے اور اگر کوئی
پرندہ یا جزو آدمی گر کر ہریرہ ہوگیا ہے تو حلال نہین ہے اور اگر ایک طعام جامد پر نجاست
موجود ہو اور یہ شک پیدا ہو کہ وہ مائع یعنے پتلی یا جمی ہوئی گری ہے تو تناول اوسکا حلال ہے
اسلئے کہ اصل اوسکی طہارت ہے اور یہ محتمل ہے کہ وہ نجاست جامد گری ہو اس صورت مین ناحول
اوس طعام کا دور کر کے تناول کرے اگرچہ گمان غالب یہی کیون نہو کہ وہ مائع گری ہوگی اور وہ
دریاق یعنی تریاق جسمین گوشت سانپون کا مخلوط ہے اوسکا کھانا حرام ہے مگر اوسے ہی
ضرورت مین جسمین کہ اکل مردار کا جائز ہوجاتا ہے اور اگر ساری روی زمین رزق حرام
سے عام ہوجائے اور حلال روزی باقی نہ رہے اور نہ وہ ہر اربات معرفت کی توقع ہو تو اس صورت
مین تناول اوسکا بقدر حاجت کے جائز ہے نہ تنعم اور یہ کچھ ضرورت پر بھی موقوف نہین ہے

ف حیوان کئی طرحکے ہین ایک وہ جو مضر ہین اور نافع نہین ہین جیسے سانپ بچھو
چوہا چیل سگ گزندگو اگرگ شیر چیتا اور سارے درندہ ہا اور وبت و کرگس و عقاب و ہر غوث
و مورچہ صغیر و چیچکلی و گرگٹ و بق و زنبور سوان سب کا قتل کرنا مسنون ہے اگرچہ محرم
حرم ہین مارے دوسری قسم وہ ہے جو نافع و ضار ہے جیسے فہد و صقر و باز سوان کا
قتل کرنا واسطے نفع لینے کے مسنون نہین ہے اور نہ مکروہ ہے بسبب ضرر کے تیسری قسم
وہ ہے جو نہ نافع ہے نہ ضار جیسے خنفسا و جعل یعنے گبریلا و سرطان و زخمہ سوانکا قتل کرنا مکروہ
ہے ہان ایسا کتا جسمین کہ نہ کچھ فائدہ ہے اور نہ نقصان اوسکی علت مین تناقص ہے معتقد یہی دست
ہے اوسکی کما فی المجموع عن الاصحاب اسکے اور درمیان مذکورات کے یہ فرق ہے کہ وہ حکم حشرات
مین ہین اسلئے جو چیز کہ اونمین مغتفر ہے وہ اونکے غیر مین مغتفر نہین ہے اونکا قول اس جگہ اسکی
تائید کرتا ہے کیونکہ وہ قتل نمل کثیر کو حرام بتاتے ہین حالانکہ اوسمین نہ کوئی نفع ہے اور نہ مضرت ہے

اسی طرح قائل ہیں تحریم کس شہد و خلاف و مزر و منقع و کلب کے گو نشہ نہ لاوے استعمال کا کتا ہوا اور گو سیاہ ہو ھکذا فی الزواجر ف زواجر میں بذیل کتاب الاطعمہ الکل مسکر طاہر کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور مثال میں نام خشیشہ و بنگ و شیکران یعنی بنج و عنبر و زعفران و جوزۃ الطیب کا لیا ہے پھر کہا ہے کہ یہ سب مسکر ہیں بعض کی تصریح تو میں نے اور بعض کی اور میں نے کی ہے مراد اسکا ہے اس جگہ یہ ہے کہ عقل کو چھپا دے لیکن نہ ہمراہ شدت مضرت کے اسکے کہ وہ خصوصیات سے مسکر مائع کے ہے اس تعریف اسکار سے معلوم ہوا کہ ان ہیزوں کا مخدر نام کیا کچھ منافی معانی اسکار کی نہیں ہے سو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ سب اشیاء مسکر یا مخدر ہیں تو استعمال و اکل انکا کبیرہ و فسق ہے اور جو احادیث وعید شارب مسکر میں آئی ہیں وہ حق میں شخص مستعمل کے کسی شئے کے ان اشیاء میں سے بھی وارد ہوتی ہیں بسبب اشتراک کے علت زوال عقل میں کیونکہ مقصود شارع کا بقاء عقل ہے اور عقل ایک آلہ ہے فہم کلام اللہ و رسول سے اسی عقل کے سبب سے انسان حیوان سے متمیز ہے اور یہ عقل ایک وسیلہ ہے معرفت اثبات کمالات کے نقائص پر تو حق میں اوس شخص کے جو تعاطی کسی شئے کے موجب زوال اسکی کرتا ہے وعید خبر صادق آئی ہے مسند احمد و سنن ابی داؤد میں آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے رسول اللہ صلعم نے ہر مسکر و مفتر سے علماء نے کہا ہے جو چیز موجب فتور و خدر کے اطراف میں ہے وہی مفتر مخدر ہوتی ہے سو یہ ساری مذکورات مسکر و مخدر و مفتر ہیں عراقی و شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے تحریم حشیشہ پر اجماع نقل کیا ہے اور مستحل حشیشہ کو کافر ٹھیرایا ہے ائمہ اربعہ نے کلام اس شئے پر سوائے متاخرین کے کہ حشیشہ اونکے زمانہ میں نہ تھا ظہور اسکا آخر صدی ششم و اول صدی ہفتم میں ہوا ہے جبوقت کہ دولت تتار کا غلبہ ہوا اور دمی نے ذکر کیا ہے کہ جس نبات میں شدت مطربہ ہے اوسمیں حد واجب آتی ہے امام مجتہد ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ جوزۃ الطیب یعنی جائفل مسکر ہے پھر متاخرین شافعیہ و مالکیہ نے اس نقل پر اعتماد کیا ہے اسی قدر واسطے تحریم کے کافی ہے ابن العماد نے مبالغہ کر کے حشیشہ کو جوز پر قیاس کیا ہے بعض فقہاء عصر نے کہا ہے کہ برگ سبز حشیشہ میں

اسکار نہیں ہوتا ہے بعد تخمیص کے وہ مسکر لاتا ہے اور سید ابن العماد نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ کچھ فرق درمیان سبز و خشک کے نہیں ہے بلکہ وہ تو ملحق بجوزۃ الطیب و زعفران و عنبر و افیون و بنج ہے اور منجملہ مسکرات مخدرات کے ہے ذکر ذلک ابن القسطلانی فی تکریر المعیشۃ انتہے صواب کہنا اسکو ابن العماد کا اور اجماع علماء کو تحریم پر اوسکے مقیس علی جوزۃ الطیب کرنیسے معلوم ہوا کہ تحریم جوزہ میں بسبب اسکار یا تخدیر کچھ شک نہیں ہے حنابلہ بھی اوسکے اسکار میں موافق مالکیہ و شافعیہ کے ہیں امام متاخرین حنابلہ ابن تیمیہ نے نص کی ہے اسکار حشیشہ پر اور حنابلہ اسکے مسکر ہونے میں تابع اپنے امام کے ہیں بھی قنفیہ یعنے حکم کلام بعض ائمہ حنفیہ کا بھی ہے فتاوی مرغینانی میں کہا ہے المسکر من البنج و لبن الرماک ای انا ثی الخیل حرام و لا یحد شاربہ قالہ الفقیہ ابو حفص و نص علیہ شمس الائمۃ السرخسی انتہی کلام ابن دقیق وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جوزہ مثل بنج کے ہے سو جب حنفیہ قائل اسکار بنج کے ہیں تو قول باسکار جوزہ بھی اونکو لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ حشیشہ نزدیک ائمہ اربعہ کے حرام ہے شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک نقص سے اور حنفیہ کے نزدیک اقتضار سے اسلیے کہ وہ مسکر یا مخدر ہے اصل اسکی وہی قیاس حشیشہ کا ہے جوزہ پر کما صرح شیخ ابو اسحق نے تذکرہ میں اور نووی نے شرح مہذب میں اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ حشیشہ مسکر ہے زرکشی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اسمیں کچھ خلاف نہیں ہے اور اونکی حد میں وہ سکران یعنے مست بھی داخل ہے جسکا کلام منظوم مختل اور سر مکتوم منکشف ہے یا آسمان کو زمین سے اور طول کو عرض سے نہیں پہچانتا ہے پھر قرافی سے نفی اسکار و اثبات افساد نقل کر کے رد اس خلاف کا کیا ہے اور تخطیہ و تغلیط قرافی میں طول دیا ہے علماء نبات و اطباء نے بھی نص کی ہے اوسکی اسکار پر اس بارہ میں ادنیین کی طرف مرجع ہے لیکن حق اسمیں خلاف اطلاقیں ہے یعنی نہ مطلقاً اسکار کہہ سکتے ہیں نہ مطلقاً افساد اسلیے کہ کبھی مراد اسکار سے مطلق تغطیہ عقل ہوتا ہے سو یہ اطلاق اعم ہے اور کبھی

مراد تغطیہ عقل باعتبار نشاط وطرب کے ہوتا ہے سو وہ اطلاق اخص ہے اور جہاں کہیں مطلق اسکا
بولا جاتا ہے اوس سے یہی اطلاق ثانی مراد ہوتا ہے سو اطلاق اول پر درمیان مسکر ومخدر
کے عموم مطلق ہے کیونکہ ہر مخدر مسکر ہوتا ہے اور ہر مسکر مخدر نہیں ہوتا ہے پس اطلاق اسکا
سے شیشہ وجوزہ وسبو باعتبار مراد تحدیر ہے اور جسنے اسکی نفی کی ہے مراد اوسکی معنی خاص ہیں تحقیق اسکی
یہ ہے کہ نشان سکر کی جیسے خمر ہے یہ ہے کہ اوس سے نشاۃ ونشاط وطرب وعربدہ وقیمت پیدا ہوتی
ہے اور نشان سکر حشیشہ وجوزہ کی یہ ہے کہ اوس سے اضداد ان امور کی متولد ہوتی ہیں جیسے
تخدیر وفتور بدن بطول سکوت نوم وعدم حرکت اس تقریر سے رد ہند کشی کا قرائی پر مردود
ہوجاتا ہے اور مخدر کا مذاقرائی کا حشیشہ کو درست ثابت ہوتا ہے اب بعد اس علم کے جو شخص حشیشہ
کو حلال کہے یا غیر مخدر ومسکر ثابت ہوگا وہ لائق تعزیر بلیغ کے ہوگا بلکہ ابن تیمیہ رح اور اونکے
اہل مذہب کا اعتقاد یہ ہے کہ مستحل حشیشہ کافر ہوجاتا ہے انسان کو چاہیئے کہ وقوع سے
اس ورطہ میں محترز رہے ابن تیمیہ نے کتاب السیاسہ میں کہا ہے کہ حشیشہ میں مثل خمر کے
حد واجب آتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ نجس ہے انتہی بلکہ کہلانا اوسکا حیوان کو بھی حرام
ہے ابن دقیق العید نے کہا ہے متلف حشیشہ پر مثل خمر کے کچھ ضمان نہیں آتا بعد اسکے زواجر
میں اقوال اطباء کو بابت مضرت ونقصان نقل کرکے بعض علما کا قول نقل کیا ہے کہ اوسکے
اکل میں ایک سو بیس مفاسد دینیہ ودنیویہ ہیں پھر اونکو گنا ہے پھر کہا ہے کہ ابو زرعہ
وغیرہ نے حشیشہ کو مثل خمر کے شمار کیا ہے اور ذہبی نے مبالغہ کرکے کہا ہے کہ نجاست
مدمن میں مثل خمر کے ہے بلکہ خمر سے بھی اخبث تر ہے اسلئے کہ مفسد عقل ومزاج ہے مستعمل حشیشہ میں
تمغر نہ آجاتا ہے یعنی ابنہ ودیاثت وقوادت اور خمر وحشیشہ دونوں مانع ہیں ذکر خدا ونماز سے
ہاں بعض علماء متاخرین نے حد میں توقف کیا ہے فقط تعزیر کرنا تجویز کیا ہے اسلئے کہ
مغیر عقل بغیر طرب مثل بنج کے ہے بہرحال حشیشہ داخل خمر ہے لفظاً ومعنیً اسلئے کہ حضرت
نے فرمایا ہے کل مسکر حرام وقال صلعم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اور کسی نوع

بین کچھ فرق نہین فرمایا ماکول ہو یا مشروب انتہی کلام الذہبی ملخصا لکن یہ قول ذہبی کا کہ
اوسمین نجاست وحدت ہے ضعیف ہے انتہی کلام الزواجر صحیح یہ ہے کہ خمر بھی نجس نہین ہے
اگرچہ قطعًا حرام ہے ف کتاب دلیل الطالب کے صفحہ پانصد و دہم مین ایک سوال جواب باب
استعمال زعفران وجوز ہندی وحشیشہ کے لکھا گیا ہے خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ جس چیز پر سکر
صادق آتا ہے اولہ اوسکی تحریم پر قائم ہین قال تعالی انما الخمر والمیسر والانصاب
والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ یہ آیت قضا فعل ہر مسکر ہے اور حدیث
ابن عمر مین مرفوعًا آیا ہے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے اخرجہ مسلم واحمد واصل السنن
الا ابن ماجۃ دوسرا لفظ یہ ہے ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے اخرجہ مسلم والدارقطنی
ابو موسی کا لفظ مرفوع یہ ہے ہر مسکر حرام ہے اخرجہ الشیخان واحمد ابن عباس کا لفظ
مرفوعًا یہ ہے ہر مخمر خمر ہے ہر مسکر حرام ہے اخرجہ ابو داؤد عائشہ کا لفظ یہ ہے ما اسکر
الفرق منہ فملأ الکف منہ حرام اخرجہ احمد وابو داؤد والترمذی وحسنہ
دوسرا لفظ یہ ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اخرجہ احمد واصل السنن وابن حبان
وحسنہ الترمذی ورجال اسنادہ ثقات سعد بن ابی وقاص کا لفظ یہ ہے کہ نہی
رسول اللہ صلعم عن قلیل ما اسکر کثیرہ اس بارہ مین اور بہت احادیث آئی ہین
سب صحیح ہین اس امر کی کہ جسکا کثیر سکر لائے اوسکا قلیل حرام ہوتا ہے شارع نے جملہ انواع
سکر پر حکم تحریم کا لگایا ہے کسی نوع مین فرق نہین کیا بلکہ عموم حرمت قائم رکھی اور ہر سکر کا
نام خمر ٹھیرا دیا یہ بات کتاب وسنت دونون سے ثابت ہوگئی اطلاق اسم خمر کا ہر مسکر پر نقل جماہیر
ائمہ لغت واخبار نبویہ وآثار صحابہ وجمہور اہل علم سے پایا گیا کوئی وجہ اسکے مجاز کہنے کی نہین ہے
اور اگر نزدیک بعض اہل لغت کے یہ اطلاق مجاز بھی ٹھیرے تو نزدیک شارع وجمہور اہل شرع کے
تو ہرگز مجاز نہین ہے حقائق شرعیہ ہمیشہ حقائق لغویہ پر مقدم ہوتے ہین علماء نے اولہ اس
باب کے دلیل ہین تحریم ہر مسکر پر اس صورت مین ہر نوع جسکی خاصیت اسکار ہو کی تحریم ٹھیری

بدون فرق مائع وجامد کے خواہ معالجہ سے ہو یا اصل خلقت مین جمہور صحابہ و تابعین و احمد
و اسحق و مالک و شافعی اسی طرف گئے ہین حنفیہ وغیرہم نے جو اختلاف کیا ہے وہ بے دلیل ہے
جواب اونکا دلیل الطالب مین مرقوم ہے یہان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر مست سے زعفران
و جوز ہندی وقات حد سکر کو حق مین مستعمل کے پہنچ جائے تو قلیل بھی اوسکا حرام ہے مثل کثیر کے
بعض نے کہا ہے کہ یہ اشیاء مفتر ہین نہ مسکر سو جبکہ یہ تفتیر حد سکر کو پہنچیگی جسطرح کہ اکل و شرب
حشیش سے حاصل ہوتی ہے تب بھی محرم ٹھیرینگی اور اگر زیدی مفتر ہے تو حرمت مفترین بھی
صدیث آئی ہے ام سلمہ کہتی ہین نھی رسول اللہ صلعم عن کل مسکر و مفتر اخرجہ
ابوداؤد شوکانی نے کہا یہ حدیث صالح احتجاج ہے اسلئے کہ ابوداؤد نے اوس سے سکوت
کیا ہے ابن رسلان نے شرح سنن مین کہا ہے المفتر ھو کل شراب یورث الفتور والخدر
فی اطراف الاصابع و ھو مقدمة السکر اسلئے عطف مفتر کا مسکر پر مقتضی مغایرت
ہے ابن رسلان کہتے ہین حمل مسکر کا شدت مطربہ پر جسمین حد واجب ہوتی ہے اور حمل مفتر کا
نبات پر مثل حشیش کے جسکو سفلی پر تاؤ مین لاتے ہین جائز ہے لیکن زعفران مین حد نہین
آتی ہے استعمال اوسکا طعام وغیرہ مین حرام ہے بدلیل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام خواہ غرز
ہو یا مخلوط بغیر اور خواہ اسکار کو بعد خلط کے قوت دے یا نہ دے اگرچہ حضرت نے یہ تفصیل نہین
فرمائی ہے کما افاد کثیرہ فقلیلہ حرام کیونکہ حکم مفتر کا مثل مسکر کے کہا ہے حاصل یہ ہے
کہ حشیشہ اور جو چیز مثل حشیشہ کے مسکر یا مفتر ہے وہ حرام ہے بعموم ادلہ تحریم خمر کہتے ہین
فتور زائد کو مخدر کوئی شے سوا مفتر کے نہین ہے غرضکہ زعفران و جوز ہندی و افیون و کوکا
لاحق مسکرات ہین ولو فی حال من الاحوال ہان اگر یہ بات ثابت ہوجائے کہ یہ اشیاء نہ مسکر
ہین اور نہ مخدر و مفتر اور کسی مستعمل کے مزاج مین یہ وصف انکا ثابت نہین ہوتا ہے تو البتہ
انکو حرام نکہا جاویگا پھر اگر ان مقولات اہل علم پر اکتفا نہو سکے تو حدیث المومنون وقافون
عند الشبہات الخ پر عمل کرے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جوز ہندی و زعفران سے مقدار

کثیر حرام ہے اسلئے کہ ضرر کرتا ہے نہ اسلئے کہ مسکر ہے اسی طرح حال قریط یعنی افیون کا ہے اسلئے
قات کو صاحب زواجر حرام کہتے ہین اور ایک جماعت حلال بتاتی ہے قات یمن مین مثل پان کے
ہندمین ہوتا ہے اوسکو بے مصالح کے کہاتے ہین اور پان کو مصالح سے شوکانی رح نے کہا ہے
اگر بعض انواع اوسکے حد مسکر و تفتیر کو پہنچین تو ہم حکم تحریم اوس نوع خاص کا دینگے یا مضر ہونا
اوسکا بعض طباع مین ثابت ہوگا تب بھی حرام کہینگے ورنہ اصل حل ہے بدلیل عمومات کتاب
وسنت کے رہا حکم بیع کا سو ظاہر اذالہ سے تحریم بیع ہر اوس چیز کی ثابت ہوتی ہے جسکی منفعت
منحصر ہو محرم مین اور بمقصود اوس سے سوای اس محرم کے اور کچھہ نہو خواہ انتفاع اوس سے
غالبًا محرم مین ہو یا نہو مگر بیع اوسکی بقصد انتفاع محرم واقع ہو کہ ان صورتون مین فروخت
کرنا اوسکا حرام ہوگا احادیث مین نہی آئی ہے بیع مردار و خمر و خوک سے اسلئے کہ انتفاع ان سے
محرم مین ہوتا ہے اور امر حلال مین نفع لینا انسے متصور نہین ہے اسی قلیل سے حشیشہ ہے
کہ منفعت اوسکی منحصر ہے محرم مین حدیث ابوامامہ مین آیا ہے تم فروخت نکرو گانے بجانے
والیون کو اور خرید نکرو اونکو اور نہ سکھاؤ اونکو یہ کام خیر نہین ہے اونکی تجارت مین اور قیمت
اونکی حرام ہے اخرجہ الترمذی یہ مثال ہے صورت ثانیہ کی کیونکہ منفعت قینات کی کچھہ
منحصر حرام مین نہین ہے لکن انتفاع اونسے غالبًا حرام مین ہوتا ہے اسلئے شارع نے حکم
اونکا تحریم بیع مین مالا ینتفع بہ فی غیر الحرام ٹھیرایا ہے تنزیلا للاکثر منزلۃ الکل اسی قبیل سے
ہے بیع وخوزبندی اور جوانکے مشابہ ہے تیسری صورت کی مثال حدیث زید ہے مرفوعًا جسنے روکا
انگور کو ایام قطاف مین تاکہ فروخت کرے اوسکو ہاتھہ اوس شخص کے جو شراب بنائیگا تو وہ
گھسا آگ مین جان بوجھہ کر اخرجہ الطبرانی باسناد حسنہ الحافظ ابن حجر اسمین شک نہین
ہے کہ غالب انتفاع انگور سے امور جائزہ مین ہوتا ہے لکن جب قصد یہ ٹھیرا کہ ایسے شخص کے ہاتھہ
فروخت کرے کہ وہ استعمال اوسکا امر محرم مین کریگا تو بیع اوسکی حرام ٹھیری کیونکہ وسیلہ حرام کا
حرام ہوتا ہے اور اگر یہ قصد نہین ہے تو حرام بھی نہین ہے اسی قبیل سے ہے زعفران کہ فروخت

کرنا اوسکا ہاتھ اوس شخص کے ہاتھ بیچنا جو کہ کھانا جانور کو کھلائیگا حرام ہے سنا جاتا ہے کہ وہ اوسکو آٹا
کھلائیگا جس سے تفتیہ یا ضرر ہوگا اور اگر کچھ قصد بھی نہیں ہے تو بیع اوسکی جائز ہے اسی طرح بیچنا
ویسی گندم جو آٹا کل کے بارے میں قصد نہ کرے حرام ہے حدیث ابن عباس میں آیا ہے حضرت نے فرمایا
اللہ تعالیٰ جب کسی شے کا کھانا حرام کرتا ہے تو اوسکی قیمت بھی حرام ہوتی ہے رواہ الحاکم
والبیہقی باسناد صحیح ابن القیم کہتے ہیں مراد اس حدیث سے دو امر ہیں ایک وہ جو عین
حرام ہے اور انتفاع لینا اوس سے مطلقاً جائز نہیں ہے جیسے خمر مردار خون خوک آلات شرک کہ اونکی
قیمت کھانا حرام ہے کسی طرح پر کیوں نہ ہو دوسری وہ جس سے انتفاع لینا غیر اکل میں مباح
ہے جیسے کھال مردار کی بعد دباغ کے اور جیسے دیسی گدھے اور خچر وغیرہ کہ اونکا کھانا حرام ہے
اور اونسے انتفاع لینا جائز ہے استعمال ہو کر یا جسکو دکنر لوگ کھاتے پیتے ہیں سود و نہ مسکر ہے نہ مضر
نہ خبیث اسلئے اصل اباحت پر باقی ہے اور اگر بعض امزجہ و طباع میں وصف مسکر و تفتیہ کا مثلاً
ثابت ہو تو ہمارے دست تہیہ کی واللہ اعلم **مسئلہ** مردار جانور کا کھانا حرام ہے اور اوسکے
چمڑے اور اعصاب سے قبل دباغ نفع لینا حرام ہے سوائے ان دو امر کے بقیہ اجزاء میتہ سے
نفع لینا منع نہیں ہے کیونکہ میتہ نجس نہیں ہوتا ہے اور تحریم بیع کی مستلزم نجاست کو
نہیں ہوتی ہے نہ شرعاً نہ عقلاً **مسئلہ** حبوب و غلات جنکا گذر ہے بیل وغیرہ پامال
کرتے ہیں اور اونمیں روث و بول اونکا گرتا ہے اصل اونمیں طہارت ہے اور غالب یہ ہے
کہ کاشتکار لوگ روث کو جدا کر دیتے ہیں ایسی اشیاء میں تعمق شدید کرنا اور بال کی کھال
نکالنا ٹھیک نہیں ہے اصل اس باب میں حدیث ابن عمر ہے کہ حضرت کا گذر بعض اسفار
میں ایک حوض آب پر ہوا وہاں ایک آدمی بیٹھا تھا عمر ابن خطاب نے اوس سے پوچھا
کہ آجکی رات درندوں نے تو اس حوض میں منہ نہیں ڈالا ہے حضرت نے اوس شخص
سے کہا اے نفس لا تخبرہ ھذا متکلف لما ما حملت فی بطونھا ولنا ما بقی شراب طہور
اخرجہ الدارقطنی وغیرہ اس حدیث سے جسطرح پر استدلال کیا گیا بوجہ اسکی دلیل ابطال الب

مین مفصلاً مرقوم ہے **مسئلہ** ذبائح سارے مسلمانون کے باوجود اختلاف مذاہب و تباین مشارب کے حلال ہین اسلئے کہ اللہ تعالی نے ہمکو فقط کھانیسے اومن ذبیحہ کے منع کیا ہے جسپر نام خدا کا نہین لیا گیا ہے سو ہر مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے تحقیقاً یا تقدیراً گسی مذہب کا کیون نہو اور ذبائح اہل کتاب کے تابع تحلیل اطعمۂ اہل کتاب ہین اسلئے کہ اسم طعام اونپر صادق ہے یا ادام طعام ہین ایک یہودیہ نے خیبر سے حضرتؐ کو ایک بکری بھیجی تھی پکاکر حضرت نے اوسکو کھایا حلت ذبیحہ مین اسقدر کافی ہے کہ انہار دم اور ذکر اسم اللہ ہو سو مسلمان کیسا ہی بدعتی کیون نہو اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور بصورت التباس کہ بسم اللہ کہی ہے یا نہین حل ذبیحہ پر حدیث عائشہ دلیل ہے جسکو بخاری و نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہین مینے کہا یا رسول اللہ ایک قوم تازہ عہد بجاہلیت ہمارے پاس گوشت لاتی ہے ہم نہین جانتے کہ اوسنے ذبیحہ پر نام اللہ کا لیا ہے یا نہین ہم اوس گوشت کو کھائین یا نہین فرمایا اذکروا اسم اللہ علیہ وکلوا امر باعادۂ تسمیہ مشعر ہے اسبات کو کہ ذبیحہ غیر مسلمی خواہ مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا حلال ہے رہی آیت شریفہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ تو محمول ہے عدم ذکر کلی پر وقت ذبح و وقت اکل کے اور یہی ظاہر ہے نفی ذکر اسم اللہ سے کیونکہ جب لحم پر آکل نے وقت اکل کے بسم اللہ کہی اور کافر نے وقت ذبح کے تسمیہ نہین کہا تھا تو اوسپر نام اللہ کا مذکور ہوگیا یہ بات واضح ہے اور خصوص سبب کا اعتبار نہین یعنی اس بات کا کہ عائشہ کا سوال اوس گوشت سے تھا جسکو نومسلمان لوگ تازہ عہد بجاہلیت لاتے تھے بلکہ اعتبار اس جگہ عموم لفظ کا ہے بقاعدۂ مقررۂ علم اصول اسلئے شوکانی رح نے کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ ذبیحہ کافر کا حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا لیا گیا ہو اور اہلال بغیر اللہ نکیا ہو یعنی واسطے اوثان و اصنام کے ذبح نکیا ہو اور یہ بات نہین ہے کہ کوئی کافر نام اللہ کا نہ لیتا ہو اور حدیث عائشہ مین دلیل عدم اشتراط تسمیہ پر مطلقاً نہین ہے بلکہ عدم اشتراط تسمیہ پر وقت ذبح کے ہے حاصل یہ ہے کہ تسمیہ ذابح پر فرض ہے اور اغادہ اوسکا وقت

اکل کے متردد پر فرض ہے اور اقل تسمیہ یہ ہے کہ بسم اللہ کہے اور تقاریم تسمیہ کی منصر نہیں
جبکہ قبل وقت کے اوسکو کہا ہے نہ منافی اسکی ہے کہ وہ تسمیہ واسطے ذبح کے کہا گیا ہو سیل جرار
مین کہا ہے کافر نے جب ذبح کیا اللہ کے نام پر اور غیر اللہ کے لئے ذبح نہین کیا اور رگہا ہے
گردن سے خون جاری ہوا تو ادلہ مین کوئی دلیل تحریم اس ذبیحہ پر جو اس صفت پر واقع
ہوا ہے موجود نہین ہے ان اگر کافر نے وہ ذبیحہ واسطے غیر اللہ کے کیا ہے تو وہ بیشک
حرام ہے اگر یہ کسی مسلمان ہی نے کیون نکیا ہو اب ہو کوئی شخص قائل اشتراط اسلام ذابح کا
ہے دلیل لانا اوسکے ذمہ پر ہے نہ ہمارے ذمہ پر تمام کلام اس مسئلہ پر کتاب دلیل الطالب کے
صفحہ چار سو گیارہ سے تا صفحہ ۴۱۴ مرقوم ہے واللہ اعلم **مسئلہ** کھانا یا پینا کسی شئے
نجس یا حرام کا بطور تداوی حرام ہے اور جو کوئی اسکو حلال کہے وہ دلیل لاوے حدیث ابو الدرداء
مین مرفوعاً آیا ہے اللہ نے ہر درد کے لئے ایک دوا بنائی ہے سو تم دوا کرو لیکن حرام چیز سے
دوا نکرو اخرجہ ابو داؤد شرح منتقی مین کہا ہے کہ دوا کرنا نجاسات سے اور اون چیزون سے
جنکو اللہ نے حرام کیا ہے جائز نہین ہے ابو ہریرہ نے مرفوعاً کہا ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے
دوا خبیث سے اخرجہ احمد و مسلم و ابن ماجۃ و الترمذی اور یہ بات معلوم ہے کہ حرام
نجس دونون خبیث ہوتے ہین قال تعالی ویحرم علیہم الخبائث طارق بن سوید جعفی
نے پوچھا تھا کہ مین خمر واسطے دوا کے بناؤن فرمایا وہ دوا نہین ہے دارہے رواہ مسلم و غیرہ
جمہور کا مذہب یہی ہے کہ جس طرح شرب خمر حرام ہے اسی طرح تداوی بخمر محرم ہے اور یہی حکم
اشیاء محرمہ و نجسہ کا ہے حضرت نے جو ابوال ابل کو بطور تداوی بتایا تھا وہ کچھ منافی اسکی
نہین ہے اسلئے کہ اونکی نجاست و حرمت مین خلاف معروف ہے اور بصورت نجس یا حرام
ہونیکے بناء عام خاص پر کیجاویگی بقاعدہ مقررہ اصول جسپر اجماع علماء نحول ہے غرضکہ
تداوی بہ نجس و حرام حرام ہے کوئی شئے بھی کیون نہو اور اصل نہی مین تحریم ہوتی ہے
مسکر کا حکم یہ ہے کہ مفرداً و مخلوطاً بالغیر حرام ہے احادیث صحیحہ مین تحلیل خمر سے نہی آئی ہے

ہان جو خمر خود بخود سرکہ ہوجاوے وہ حلال ہے مطہریت استحالہ کی معالجہ سے ماعدای مسکرات کے
مین ہے مسکرات عموم ادلۂ طہریت استحالہ سے مخصوص ہین حنفیہ جو قائل حل خل خمر ہین دلیل کی
یہی استحالۂ خمر ہے لکن اس استدلال مین غفلت عظیم ہے احادیث نہی تخلیل خمر سے بہرحال تدارک
بمسکرات خواہ عین ہو یا استحیل بخل بمعالجہ اور خواہ بہت ہو یا کم اور خواہ مفرد ہو یا مخلوط بغیر
اور خواہ قوی ہو اسکا پر بعد خلط کے یا نہو حرام ہے کسی طرح جائز نہین اسلئے کہ ہر مسکر
حکم خمر مین ہوتا ہے اور شارع نے خمر کو دارکہا ہے نہ دوا منجملہ طرائق خمر کے ایک تبدیل
اسم خمر ہے باسم دیگر پس جس چیز مین وجود خمر کا مفرداً یا مخلوطاً بالغیر ہوگا یہ حکم اوسکو شامل
رہیگا مثل غالب ادویہ انگریزی جنکو بشرکت خمر طیار کیا جاتا ہے خواہ خمر اونمین مستہلک و
مستحیل بشئے دیگر ہو یا نہو کہ یہ استعمال داخل شرب خمر ہے بہ تبدیل نام شراب بنام دیگر جو
مسکر جس دوا مین ملایا گیا شراب واکل اوسکا حرام ہوجاتا ہے بسبب عموم ادلہ کے کہ کثیر و
قلیل مسکر حرام ہے اور ہر مسکر خمر ہے گو معالجہ سے مستحیل بشئے دیگر کیون نہو جاوے خلط
ومزج ایک شئے کا دوسری شئے مین اور چیز ہے اور استحالہ کسی شئے کا دوسری شئے مین
اور چیز ہے حدیث مین آیا ہے جسنے دوا کی خمر سے شفا نہ دیگا اوسکو اللہ استحالہ کو علمانے جو
مطہر و محلل کہا ہے مراد اوس سے ماورای مسکرات ہے کیونکہ مسکرات ہر حال مین محرمات سے
مخصوص ہین ساتھ تحریم زائد کے ہان اگر کسی دوا مین کوئی شئے محرمات مین سے جیسے مفتر
یا مخدر اس قدر مخلوط ہوجائے کہ حد تفتیر و تخدیر کو نہ پہنچے تو استعمال اوس دوا کا جائز
ہے اسلئے کہ تحریم مفترات و مخدرات و مسمومات و نجاسات مین اوسقدر تشدید و تخصیص نہین آئی
ہے جتنی کہ بمقدمۂ مسکرات آئی ہے یہ امارت ہے تفرقہ کی درمیان مسکرات و محرمات کے مسئلہ
منجملہ محرمات کے ایک نجاسات ہین جیسے بول غائط آدمی دم حیض و نفاس لعاب کلب لحم خنزیر
اسکے سوا جو امور ہین جیسے منی بنی آدم و دم مسفوح و میتہ و وتت و لحم مقطوع حیوان حی سے
اور سوا اسکے اونمین جس چیز پر دلیل دال بر نجاست آئی ہو حکم اوسکی نجاست کا دینا واجب ہے

بدون الحاق مثل بدوث کے ورنہ بدایت اصابہ کافی ہے کیونکہ اصل جمیع اشیاء مین طہارت ہے
اور کسی چیز پر حکم نجاست کا لگانا ایک تکلیف عام البلوی ہے یہ حکم بدون قیام کسی حجت کی
نہین ہو سکتا ہے **مسئلہ** سخمہ محرمات کے ایک مستخبثات ہین مستخبث وہ حیوانات ہین
جنکو لوگ خبیث جانتے ہین نہ بسبب کسی علت یا عدم اعتیاد کے بلکہ ہر دو استخباث کے سوو
حرام ہین اور مکروہ و محرم علیہم الخبائث مین مندرج ہین طیبات وہ ہین جو نزدیک
عرب کے مستطاب و مستلذ ہین بغیر اسکے کہ کوئی نص کتاب و سنت کی اونکی تحریم مین آئی ہو
مثلاً قنفذ خبیث ہے اسلئے حرام ہے مگر خطابی نے حدیث حرمت قنفذ کو ضعیف بتایا ہے سو اگر
وہ ضعف اس درجہ کا ہو جس سے حدیث یا یہ اعتبار سے ساقط ہو سکتی ہے تو خیر ورنہ حرمت
اوسکی ظاہر ہے منع اکل کتاب پر کوئی دلیل نہین آئی ہے لیکن بوجہ اضرار اوسکو حرام کہا ہے
مسئلہ اور دمی کہتے ہین سموم چار طرح پر ہین ایک وہ جنکا کثیر و قلیل قاتل ہے اوسکے
کھانا واسطے تداوی کے حرام ہے **لقولہ تعالی** ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ دوسرا
وہ جسکا کثیر قاتل اور قلیل غیر قاتل ہے اسکا کثیر واسطے تداوی کے حرام ہے اور قلیل نافع
جائز تیسرا وہ جو غالبا قاتل ہے اگرچہ غیر قاتل ہو نادر اوسکا جائز ہوا اسکا حکم بھی وہی ہے اگر
ہے چوتھا وہ جو غالبا قتل نکرے اگرچہ قاتل ہو نادر اوسکا جائز ہوا اسکی بابت شافعی نے
ایک جگہ اباحت اکل کو ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ تحریم اکل بیان کی ہے شافعیہ نے
کہا جس جگہ تداوی مین نافع ہو وہان جائز ہے اور جہان نافع نہو وہان ممنوع ہے یہ تفصیل
حسن ہے مطلب یہ ہے کہ تداوی بمسکرات عموما اور تمام الخبائث خصوصا حرام ہے یہی حکم تداوی
کا ساتھ نجسات و خبائث و سمومات کے ہے حرمت استعمال عین مین لکن جس لبد استحالہ کے
اور مضر لقدر غیر مضر عفو ہے حدیث شریف مین اکل حلال و شرب لبن حلالہ سے نہی آئی ہے وہ کچھ
منافی اسکی نہین ہے اسلئے کہ نجاست کیہ فرع تحریم کی نہین ہوتی ہے اور نہ کوئی ملازمت
درمیان تحریم و نجاست کے ہے پس جبکہ استحالہ مطہر ہے ابوحنیفہ اور ابو یوسف نے جو لاذر گست

سے آتی ہین اونہین اگر کوئی شئے حرام سوای مسکر کے مخلوط ہوکر مستحیل ہوگئی ہو اس طرح پر
کہ اوس شئے کا نام ونشان اصلی باقی نرہا ہو تو اوسکا استعمال جائز ہوسکتا ہے اور مطلق جلب و اسٹا
بلاد کفار سے مانع اکل نہین ہے اسلئے کہ حضرت نے پنیر آمد بلاد نصاری کو کھایا ہے اور شاۃ
مسمومۂ یہودیہ کو بھی تناول کیا تھا اور طعام ذبائح ونساء اہل کتاب کو واسطے اہل اسلام کے
حلال فرمایا ہے ہان اگر وہ شئے حرام ادویۂ مذکورہ مین اس طرح پر ممزوج ہے کہ اسم و وصف
اوسکا باقی ہے تو تداوی ساتھہ اوسکے ناجائز ٹھیریگی لکن یہ تفصیل دربارۂ استعمال محرمات
غیر مسکرہ کی ہے نہ دربارۂ مسکرات محرمہ کے خواہ خمر ہو یا کوئی اور مسکر ہر خواہ قلیل ہو یا کثیر
اور خواہ قوت اسکار بہ خلط کے نشے یا بغیر اوسکے بہرحال تداوی ساتھہ اوسکے حرام ہوگی
یہی مذہب ہے جمہور کا اور اگر کوئی دوا ایسی ہے جسکی مسکر و حرمت مین اختلاف اہل علم کا ہے
یا وجود مسکر و حرام کا اوسمین معلوم نہین ہے تو اس صورت مین وقت تردد و اشتباہ کے
توقف کرنا لازم ہے غرضکہ تداوی بمحرمات سوای مسکرات کے اوسی صورت مین جائز ہے کہ
مستحیل ہو یا قدر قلیل غیر مضر اور مسکرات سے ہرگز جائز نہین ہے مستحیل ہو یا غیر مستحیل مضر یا قدر
قلیل واللہ اعلم ف انتباذ دو جنس مختلط کا جائز نہین ہے حدیث جابر مین آیا ہے کہ
حضرت نے انتباذ تمر و زبیب سے نہی فرمائی ہے اسی طرح رطب و بسر سے رواہ الشیخان
وجہ نہی کی یہ ہے کہ بسبب خلط کے اسکار جلد آجاتا ہے بعض مالکیہ نے اس نہی کو واسطے
تحریم کے کہا ہے اسلئے کہ اصل نہی مین یہی تحریم ہوتی ہے اور نووی نے مذہب جمہور کا
نہی تنزیہ ذکر کیا ہے اول اولی ہے حدیث انس مین مطلقاً جمع دو شئے سے انتباذ مین منع
فرمایا ہے رواہ احمد والنسائی یعنی کچھہ خصوصیت اشیاء مذکورہ کی نہین ہے مسوی کا
لفظ یہ ہے کہ ایک جماعت اسکو حرام کہتی ہے اگرچہ مسکر نہو مطابق ظاہر حدیث کے وبہ قال
مالك واحمد اور اکثر کا یہ قول ہے کہ حرام ہے جبکہ مشتد و مسکر ہوجائے انتہے ہان پینا
عصیر و نبیذ کا قبل غلیان کے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جائز ہے رواہ اہل السنن

منظفہ خلیان کا بعد تین دن کے ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث ابن عباس میں آیا ہے رواہ مسلم
احمد کا لفظ ابن عمر سے حق میں عصیر کے یون ہے اشربہ مالم یاخذہ شیطانہ قیل و
فی کم یاخذہ شیطانہ قال فی ثلث بنیذ اسکو کہتے ہین کہ کھجور یا منقے کو کچل بچل کر
پانی میں بھگو دین جب اوسکی مٹھاس پانی میں آجاوے تو شیرہ اوسکا صاف کر کے تناول
کرین ایک دو دن تک تو اوسمین کچھ نشہ نہین پیدا ہوتا ہے تیسرے دن اندیشہ سکر کا
البتہ ہوتا ہے پھر اوسکو نہ پیئے واللہ اعلم ف منجملہ ماکل کے ایک صید ہے جو صلاح جارح
یا جوارح سے شکار کیا جاتا ہے وہ حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا ذکر ہوا ہے اور جبکو کسی اور
چیز سے شکار کیا ہے اوسکا تذکیہ کرنا ضرور ہے اور شکار سگ معلم کا درست ہے لیکن جبکہ
کوئی اور کتا اوسکا شریک ہو جائیگا تو وہ صید حلال نہ ہیگا اور اگر سگ معلم کھیا وسمین سے
کھا لیگا تو بھی کھانا اوسکا درست نہوگا اسلئے کہ اوس شکار کو کتے نے اپنے لئے روکا ہے اور صید
زخمی اگر بعد تین دن کے ہاتھ آئے اور پانی مین پڑا ہوا ملے تو حلال ہے جب تک کہ بو سیدہ و
بدبودار نہوا ہو اور کسی اور شخص کی تیر سے نہ مرا ہو بیان اون حیوانات وطیور کا جنکا اکل حلال ہے
کتب فروع و رسائل صید مین معروف ہے اسلئے حاجت ذکر کی اسجگہ نہین ہے وہ یا رکا گوشت
جو کسی جانور یا کول اللحم زندہ سے کاٹ لیا ہے حلال نہین ہے اوسکا حکم مردار کا حکم ہے اسمیں
وحراد و کبد و طحال کا کھانا درست ہے بدلیل احادیث صحیحہ جو اس بارہ مین آئی ہین جمہور
کے نزدیک بیشہ بحر حلال ہے خواہ خود مرگیا ہے یا شکار سے مرا ہے ابن عباس نے کہا تو
کھا شکار دریا کا خواہ یہودی نے کیا ہو یا نصرانی نے یا مجوسی نے ظاہر کتاب و سنت
اباحت میتات بحر ہے مگر نزدیک امام ابو حنیفہ کے سارے حیوانات بحر حرام ہین مگر مچھلی
اول اول ہے تفصیل اوسکی شرح در رہبتیہ مین لکھی گئی ہے مضطر کو کھانا مردار کا حلال ہے
لقولہ تعالی الا ما اضطررتم الیہ اسی طرح طعام اہل کتاب حلال ہے مگر وہ چیز جو شرعاً
حرام ہے جیسے خمر و خوک وغیرہ +

باب ۵ بیان مین انواع اموال و حروف وغیرہا کے

اموال سلطنت کے جنکی اصل کتاب وسنت مین موجود ہے تین طرح پر ہین ایک غنائم دوسری فیئ تیسری زکوٰۃ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑ بھڑ کر لیا ہے اسکا ذکر سورۂ انفال مین آیا ہے یہ سورت غزوۂ بدر مین اوتری ہے اسکو انفال اسلیے کہتے ہین کہ یہ مال اموال مسلمین سے زیادہ ہے اس مال مین چھ قسمت ہین بموجب نص واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل الی قولہ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا اس مال کو اللہ پاک نے حلال طیب فرمایا ہے اگرچہ اصل اکتساب مین وجوہ محرمہ سے نزدیک کفار کے جمع ہوا تھا سو اسوقت مین بلکہ ایک مدت دراز سے حصول اس مال کا متعذر ہوگیا ہے اسلیئے کوئی ضرورت بیان مصرف مال مذکور کی اس جگہ نہین ہے صاحب حسن المساعی نے تفصیل اوسکی لکھی ہے وہی واسطے دریافت مسائل کے کافی ہے دوسری قسم مال کی جسکو فیئ کہتے ہین اوسکا ذکر سورۂ حشر مین آیا ہے یہ سورہ غزوۂ بنی نضیر مین اوتری ہے بعد غزوۂ بدر کے اللہ نے فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء یعنی فیئ وہ مال ہوتا ہے جو بے لڑے بھڑے کسی سوار و پیادہ کے کفار سے حاصل ہو اسکا مصرف بعد اسکے یون ارشاد کیا ہے وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ والرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم الآیات یعنی اس مال مین حقوق مذکورہ ہین یہ مال کچھ دولت نہین ہے جسکو اغنیا لے بیٹھین پھر بعد اس آیت کے ذکر مہاجرین و انصار کا کیا ہے اور جو لوگ کہ بعد اونکے آوینگے سو جو کوئی شخص ان صفات کا قیامت تک ہونیوالا ہے وہ اس قسم مین داخل ہے یہ مال بھی مثل مال غنائم کے حلال طیب ہے بیت المال مین جتنے اموال جمع ہوتے ہین

اون سب کا حکم مال فیئ کا ہے جیسے مال الوارث یا مال مغصب یا مال عاریت یا مال ودیعت جسکا
مالک معلوم نہین ہین یا زمین یا مائدہ منقول کہ یہ سب اموال حقوق مسلمین ہین زمانہ
صحابہ مین مال تین طرح پر تھے ایک وہ مال جسکا لینا امام کو مینجتا ہے جس کتاب و سنت و
اجماع دوسرا وہ مال جسکا لینا بالاجماع حرام ہے جیسے مال جنایات و عقوبات جسکو حرامزادگی
ہین مسئلہ تادیب بمال کو شرح منتقی مین تفصیل سے لکھا ہے تحقیق یہ ہے کہ جس جگہ لینا
جبرا نہ کا شرع مطہر مین منصوص ہے اوسی جگہ سے لے اور جس جگہ لینا نہین آیا ہے وہان
قیاس نکرے تیسرا وہ مال کہ جسمین تنازع و اجتہاد ہے جیسے مال اوس شخص کا جسکا کوئی
ذی فرض و عصبہ موجود نہین ہے فقط ذی رحم موجود ہے تیسری قسم اموال سلطنت
کی زکوات ہے یعنی صدقات یہ حق ہے آٹھ طرح کے لوگون کا جنکا نام اللہ پاک نے خود
قرآن شریف مین ذکر کر دیا ہے ایک فقرا دوسرے مساکین یہ دونون قدر کفایت حاجت
مین کیسان ہین اس سے معلوم ہوا کہ غنی اور قوی مکتسب کو صدقہ دینا حلال نہین ہے
تیسرے عامل صدقات یہ وہ لوگ ہین جو تحصیل اموال صدقات کی رعایا سے کرتے ہین اور
محافظ مال مذکور کے ہوتے ہین انکی تنخواہ اوسی مال صدقہ سے دینا چاہیے چوتھے مولفۃ القلوب
یعنی نومسلم لوگ یا بچون گردن چھوڑانے مین اس قسم مین اعانت مکاتبین و ندیہ اسیر
و عتق رقاب داخل ہے قول اصح و اقوی پر پچھلے غازین یعنے قرضدار لوگ جنپر کسی کا قرض آتا
اور اتنا مقدور نہین رکھتے ہین کہ قرض ادا کرین انکو واسطے ادای قرض کے کچھ دینا گو زیادہ ہو
جایز ہے مگر یہ کہ قرض مذکور معصیت الٰہی مین کیا ہو کہ اس صورت مین انکو دینا نہ چاہیے پانچمین
کہ تو یہ کرین ساتوین راہ خدا مین یہ لفظ شامل جمیع سبل خدا ہے جیسے تجہیز غازی و حاجی
و طالب علم و بنا رقناطیر و مساجد و مدارس و رباط وغیرہ جو مصداق سبیل اللہ ہون شرعا
آٹھوین مسافر جو اپنے وطن سے علیحدہ ہے گو وطن مین غنی ہو مگر یہان محتاج ہو گیا ہے
اور گھر سے طلب نہین کر سکتا ہے مراد صدقات سے اس جگہ زکوۃ مفروضہ ہے

یا شامل نافلہ بھی کچھ ہو مستحق اس مال کے یہی اقسام ہشتگانہ ہین انکو ندینا اور غیر کو دینا
خلاف سنت ہے بلکہ اگر زکوۃ ادا نہو تو کچھ دور نہین ہے یہ مال ان انواع ہشتگانہ کے
لئے مال حلال ہے نہ مال حرام مگر اوسی صورت مین کہ سنجملہ ان اقسام کے نہو اور آپکو اس زمرہ مین
ظاہر کرکے دست برد کرے کہ اوسوقت یہ مال اوسکے حق مین حرام ٹہیر جائیگا اسلئے کہ اوسکو
بلا وجہ شرعی حاصل کیا ہے ف زکوۃ مفروضہ کئی قسم کے مال پر لیجاتی ہے وجوب اس زکوۃ
ذمہ پر مالک مکلف کے ہے نہ غیر مکلف پر ایک زکوۃ وہ ہے جو بکری گاؤ اونٹ پر واجب ہی اسکا
بیان رد ضۂ ندیہ مین مطابق سنت صحیحہ کے لکھا گیا ہے دوسری زکوۃ وہ ہے جو مال نقد
پر لیجاتی ہے جیسے چاندی سونا بیس دینار اور دو سو درہم پر جب ایک سال کامل گزر جائیگا
تو ربع عشر اوس مال سے نکالنا واجب ہوگا اس تعداد سے اگر زر و سیم کم ہے تو اوسپر کچھ
زکوۃ نہین ہے اسی طرح جواہر اگرچہ گران قیمت ہون اونپر وجوب زکوۃ کا نہین ہے
اور نہ اموال تجارت پر جبتک درآمد برآمد لگی رہتی ہے لکن یہ قول اخیر بعض محققین اہل حدیث
کا ہے نہ جمہور کا معہذا اگر کوئی شخص بطور ورع و تبرع کے اموال تجارت سے زکوۃ نکالی
تو نزدیک قائل عدم وجوب کے بھی ناجائز نہین ہے اسی طرح جو مستغلات ہین یعنی گھر
کرایہ کی یا سواری کرایہ کی اونپر بھی وجوب زکوۃ کا نہین ہوتا ہے تیسری قسم زکوۃ کی وہ ہے
جو پیداوار زمین پر ہوتی ہے جیسے گیہون جو ذرہ تمر زبیب اونپر وجوب زکوۃ کا منصوص
سنت مطہرہ ہے وسوان حصہ پیداوار کا مالک مال سے لینا چاہیے ہر جس کشت کو پانی
نہر یا باران سے ملتا ہے اوسمین مقدار واجب عشر ہے اور جس کشت کو پانی چاہ سے رہتے
ہین اوسمین واجب نصف عشر ہے اسلئے کہ محنت آب کشی کی زمین چاہی مین زیادہ ہوتی
ہے لہذا تخفیف زکوۃ کی گئی اور جو کشت آب باران یا نہر یا دریا یا نالہ ندی سے ہوتی ہے
اوسمین مزارعین کو تخفیف تصدیع رہتی ہے اسواسطے وہان عشر پیداوار پر مقرر ہے
یہ نہایت درجہ کا عدل ہے طرف شارع کے ولله الحمد اور جو زمین مزروعہ نہین ہے فقط ممکن ہے

اوسپر عمل لینا ناجائز ہے یہ تین اقسام ہوئے زکوۃ کے انکے سوا جو اور اشیاء ہین جیسے اسپ وغلام وخیر وخر ولقولات وطبیخ وخیار وفواکہ غیر مکیل اونپر کوئی زکوۃ واجب نہین ہے مگر تمر وعنب وعسل سو شہد مین وہی دسوان حصہ ہے اور تمر وعنب مین کچھ فرق خشک وتر کا نہین ہے یہ صدہا وجوہ مکس جو اس زمانہ مین جاری ہین ان کا لینا شرعًا حرام ہے امام کو چاہئے کہ جب یہ زکوات اغنیا سے لے تو فقرا اہل اسلام کو بموجب قسمت وتحدید شرع کے دیتا رہے مالک مال نے جب یہ زکوۃ دیدی تو وہ بری الذمہ ہوگیا گو بادشاہ جائر کیون نہو یہ زکوۃ سارے مستحقین زکوۃ پر رزق حلال ومال طیب ہے مگر بنی ہاشم اور انکی لونڈی غلام کو اپنے لینا زکوۃ کا اور انکو دینا زکوۃ کا حرام ہے اور انکو زکوۃ پر عامل کرنا بھی درست نہین ہے اور نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوۃ دیسکتا ہے صحیحین مین آیا ہے کہ لا تحل لنا الصدقۃ دوسرے لفظ یہ ہے ان موالی القوم من انفسہم اخرجہ احمد واہل السنن بسیر لفظیہ لا تحل لآل محمد الصدقۃ رواہ احمد والطحاوی چوتھی حدیث مین آیا ہے لا تنبغی لمحمد ولا لآل محمد انما ہی اوساخ الناس رواہ مسلم علی مرتضی وعباس نے چاہا تھا کہ حضرت اونکو عامل مقرر کردین جسطرح اور صحابہ کو مقرر فرمایا کرتے تھے حضرت نے انکار کیا حنفیہ کا فتوی یا بت جواز دفع زکوۃ طرف بنی ہاشم کے خلاف نصوص صحیحہ ومخالف سنت مطہرہ ہے اور جس طرح کہ یہ مال زکوۃ کا سادات بنی ہاشم پر حرام ہے اسی طرح اغنیا اور اقویا مکتسبین پر بھی حرام ہے ف صدقۂ فطر ولحوم اضحیہ فقرا کو مساکین کو لینا حلال ہے مال سفر واسطے زوجات کے حلال طیب ہے اور ادا کرنا مال مہر کا ازواج پر واجب ہے اور سب دیون پر یہ دین مقدم ہوتا ہے قلیل ہو یا کثیر اسی طرح نان نفقہ اہل نفقات کا خواہ اصول ہون یا فروع یا مالیک واجب ہوتا ہے تفصیل اہل نفقات کی کتب فقہ سنت مین مذکور ہے خلاصہ مقال یہ ہے کہ زوج پر نفقہ زوجہ کا اور مطلقۂ رجعی کا نہ مطلقۂ بائن کا واجب ہے نہ اوسکا جو عدت وفات مین ہے ان دونون کے لئے نہ سکنی ہے نہ نفقہ مگر جبکہ حاملہ ہون اسی طرح نفقہ

ولد معسر کا والد دوسرا پر اور بالعکس اسکے واجب ہے اور نفقہ مملوک کا سید پر ہے اقربا سوا ولد کا نفقہ
واجب نہین ہے مگر بات صلہ رحم کے ہے اور ایسے صلہ ارحام مین دوہرا اجر ملتا ہے اور جس کسی کا
نفقہ جس کسی پر واجب ہے اوسکا سکنی بھی کسوت بھی واجب ہوتا ہے ف کسب کرنا مال کا بذریعہ
اجارہ یعنی مزدوری ونوکری وچاکری کے ایسے عمل پر جس سے کوئی مانع شرعی نہو نجس کتابت جائز
ہے اور وہ مال مکتسب حلال طیب ہوتا ہے لکن اجرت کا معلوم ومعین ہونا چاہیے اور اگر معلوم
نہین ہے تو بمقدار عمل کے استحقاق اجرت کا ہوگا اور اگر باوجود علم کے کام کم کیا ہے اور مزدوری
پوری لے لی ہے تو وہ مال مشتبہ ٹہیریگا اور اجیر عاصی ہوگا خصوصًا جبکہ مستاجر عطار اجرت زائد
سے خوشدل نہین ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال لینا حلال نہین ہے مگر ساتھہ
طیبت نفس کے اجیر کے ہاتھہ سے جب کام بگڑ جائیگا یا اوس چیز کو تلف کر دیگا تو بدلیل حدیث
علی الید ما اخذت حتی تؤدیہ اخرجہ احمد واہل السنن وہ اوسکا ضامن ہوگا اسیطرح
وہ مال جو بذریعہ کسب حجامت ومہر بغی وحلوان کاہن واجرت اذان وتفسیر طغان واستیجار بر تلاوت
قرآن حاصل کیا جاتا ہے حرام ہے اسیطرح وہ مال جو کہ بواسطہ اخبار نویسی واشاعت جوائب
کسب کیا جاتا ہے حلت سے دور ہوتا ہے اسی طرح وہ مال جو سوال ناجائز سے حاصل کیا جائے
حرام ہے ف کرایہ پر دینا عین معلومہ کا اجرت معلومہ پر خواہ زمین ہو یا اور اعیان جائز
ہے شرح سنہ مین کہا ہے عامۂ اہل علم کا مذہب یہی ہے کہ زمین کا دراہم ودنانیر وغیرہ انواع
اموال پر کرایہ دینا جائز ہے خواہ پیداوار زمین سے ہو یا نہو جبکہ اعیان یا اوصاف معلوم ہون
جیسے اجارہ غیر زمین کا عبید وثوب وغیرہا سے حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی بیع درست ہے
اوسکا اجارہ پر دینا بھی درست ہے امام محمد نے کہا ہے کرایہ دینا زمین کا سونے چاندی پر
اور گندم پر جبکہ کیل وقسم اوسکی معلوم ہو لاباس بہ ہے بشرطیکہ پیداوار زمین کو شرط نکرے اور اگر یہ
شرط کر لی ہے کہ جو کچھہ زمین سے پیدا ہو اوسمین سے کیل معلوم پر کرایہ دے تو اسمین کچھہ خیر
نہین ہے یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور عامۂ فقہاء حنفیہ کا ف لکن احادیث سے

ثابت ہے کہ حضرت نے اہل خیبر سے نصف پیداوار زمین پر معاملہ کیا تھا خواہ تمر ہو یا زرع
اس مسئلہ مین مذاہب متنوعہ و ادلہ مختلفہ آئی ہین حدیث رافع بن خدیج جو صحیحین مین آئی ہے
اوسکو ناسخ اس حکم کا بتاتے ہین وہ حدیث یہ ہے کہ رافع نے کہا ہم سب انصار مین زیادہ تر تھے
حق لینے زرع مین زمین کو اس شرط پر دیتے تھے کہ اتنی پیداوار اوسکی ہمارے لئے ہو اور اتنی اوسکے
لئے ہے پھر کبھی ایک زمین پیداوار دیتی اور دوسری نہ دیتی حضرتؐ نے ہمکو اس کام سے منع فرمایا
رہا چاندی پر کرایہ دینا سو اوس سے منع نہین کیا مسلم کا لفظ یہ ہے کہ لیکن شئے معلوم مضمون سو
اوسکا کچھ ڈر نہین ہے حاصل یہ ٹھیرا کہ نقد پر زمین دو اسطے کہ یقینی کے دینا درست ہے اور قلہ پر
ناجائز مگر جو بالغہ مین مخابرہ کو جائز کہا ہے اور احادیث منہی کو محمول قطعہ سیئہ پر کیا ہے اور
سہی کو تنزیہی یا ارشادی ٹھیرایا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور زید نے محمول مصلحت خاصہ
اوس عہد پر کیا ہے کہ اس طرح کے معاملہ مین اکثر منازعات واقع ہوتے تھے مزارعت یہ ہے
کہ زمین اور تخم ایک شخص کا ہو اور عمل و بقر دوسرے آدمی کا مخابرہ یہ ہے کہ زمین ایک شخص
کی ہو اور تخم و عمل و گاؤ دوسرے شخص کے تیسری قسم یہ ہے کہ عمل ایک کا ہو باقی دوسرے کا انتہی

ف حدیث جابر مین مرفوعاً آیا ہے جسنے آباد کیا زمین اور مردہ کو وہ زمین اوسکی ہے اخرجہ ابو داؤد
والنسائی وصححہ الترمذی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایسے زمین کا مالک وہی شخص آبادان کار ہوتا ہے
اور سیر دست اندازی کسی کی نہین سمجھتی اور جو پیداوار اوس زمین کی ہے وہ حلال ہے واسطے اس
شخص کے اسی طرح وہ زمین جو امام نے کسی کو جاگیر مین کسی مصلحت سے دی ہے خواہ زمین مردہ ہو
یا سدھی یا پانی اوسکا دینا لینا جائز ہے اور نفع اوسکا حلال ہے حدیث ابی خراش مین آیا ہے
لوگ شریک ہین تین چیزون مین پانی گھاس آگ رواہ احمد وابو داؤد حدیث عمر مین ذکر
نمک کا بھی آیا ہے رواہ الطبرانی بسند حسن ہان وہ پانی جو کسی دیوار سے روک رکھا گیا ہے
وہ اس عموم سے بدلیل اجماع مخصص ہے آب زائد کا روکنا منع ہے اسی طرح کلاء کا امام کو یہ
بات پہنچتی ہے کہ بعض مواضع کو واسطے دواب مسلمین کے روک لے ف اشتراک نقود و

تجارات و تقسیم نفع مین برضامندی یکدیگر جائز ہے اور مضاربت کرنا جب تک کہ غیر حلال پر مشتمل نہو درست ہے مضاربت یہ ہے کہ کسی کو اپنا مال واسطے تجارت کے نصف منافع پر دے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دربارۂ مضاربت حضرت سے کوئی شئے ثابت نہین ہوئی ہے مگر ایک جماعت صحابہ نے جنکی گنتی نو شخص تک پہنچتی ہے مضاربت کی ہے یہ حدیث صہیب کہ برکت تین چیزون مین ہے ایک بیع مین تادت دوسری مقارضت یعنی مضاربت مین تیسرے اخلاط گندم و جو مین واسطے گھر کے رواہ ابن ماجۃ مرفوعاً سخت ضعیف ہے اسلئے کہ اسکی سند مین دو راوی مجہول ہین پشت کا مرکوب اور لین کا مشروب ہونا عوض نفقۂ مرہون کے جائز ہے اغلاق رہن کا جائز نہین ہے یعنی اگر راہن نے اپنا مال فک رہن نکیا تو اس سے وہ مال مرہونہ مرتہن کا نہین ہوجاتا ہے ودیعہ و مستعیر پر ادا کرنا مال ودیعت و عاریت کا واجب ہے اگر نہ دیگا تو وہ مال اسکے حق مین حرام ہوگا اعوان سے منع کرنا ناجائز ہے جیسے ڈول دیگ وغیرہ اشیاء غاصب عاصی ہوتا ہے اور کھانا مال مغصوب کا حلال نہین ہے بلکہ رزق حرام ہے مال کتابت کا کھانا درست ہے مراد کتابت سے یہ ہے کہ غلام کو لکھدے کہ جب تو اتنا مال کما کر دیگا تب تو آزاد ہوجائیگا سید کے لئے یہ مال مکسوب مملوک رزق حلال ہوتا ہے نہ حرام راہ خدا مین کسی شئے کا وقف کرنا درست ہے اور جن لوگون کے لئے وہ زمین یا باغ وقف کیا گیا ہے اونکو اوس مال موقوف سے ساتھہ معروف کے کھانا حلال ہے بلکہ واقف بھی اوس مال سے مثل سائر مسلمین کے انتفاع و اکل کر سکتا ہے بیع وقف کی درست نہین ہے ف قبول کرنا ہدیہ کا اور مکافات کرنا اوسپر درست ہے خواہ مسلمان کا ہدیہ ہو یا کافر کا ہبہ وہ ہے جو بغیر عوض کے دیا جاوے اسکا کھانا موہوب لہ کو حلال ہے اور رجوع واہب کا نادرست مگر والد کا ہبۂ ولد مین نذر و نیاز نانا واسطے اللہ کے درست ہے اور اوسکا کھانا مساکین و فقراء کو حلال ہے اور جو نذر واسطے غیر اللہ کے ہو یا ذبح لغیر اللہ ہو وہ رزق حرام ہے اوسکا کھانا حلال نہین ہے جیسے نذور قبور و اموات و اعراس وغیرہا دیت مرد مسلمان

کی سو اونٹ یا دو سو گاؤ یا دو ہزار بکری یا ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم یا دو سو حلہ ہوتی ہے
حلہ کہتے ہیں چادر و تہ بند کو یہ اموال دیت واسطے ورثۂ مقتول کے حلال ہیں تملک مال سے
وصیت کرنا درست ہے جسکے لئے یہ وصیت کی ہو اوسکو کھانا اس مال موصی بہ کا حلال ہے
اسی طرح جو مال میراث سے مطابق سہام فرائض اللہ کے ہاتھ آتا ہے اوسکا کھانا بھی درست
ہے اسی طرح سہام اموال غنائم بموجب تقسیم شرعی کے حلال الاکل ہوتے ہیں ف اسیطرح
منجملہ ماکل حلال کے وہ رزق ہے جو میزبان مہمان کو کھلاتا ہے لیکن مہمان نا نزدیک میزبان کے
نہ ٹھیرے کہ اوسکو گناہ ہو ڈالے مہمانی تین دن ہے پھر صدقہ ہے چاہے کرے یا نکرے میزبان
اگر مہمانی نکرے تو مہمان بقدر اپنی مہمانی کے اوسکے مال میں سے لیکر کھا سکتا ہے یہ لینا حلال
ہے نہ حرام طعام غیر کا کھانا بغیر اذن مالک کے حرام ہے اسی طرح کسیکے جانور کا دودھ پی جانا
یا باغ کا میوہ کھا جانا یا کھیتی سے خلا اوکھا لینا منع ہے اگر بھوکا و محتاج ہو تو مالک کو آواز
دے اگر وہ منظور کرے بہتر ورنہ بقدر ضرورت کے کھا پی لے گو وہ بھر کر نہ لیجا ئے ف بالجملہ
مین جب نجاست پڑ جائے تو اوسکا کھانا پینا حلال نہیں ہے اور اگر وہ شئے جامد ہے تو اوسکے
ارد گرد کو دور کر کے کھائے کھانا طعام ولیمہ و عقیقہ و دعوت مسلمین کا حلال ہے جبکہ بطور
فخر و مباہات و ریا و مبارات کے نہو انتفاع لینا شئے حقیر لقطہ سے جائز ہے اور حالت مخمصہ مین
بقدر رمق کھانا حرام بحت کا بھی جائز ہو جاتا ہے بنص کتاب و سنت ف باب اول مین
اس کتاب کے بحوالہ احادیث یہ بات گذر چکی ہے کہ بہتر رزق وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھ کے
کام سے کما کر کھائے سو سب سے بہتر کسب زراعت ہے پھر تجارت پھر دیگر صنائع قرآن پاک
مین باشارۃ النص اصول صنائع و آلات کا ذکر بھی فرمایا ہے صفحہ ہشتم ترجمان القرآن مین
تفصیل اون صنائع و آلات کی بحوالہ الفاظ مطہرہ کتاب عزیز مرقوم ہے جیسے خیاطت یعنی سلائی
حدادت یعنی آہنگری معماری درودگری غزل یعنے سوت کاتنا نسج یعنے کپڑا بننا فلاحت یعنی کھیتی
باڑی کرنا صیادی یعنی شکار کرنا غواصی یعنے غوطہ زنی کرنا دیبا مین صیاغت یعنی سنار کا کام کرنا

زجاجت[11] یعنی شیشہ آلات کا پیشہ کرنا فخارت[12] یعنی خشت پزی کرنا ملاحت[13] یعنی ملاحی کرنا کتابت[14] یعنی لکھنا قلم سے خبز و عجن و طبخ[15] یعنی باورچی گری کرنا قصارت[16] یعنی گاذری کرنا جزارت[17] یعنی قصابت پیشہ ہونا تجارت[18] یعنی بیع و شرا کرنا صبغ[19] یعنی رنگریزی کرنا حجارت[20] یعنی سنگ تراشی کرنا کیالت[21] یعنی وزن کشی کرنا رمی[22] یعنی تیر اندازی کرنا اسمین ڈھالنا توپ و بندوق کا اور جملہ فنون سپاہ گری کا بھی داخل ہے یہ سب حرفے قرآن پاک سے ثابت ہین اور انکے ذریعہ سے مال کمانا اور اوسکا کھانا حلال طیب ہے انکے سوا اور حرف بھی ہین جیسے انطباع[23] کتب یا قائد و سائق دوآب ہونا مثل شتربانی و ارابہ رانی و فیلبانی و سیاست اسپ و عطر فروشی و روغن فروشی و نعلین فروشی و بیضہ فروشی وغیرہا غرضکہ حرفہ ایک امر مستحب ہے انبیاء علیہم السلام نے بھی کیا ہے آدم علیہ السلام حراث تھے اور ادریس علیہ السلام خیاط تھے ابراہیم علیہ السلام بزاز تھے نوح علیہ السلام نجار تھے عیسی علیہ السلام درودگر تھے موسی علیہ السلام شبان تھے ہماری حضرت صلعم نے بھی بکریان اہل مکہ کی چند قیراط پر چرائی ہین اور طرفے خدیجہ علیہ السلام کے شام کو واسطے تجارت کے گئے تھے عیب لگانیوالا اہل حرفہ ہای مشروع پر سخت جاہل و آثم ہے اسلئے کہ یہ طعن انبیاء علیہم السلام پر جاتی ہے جس سے بربادی ایمان کی یقینًا حاصل ہوتی ہے علاوہ اسکے دنیا مین کوئی بشر ایسا نہین ہے جو کہ کسی حرفہ سے خالی ہو حدیث شریف مین امیر و والی و سلطان کو راعی رعایا فرمایا ہے یہ امارت و ولایت بھی ایک حرفہ ہے نوکری چاکری کرنا خواہ متعلق ملک ہو یا مال یہ بھی ایک حرفہ ہے عورات آسودہ حال سے نکاح کرکے استغنا حاصل کرنا یہ بھی ایک حرفہ ہے غرضکہ جتنے طرائق مکاسب و مطاعم کے اللہ نے مقرر فرمائے ہین وہ سب حرف ہین صرف اس قدر بات ہے کہ جو حرفہ اہل رذالت کرتے ہین جیسے خاکروبی دباغی اوس سے اہل شرف و فضل احتراز رکھتے ہین ورنہ صحابہ و روات احادیث و اولیاء امت مین اکثر لوگ پیشہ ور اہل حرفہ گزرے ہین جیسے زیات خذاء نساج حلاج وغیرہم حال ان بزرگواران دین کا متتبع کتب آثار و سیر پر مخفی نہین ہے

سب سے اشرف واعلی حرفہ تعلم وتعلیم کا ہے خصوصاً جبکہ خالصاً مخلصاً واسطے اللہ کے ہو اور اسکا رزق بیت المال مین باداۓ شرعیہ واجب ہے اس زمانہ کے شرفار جو غالباً فاقہ کش سید ست محتاج فقیر مسکین ذلیل وخوار ہین وجہ اوسکی یہی ہے کہ وہ حرفہ سے عار رکھتے ہین اور ہر ہنر سے عاری ہین سو یہ انکی سفاہت وجہالت ہے علوم شرعیہ اور حالات اسلاف سے ورنہ بصورت اکتساب اس درجہ کو نہ پہنچتے اور ذلت سوال سے محفوظ رہتے حالانکہ سوال کرنیسے ہمیشہ کمی کرنا اور آبرو بچانا بہتر ہے یہ مضمون حدیث صحیح مین آیا ہے اور قرآن پاک مین فرمایا ہے وکانفس تستکثر واللہ اعلم بالصواب +

باب ۶ بیان مین تیسیر اکل حلال کے ہر زمانے مین

بعض فقہا نے کہا تھا کہ اکل حلال متعذر ہے وجود اوسکا اس زمانہ مین ممکن نہین ہے کیونکہ وقتہ مقام مسطورہ مین غنائم تقسیم ہوئی اور اموال مذکور معاملات مین مختلط ہو گئی اور کسی شخص نے یہ کہا تھا کہ آدمی کسی عمل مباح پر مزدوری کرتا ہے اور اپنی اجرت حلال بلا عذر لیتا ہے تو کہا کہ درہم تو فی نفسہ حرام ہے اوسکے جواب مین کہا گیا کہ درہم نے کس طرح اولاً تعیین کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ بسبب ممنوع حرام ہوا اور کس طرح پھر ثانیاً قبول نکیا جسکی وجہ سے وہ بسبب مشروع حلال ٹھیرا اور کسی شخص نے یہ سوال شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے کیا تھا جواب اوسکے اونہون نے اپنے فتوی مین لکھا کہ یہ قول کہ اکل حلال اس زمان مین مشکل ہے اور وجود اوسکا ناممکن خطا ہے باتفاق ائمہ اسلام یہ وہ مقالہ ہے جسکو بعض اہل بدع وبعض اہل فقہ فاسد وبعض اہل شک کا سد نے کہا تھا اور پھر ائمہ علم نے انکار کیا یہانتک کہ امام احمد باوجود اوس تقوی وورع کے ایسی بات سے بیزار ہوئے ایک عابد نے اسی قسم کا ذکر اونسے کیا تھا اونہون نے کہا اس خبیث کو دیکھو کہ اموال مسلمین کو حرام بتاتا ہے اور کہا مجھکو یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ انمین سے

یہ کہتے ہین کہ بہارق کا ہاتھہ نہ کاٹو کیونکہ مال معصوم نہین ہے اسی طرحکی بات بعض علماء عصر نے بھی کہی ہے اوسکی بنیاد بھی اسی شبہ فاسد پر ہے یعنی اموال پر حرمت غالب آگئی ہے اور بسبب کثرت غصوب وعقود فاسدہ کے تمیز حرام کا حلال سے باقی نہین رہا یہ شبہ ایک گروہ مصنفین فقہاء کو بھی ہوا انتہا اوپر اونہون نے یہ فتوی دیا کہ انسان کو چاہیئے کہ مقدار ضرورت سے زیادہ تناول نکرے دوسری گروہ علماء نے جب دیکھا کہ یہ حرج شدید سدباب ورع کرتا ہے تو وہ دو طرح پر ہوگئے ایک اباحیہ جو حلال حرام مین امتیاز نہین کرتے ہین بلکہ حلال وہ ہے جو اونکے ہاتھہ لگا اور حرام وہ ہے جس سے وہ محروم رہے اسلئے کہ اونکو اسی گمان فاسد نے گھیرا ہے وہ خیال کرتے ہین کہ ساری زمین حرام سے بھر گئی ہے اور انسان کو روٹی کپڑے سے چارہ نہین ہے اسلئے جہان سے جو ممکن ہوا اوسکو وہ لے لیتے ہین یہ جگہہ نظر کی ہے کیونکہ یہ ورع فاسد ہے اس سے اختلال دین اسلام سے حاصل ہوتا ہے ان لوگون کے نزدیک اس ورع فاسد کی حکایات ہین بعض بالکل دروغ اور بعض غلط کہتے ہین صالح بن امام احمد جب قاضی ہوئے تو امام احمد اونکی آگ مین اپنی روٹی نہ پکاتے ایک دن گھر والون نے اونکی تنور مین روٹی سینکی تھی امام صاحب نے نہ کھائی اور دجلہ مین ڈالدی پھر اوس دن سے صید دجلہ کو بھی نکھایا حالانکہ یہ حکایت اعظم کذب مفتریہ ہے امام رح پر ایسی بات کو وہی شخص قبول کریگا جو بڑا مکار و محتال اموال مردم پر ہوگا اللہ نے امام کو اس خرافات سے پاک صاف رکھا تھا صالح کا قاضی ہونا اونکی حیات مین معلوم نہین ہوتا بلکہ وہ بعد موت امام کے متولی قضا ہوئے تھے ہان خلیفہ متوکل نے اونکے گھر والون کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کردیا تھا اور سپرد امام صاحب نے کہا تھا کہ تم یہ جوائز سلطان نہ لو جب اونہون نے عذر حاجت کا پیش کیا تو اوسکو سلطان سے قبول کیا امام نے خود بالکل اون اموال کا ترک کردیا اور اونکی آگ سے انتفاع نہ کیا اسلئے کہ اونہون نے جوائز سلطان کو قبول کرلیا تھا معہذا جب

اونھون نے پوچھا کہ کیا یہ مال حرام ہے کہا نہین کہا ہم اس سے مخ کہین کہا ہان اور یہ بات میان کی کہ مین اسلئے اس مال سے بچتا ہون کہ کہین مجکو مداخلت ارادہ خلیفہ مین کرنا نہ پڑے جس طرح حضرت نے فرمایا ہے تو لے عطا جب تک کہ عطا ہو اور جبکہ بعوض کسیکے قرض کے ہو تو نہ لے اور دجلہ مین اگر خون ولحم خوک اور بہر حرام ڈالا جاتا تب بھی صید وہ حرام ہوتا بعض لوگون کو افراط ورع کے مفضی نامرضیہ پاتی ہے اوسکو ثواب بقدر اوسکے حسن قصد کے ملتا ہے اگرچہ مستحب ورع خلاف اوسکے فعل کے ہو مثلاً کوئی شخص وہ چیز نہ کھائے جو بازارون مین ملتی ہے اور وہ حیز کھائے جو جنگلو نہین ہوتی ہے اور اموال مسلمین نہ کھائے اموال اہل حرب کھائے اور مثل اسکے جسمین فاعل کا قصد حسن ہو اور اوسکے فعل کی تاویل ہو لکن صواب مستحب ورع برخلاف اسکے ہے کیونکہ حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے حکم دیا ہے مومنون کو اوسی چیز کا جسکا حکم مرسلین کو دیا ہے یعنی اکل طیبات الحدیث رواہ مسلم اور اللہ نے خلق کو واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے اور عمل صالح بدون اکل و مشرب ولباس و مسکن و مرکب و سلاح و کراع و کتب علم و استعمال ذلک کے ممکن نہین ہے سو ایسی چیز کہ جس بغیر واجب تمام شود واجب ہوتی ہے پس جبکہ قیام بواجبات جمیع عباد پر فرض ٹھیرا اور وہ بدون ان اموال کے ناتمام رہتا ہے تو پھر کس طرح یہ بات کہہ سکتے ہین کہ حلال کا ملنا متعذر ہے بلکہ یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ حلال قلیل ہے بلکہ کثیر غالب ہے اموال مردم پر اگرچہ حرام اغلب ہو اور جب دین کا قیام بدون حلال کے نہین ہو سکتا ہے تو دو امر مین سے ایک امر لازم ہے یا ترک واجبات اکثر خلق سے یا اباحت حرام واسطے اکثر خلق کے اور یہ دونون امر باطل ہین اور ورع منجملہ قواعد دین کے ہے حدیث نعمان بن بشیر مین حلال و حرام کا بین ہونا اور درمیان اونکے مشتبہات امور کا پایا جانا جسکو اکثر لوگ نہین جانتے ہین آیا ہے اور پھر مشتبہات سے احتراز کرنے کو فرمایا ہے اسی طرح دع ما یریبک الی ما لا یریبک ارشاد کیا ہے ایک تمر کو ساقط کرو دیکھکر فرمایا تھا اگر یہ ڈر نہوتا کہ صدقہ کا ہوگا تو مین اسکو کھاتا

بیان اسکا یہ ہے کہ جسکو فقیہ معین حرام اعتقاد کرتا ہے کیا ضرور ہے کہ وہ حرام ہی ہو اسلئے کہ
حرام وہ ہے جسکی حرمت کتاب وسنت واجماع امت وقیاس صحیح سے ثابت ہوئی ہے اور
جس شئے میں علما کا تنازع ہو اوسکو طرف انہیں اصول کے پھیرنا چاہیے بعضا آدمی ایک مذہب
امام معین پر نشوہ نما پاتا ہے اور کسی فقیہ معین سے استفتا کرتا ہے اور بعض مشائخ کی کوئی
حکایت سنتا ہے پھر چاہتا ہے کہ سارے مسلمان اوسی طرح کریں اور سمجھیں حالانکہ یہ غلط ہے
اسکے بہت نظائر ہیں جیسے ایک مسئلہ غنیمت کا کہ سنت غنائم میں یہ ہے کہ جمع کرکے تخمیس
وتقسیم درمیان غانمین کے برابر طور پر کیجاوے اور اس بارہ میں کہ امام کو تنفیل ارابع اخماس
سے جائز ہے دو قول ہیں مذہب فقہا ثلثہ وابو حنیفہ واہل حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہے بدلیل
حدیث اہل سنن کہ حضرتؐ نے بدایت میں تنفیل ربع کی بعد خمس کے فرمائی اور بعد رجعت کے
ثلث بعد خمس کے دیا سعید بن المسیب ومالک وشافعی کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے بلکہ مالک کے
نزدیک تنفیل خمس سے چاہیے اور نزدیک شافعی کے خمس الخمس سے امام احمد کو ابن مسیب ومالک
دونوں سے تعجب آتا تھا کہ باوجود وفور علم کے یہ سنت اونکو کیونکر نہ پہنچی صحیحین میں ابن عمر سے
آیا ہے بھیجا ہمکو حضرتؐ نے ایک لشکر میں طرف نجد کے پس پہنچا سہام ہمارا بارہ اونٹ کو اور
محتمل ہوا خمس الخمس اس بات کا کہ اوسمیں سے ہر ایک کا حصہ نکلے یعنی یہ امر ممکن نہ تھا کہ سہم
بیس ۲۰ اونٹ کا ہو کیونکہ دو سہم بعد خمس کے اربع اخماس مال میں سے ہوتی ہیں سو جب اون
دو سہم پر بقدر ربع اون دونوں کے زیادہ کیا جائیگا تو مال پورا ہو جائیگا پھر جبکہ دو سہم
بارہ جزو ٹھیرینگے تو تقسیم پندرہ جزو ہوگی اس صورت میں نفل ثلث خمس ہوگا اگر غنیمت
پچیس ۲۵ جزو ہوتے تیا خمس پانچ جزو ہوتا تو نفل مذکور کا اس دم خمس الخمس ہونا ممکن تھا اسلئے
اگر امام بعض غانمین کو بعض پر کسی مصلحت راجحہ سے زیادہ کرے جس طرح کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذی قرد میں سلمہ بن اکوع کو سہم سوار دیا دونوں
کا دیا تھا تو یہ تنفیل امام کی اصح اقوال علماء میں جائز ہے اور بعض اسکو جائز نہیں کہتے

کما تقدم اسی طرح اگر امام نے یہ کہدیا کہ جسنے جو چیز لے لی ہے وہ اوسی کی ہے اور بعد تقسیم غنائم کی تعین ہوئی ہے تو یہ لینا ایک قول علماء مین جائز ہے ظاہر مذہب احمد بھی یہی ہے اور دوسرے قول مین جائز نہین ہے مذہب مشہور شافعی بھی یہی ہے اور کلام مذہبین مین خلاف ہے اسی اصل پر بنیاد اون غنائم کی ہے جو ازمنۂ متاخرہ مین ہوئی جیسے وہ غنائم جو سلاجقہ نے اتراک سے لئے اور اہل اسلام نے ثغور شام و مصر سے حاصل کئے اوسمین بعض فقہاء نے جیسے ابو محمد جوینی نے یہ فتوی دیا کہ کسی مسلمان کو کسی چیز کا اوسمین سے خریدنا اور کسی شرمگاہ کا وطی کرنا اور کسی مال کا مالک ہونا حلال نہین ہے حالانکہ جو فساد اس قول مین ہے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے آخر ابو محمد بن سباع شافعی نے اوسکا معارضہ کرکے فتوی دیا کہ امام پر کسی حال مین قسمت و تخمیس غنائم واجب نہین ہے بلکہ اوسکو یہ بات پہنچتی ہے کہ پیادہ کو زیادہ دے اور بعض غانمین کو محروم رکھے یا خاص کرے اور یہ زعم کیا کہ سیرت نبوی اسی کو مقتضی ہے حالانکہ یہ بات خلاف اجماع ہے اور پہلا قول بھی باطل و مہمل ہے دونون مین انحراف ہے صواب اس جگہ یہ ہے کہ جب امام نے یہ کہدیا کہ جسنے جو چیز لے لی وہ اوسکی ہے تو وہ اوسکی ہوگئی اور اونکو غنائم سے منع نہین کیا بلکہ غنائم مین سے اوس چیز کا ارادہ کیا جو بالاتفاق ناجائز ہے یا یہ کہا کہ اوسپر تقسیم کرنا مغانم کا عدل سے واجب اور اذن انتہابات یعنے غارتگری کا دینا جائز نہین ہے تو یہ مغانم مال مشترک ہے درمیان غانمین کے غیر کا اوسمین کچھ بھی حق نہین ہے تو پھر جو کوئی اوسمین سے بمقدار حق خود لے لیگا وہ اوسکو جائز ہوگا اور جب اوسمین شک ہوگا تو یا تو احتیاط کریگا یا ورع مستحب اختیار کریگا یا وہ چیز لیگا جسپر ظن غالب ہوگا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ف اسی طرح اوس مزارعت مین جسکو بعض لوگ مخابرہ کہتے ہین مقدار کا تنازع ہے لیکن سنت مطہرہ سے جواز اوسکا ثابت ہو چکا ہے حضرت نے اہل خیبر سے نصف پیداوار پر پھل ہونا کھیتی معاملہ کیا تھا اس شرط پر کہ اپنے مال سے اوسکو آباد کرین اور جس مخابرہ سے منع آئی ہے اوسکی تفسیر صحیح مین یون ہے

کہ مالک زرع ایک بقعۂ معینہ کو شرط کرلے اسی طرح کرایہ دینا زمین کا پیداوار زمین پر نزدیک ابو حنیفہ
وشافعی واحمد کے جائز ہے اور مالک اور احمد ایک روایت مین اوس سے منہی کرتے ہین اسکے
نظائر بہی بہت ہین یہ ایک اصل ہوئی ف دوسری اصل یہ ہے کہ مسلمان نے جب
ایسا معاملہ کیا جسکے جواز کا وہ معتقد ہے اور مال قبضہ مین کیا تو اب دوسرے مسلمان کو بہی
ویسا ہی معاملہ کرنا اس قسم کے مال مین جائز ہے اگرچہ یہ دوسرا مسلمان معتقد جواز اس معاملہ
کا نہ ہو عمر نے خطاب کے سامنے یہ مرافعہ آیا تہا کہ بعض عمال اہل جزیہ سے بعوض جزیہ خمر لیتے
ہین کہا قتل کرے اللہ اوس عامل کو اوسکو یہ نہین معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے قاتل اللہ
الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوہا وباعوہا واکلوا اثمانہا پہر کہا کہ وہ خمر اونہین کو
دے دو کہ وہ فروخت کرکے اوسکی قیمت داخل کرین یہ اسلئے کہا کہ وہ اپنے دین مین معتقد
اسکے جواز کے تہے اسی جگہہ سے علماء نے کہا ہے کہ وہ معاملات کفار کے جنکو وہ باہم کرتے
اور جائز سمجہتے ہین اور لین دین اموال کا باہم اونکے ہوتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائین تو گئے
تو یہ اموال اونکے لئے حلال رہینگے اور جب ہماری طرف تحاکم لائینگے تو ہم بہی وہ مال
اونہین کے ہاتہہ مین بدستور رہنے دینگے خواہ یہ تحاکم قبل اسلام کے کرین یا بعد اسلام کے
اللہ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مومنین
اس آیت مین یہ حکم دیا ہے کہ جو اونکے ذمہ پر باقی رہگیا ہے وہ چہوڑ دو نہ لو یہ حکم نہین دیا
کہ جو لے چکے ہو وہ بہی پہیر دو اسلئے کہ وہ اوس ربا کو حلال جانتے تہے اسی طرح جب
کوئی مسلمان ایسے معاملات کریگا جنکے جواز کا معتقد ہے جیسے حیل ربویہ جیکا فتوی حنفیہ
شافعیہ دیتے ہین اور ایسے معاملات مین لیگا یا کہیتی کریگا اس شرط پر کہ بیج کا شتکار کا ہو
یا زمین کو پیداوار زمین پر کرایہ دیگا یا جنس خارج پر یا مثل اسکے یا مال لیگا تو دوسرے مسلمان
کو بہی اس طرح کا معاملہ کرنا اوس سے اس مال مین بطریق اولی جائز ہوگا اگرچہ وہ معتقد
اسکے جواز کا نہو اور اگر بعد مین اوسپر یہ بات کہل جاویگی کہ تحریم راجح تہی تو بہی اوسپر اخراج

اوس مال مکسوب کا بتاویل سائغ لازم نہ آویگا کیونکہ یہ اولی تر ہے ساتھ عفو یا معذب کے کفر متاول سے اگرچہ بعض فقہا و بعض اہل ورع پر اس بات مین اتفاق کرین کہ وہ ناچار کفار سے معاملہ کرے اور معاملہ مسلمین کو ترک کردے اسلئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ اللہ و رسول کسی مسلمان کو یہ حکم نہ دینگے کہ وہ مال کفار کمائے اور مال مسلمین ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ اہل اسلام اولی اتر ہین ساتھ ہر خیر کے اور کفار اولی تر ہین ساتھ ہر شر کے **ف** تیسری اصل یہ ہے کہ حرام دو طرح چیز ہے ایک حرام بالوصف جیسے مردار و گوشت خوک سو اس طرح کا حرام جب کسی شے مال مین مختلط ہو جائیگا اور اوسکی لون و طعم و ریح کو متغیر کر دیگا تو وہ شے حرام ہو جائیگی اور اگر متغیر کریگا تو اوسمین نزاع ہے یہ جگہ اوسکے ذکر کی نہین ہے دوسرا حرام بالکسب جیسے مال ماخوذ بالغصب یا بالعقد فاسد یہ اگر کسی مال حلال مین ملجائیگا تو اوسکو حرام نکریگا اس صورت مین اگر ایک شخص نے بزویہ اشرفی آرد گندم شیر غصب کا لیکر اپنے مال مین ملا لیا تو وہ سارا مال حرام نہوگا نہ اوسپر اور نہ اسپر بلکہ اگر دونون مال متماثل ہین اور تقسیم ممکن ہے تو وہ بقدر اپنے حق کے اور یہ بقدر اپنے حق کے لے لے اور اگر کسی ایک کے پاس ان دونون مین سے عین مال دیگر زیادہ ہوگا تو دوسرا مثل اوسکے لے لیگا سہی یہ بات کہ خلط مثل اتلاف کے ہے یا نہین اسمین دو وجہ ہین مذہب شافعی و احمد و غیرہما مین ایک یہ کہ مثل اتلاف کے ہے مثل اوسکے حق کے جہان سے چاہے اوسکو دے دوسرے یہ کہ اوسکا حق اسمین باقی ہے مالک کو یہ بات پہنچتی ہے کہ اپنا حق اوس مختلطات سے طلب کرے یہ اصل بہت نافع ہے اسلئے کہ بہت سے لوگ یہ توہم کرتے ہین کہ درہم صحیحہ جب مختلط بحلال ہو جاتے ہین تو سارا مال حرام ہو جاتا ہے حالانکہ یہ خطا ہے ہان بعض علماء نے قلیل مین توقف کیا ہے لیکن جبکہ کثیر ہے تو اوسمین ہمین کسی کا نزاع معلوم نہین ہے **ف** چوتھی اصل یہ ہے کہ جب شناخت مالک کی متعذر ہو تو اوس مال کو مصالح مسلمین مین نزدیک جماہیر علماء کے صرف کرے جیسے مالک و ابو حنیفہ وغیرہما اگر ایک انسان کے ہاتھ مین مال مغصوب یا عاریت یا ودیعت

یا رہین ہے اور وہ معرفت اصحاب اموال سے یاس ہے تو وہ اون اموال کو مالکین کی طرف سے
صدقہ کردے یا مصالح مسلمین مین صرف کرے یا امام عادل و قائم عدل کو سونپ دے کہ وہ اوسکو
مصالح شرعیہ مین اوٹھا دے بعض فقہاء نے کہا ہے بلکہ توقف کرے یہانتک کہ پتہ اصحاب اموال
کا لگے لیکن صواب یہ قول اول ہے کیونکہ ہمیشہ مال کا حبس رکھنا کچھ فائدہ نہین دیتا بلکہ وہ
معرض ہلاک و استیلاء ظلمہ مین رہتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک کنیز خرید کی پھر گھر
مین گئے کہ قیمت لائین باہر آکر بائع کو نہ پایا مسکینون کے گھر پھر نے اور اوس قیمت کو صدقہ
کرنے اور کہنے لگے اللہم عن رب الجاریۃ یعنے یہ صدقہ طرف سے مالک کنیز کے ہے فان
قبل فذاک وان لم یقبل فعلی وعلی مثلہ الی یوم القیامۃ یعنی اگر اوس مالک کنیز نے
اس صدقہ کو قبول کیا تو یہ اوسکی طرف سے ہوا اور اگر قبول نہ کیا تو یہ صدقہ میری طرف سے ہے اور مثل
اوسکے مجھپر تا قیامت باقی ہے اسی طرح ایک شخص نے مال غنیمت مین سے کچھ خیانت کرلی تھی اور
بعد اونکے تفرق کے وہ مرگیا بعض تابعین نے فتوی دیا کہ اونکی طرف سے تصدق کردیا جائے
اس فتوی پر سارے وہ صحابہ و تابعین جنکو یہ فتوی پہنچا راضی ہوئے جیسے معاویہ وغیرہ
اہل شام اسکی بنیاد دو اصل پر ہے ایک وقف عقود و تصرف عن الغیر بغیر اوسکے اذن کے
اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ بیع کرے اور اوس بیع کو اجازت متصرف عنہ پر موقوف رکھے
اگر اوسنے اجازت دیدی تو جائز ہوئی یہی مذہب ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا ایک روایت
مین اور ایک قول شافعی کا یہی دوسرے یہ کہ وہ بیع باطل ہے یہ مذہب مشہور شافعی کا یہی
ہے تیسرے یہ کہ جب استیذان مالک کا متعذر ہوا اور حاجت طرف تصرف کے ہے تو
وہ بیع موقوفا واقع ہوگی اسی طرح جبکہ اوسکو ذمہ داری سے خرید کیا ہے اور عقد مین مسمے
نہین کیا دوسری اصل یہ ہے کہ جب مالک مجہول ہوا تو حکم معدوم مین ٹھیریگا اسکا بیان اصل
پنجم مین آتا ہے اوس سے کشف سر مسئلہ ہوگا وف پانچوین اصل یہ ہے کہ حکم مجہول کا شریعت مین مثل
معدوم کے ہے اور مثل اوسکے معجوز عنہ بھی ہے قال تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا و

قال تعالیٰ فاتقوا اللہ ما استطعتم اور حضرت نے فرمایا ہے اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم سو اللہ کا ہر حکم مشروط القدرت و ممکن عمل ہوتا ہے ہم جب اوسکی معرفت و عمل سے عاجز ہوگئے تو وہ ہمسے ساقط ہو جائیگا اسی لئے حضرت نے لقطہ مین فرمایا ہے کہ جب اوسکا صاحب یعنی مالک آئے تو اوسکو دیدو ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہے دے سو لقطہ مالک معلوم ہتا اگر جبکہ شناخت اوسکی متعذر ہوگئی تو یہ فرمایا ہی مال اللہ یوتیہ من یشاء یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے یہ چاہا کہ ملک مالک اول کی اوس سے زائل ہو جائے اور وہ مال اس ملتقط کو بجائے سود درمیان امت کے اس باعث مین لعدم تعریف یکسال کے کچھ نزاع نہین ہے کہ ملتقط اوسکو صدقہ کر دے اور اگر خود فقیر محتاج ہو تو آپ اوس کا مالک بنجائے رہی یہ بات کہ باوجود غنا کے بھی مالک ہو سکتا ہے یا نہین اسمین دو قول مشہور ہین مذہب شافعی و احمد کا یہ ہے کہ تملک جائز ہے اور مذہب ابوحنیفہ رح کا یہ ہے کہ جائز نہین ہے پھر اگر کوئی آدمی مر گیا ہے اور اوسکا وارث پیدا نہین ہے تو وہ مال مصالح مسلمین مین صرف کیا جائیگا اگرچہ نفس الامر مین کوئی وارث غیر معروف کیون نہو بان اگر وارث ظاہر ہوگا تو پھر اوسکو وہ مال دیدیا جائیگا اگرچہ قبل ثبوت کے صرف کرنا اوس مال کا جائز اور لینا اوسکا غیر جائز تھا لوگ کثرت سے مرتے ہین اور اونکے عصبات ہوتے ہین جو بعد ایک مدت کے پہچانے جاتے ہین

ف یہ بات ظاہر ہوگئی تو اب کہا جاتا ہے کہ جو اموال مغصوبہ و مقبوضہ بعقود غیر مباح القبض موجود ہین اگر معلوم ہو جائے کہ فلان مسلمان کے ہین تو اون اموال سے اجتناب کرنے کہ کسی نے اوسکو چرایا یا خیانت کیا یا غصب کیا ہو معصوم سے کیونکہ یہ مال ناحق ہے اوسکا لینا درست نہین ہے نہ بطریق ہبہ نہ بطریق معاوضہ نہ بطور وعدہ نہ بطور قیمت مبیع نہ بطریق وفا و قرض کیونکہ یہ شخص کچھ اوس مظلوم کا مالک نہین ہے اور اگر اس مال کو کسی تاویل جائز سے مطابق مذہب بعض ائمہ کے لیا ہے تو استیفا کرنا اوسکا بیع و اجرت و قرض وغیرہ دیون سے جائز ہے اور اگر مجہول الحال ہے تو مجہول مثل معدوم کے

ہوتا ہے اور اصل اوس چیز مین جو ہاتھہ مین کسی مسلمان کے ہے یہ ہے کہ وہ اوسکی ملک ہے
اگر وہ دعوی اپنی ملکیت کا کرتا ہے یا اوسکا ولی ہے جیسے متولی و ناظر وقف و ولی یتیم و ولی
بیت المال یا وکیل بیت المال اور جس مال مین کوئی مسلمان یا ذمی بطریق ملک و ولایت و وکالت
تصرف کرتا ہے وہ تصرف جائز ہے اور جبکہ حال اوس مال کا جو اوسکے ہاتھہ مین ہے معلوم نہوگا تو
حکم اصل پر کیا جائیگا مثلاً اگر ایک درہم نفس الامر مین مغصوب تہا اور ہمین نہین معلوم ہے اور
مجہول کو حکم معدوم کا ہے تو لینا ہمارا اوس درہم کو قیمت بیع و اجرت عمل و بدل قرض مین
اخذ لقطہ سے کچھہ کم نہین ہے اسلئے کہ لقطہ کو بغیر عوض لیا تہا اور اوسکا مالک معلوم نہ تہا
اور اس مال کا مالک بہی معلوم نہین ہے اور اسکو عوض اپنے حق کے لیا ہے تو ہم پر حرام
نہوگا ہان جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ اوس شخص کا مال حرام ہے تو براہ ورع اوس سے
ترک معاملہ کردے اور اگر اکثر مال اوسکا حرام ہے تو اوسمین درمیان علماء کے نزاع ہے
رہا مسلمان بمنزلہ الحال سو اوس سے معاملہ کرنے مین کوئی شبہ نہین ہے بلکہ جو کوئی
اوس سے معاملہ ترک کردیگا وہ مبتدع فی الدین ہوگا جسکے لئے اللہ نے کوئی حجت نازل نہین
فرمائی ہے اس بیان سے حکم سائر اموال کا واضح ہو جاتا ہے اس غالط سے جو یہ کہتا ہے کہ یہ
تمہان والبان ماکولہ شاید اصل مین منہوب و مغصوب ہون یہ کہنا چاہیئے کہ مجہول کو حکم معدوم
کا ہے سو جبکہ یقیناً اسکا علم نہین ہے تو گویا سرے سے نہ غارتگری ہے نہ غصب ہے اسلئے
کہ اللہ پاک نے جن معاملات فاسدہ کو حرام کیا ہے اسلئے کیا ہے کہ اونمین ظلم ہے قال تعالی
لقد ارسلنا رسلنا بالبینات و انزلنا معہم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط سو غصب
اور اوس کے انواع جیسے سرقہ و خیانت و داخل ظلم ہین بیسر و ربا اسی لئے حرام ہے
کہ انمین ظلم ہے سو جب بات یون ٹہیری تو یہ مظلوم جسکا حق ناحق لیکر غیر کے ہاتھہ فروخت
کردیا گیا ہے اور خریدار اوسپر قابض ہے اور وہ نہین جانتا کہ یہ کیسا مال ہے پہر وہ مال
اوس خریدار کے پاس سے نزدیک غیر کے گیا اور اوس غیر کے پاس سے کسی اور کے پاس

پہنچی تو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے اوسپر کچھ ظلم نہین کیا ہے ظالم وہی شخص تھا جسنے اوسپر تعدی کی تھی پر ان اتنی بات باقی رہی کہ اگر مظلوم کو یہ حال معلوم ہو جائے تو مطالبہ اوس مال کا اون لوگون سے اوسکو پہنچتا ہے بسبب التزام ضمان کے یا نہین اسمین علما کے دو قول ہین اصح یہ ہے کہ مطالبہ نہین پہنچتا اور جن لوگون کا یہ قول ہے کہ ضمان مقرر ہے غاصب پر نہ مغرور پر کہا ہوا صحیح وہ باہم متنازع ہین اس امر مین کہ مالک کو مطالبہ کرنا مغرور سے یا ضمان کا غار سے پہنچتا ہے یا نہین اسمین بھی دو قول ہین مذہب احمد وغیرہ مین اسکی مثال یون ہے کہ ایک ظالم ودیعت رکھے پاس ایسے شخص کے جو نہین جانتا کہ وہ ظالم غاصب ہے پھر وہ ودیعت تلف ہو گئی تو اب مالک سودوع سے مطالبہ کرے یا مکرے اس جگہ دو قول ہین اصح یہ ہے کہ مکرے اور اگر وہ مال کسی مہمان کو کھلا دیا ہے اور حال ظلم کا معلوم نہ تھا پھر مالک کو معلوم ہوا تو اب وہ مطالبہ اوسکا مہمان سے کرے یا مکرے اسمین بھی دو قول ہین ایک یہ کہ مکرے اور جو قائل ہے مطالبہ کا وہ یہ نہین کہتا ہے کہ وہ حرام ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ اوسپر بابت اوس اکل کے کچھ گناہ نہین ہے اور نہ اوسپر تاوان آتا ہے بلکہ ادا رشن لازم ہے اسلئے کہ وہ بمنزلہ مشتری کے ہے اور یہ قائل یون کہتا ہے کہ کسی حال مین بھی اوسپر اکل مین نہ کچھ اثم ہے اور نہ کچھ غرم ہے نہ غاصب پر ہے جسنے براہ ظلم وستم مال اوسکا ناحق لیلیا ہے سو جب ہم کوئی مال عین ہاتھ مین کسی انسان کے دیکھین گے اور ہمین یہ بات معلوم نہو گی کہ یہ مال مغصوب ہے یا مقبوض بسا تھ ایسے قبض کے ہے جو مفید معاملہ مالک نہین ہے اور ہم اوس مال کا استیفار یا ہبہ کر لینگے یا کسی اجرت یا بدل قرض مین لے لینگے تو ہمپر کچھ گناہ اس بابت بالاتفاق نہو گا اگرچہ نفس الامر مین وہ مال مسروق یا مغصوب ہے پھر جب بعد اوسکے ہمنے جانا کہ وہ مسروق تھا تو اصح قولین پر ہمپر کچھ واجب نہین ہے مگر وہی امر جسکا التزام ہمنے عقد مین کر لیا تھا استقرار ضمان کا ہمپر نہو گا خواہ ہبہ مین گیا یا ہبہ مین اور ضمان زیادہ قیمت سے نہین ہوتا ہے اسی طرح اجرت و بدل قرض کا حال ہے جبکہ

ہم اوسمین تصرف کرینگے تو ہمپر ضمان مستقر نہوگا لکن فقہاء نے اس مسئلہ مین تنازع کیا ہے
وہ یہ ہے کہ مالک کو تضمین اس مغرور کی جسکے پاس وہ مال تلف ہوگیا ہے پھر رجوع غار پر
بعوض غرم مغرور کے پہنچتی ہے یا مطالبہ کرنا مغرور سے نہین پہنچتا مگر اوسی مین جسپر ضمان ہے
اسمین دو قول ہین اور وہ دونون دو روایت ہین احمد سے اسی کے مانند یہ مسئلہ ہے کہ ایک
شخص نے ایک کنیز غصب کر لی اور ایک انسان نے اوس کنیز کو اس غاصب سے خرید کیا اوس سے
اولاد ہوئی یا اوسکو ہبہ کر دیا تو اس صورت مین صحابہ و ائمہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ وہ
ولد اوس مغرور کا حر ہوگا اسلئے کہ والی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ وہ کنیز کسی غیر کی مملوک ہے
بلکہ وہ تو اوسکو اپنی ملک سمجھا ہوا تھا حالانکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولد حریت
ورق مین تابع مادر اور نسب و ولاء مین تابع پدر ہوتا ہے معذا اوس ولد کو آزاد ٹھیرایا کیونکہ
اوسکے والد کو یہ حال معلوم نہ تھا اور مجہول مثل معدوم کے ہوتا ہے ہان سید جاریہ کے لئے
بدل ولد واجب بتاتے ہین اسلئے کہ وہ اوسکا مستحق تھا اگر یہ غرور یعنے دھوکا نہوتا
موجب اوس ولد کو ملک سید سے ناحق خارج کیا تو اب سید کو بدل اوسکا ملنا چاہیے اور
مہر بھی ملے لکن اصح قولین مین یون کہا ہے کہ لزوم اس بدل کا ذمہ پر غار ظالم کے ہے
جسنے اوس جاریہ کو غصب کیا تھا پھر اوسکو فروخت کر ڈالا اور ذمہ پر مغرور مشتری کے
اوسی قدر لازم ہے جسکا التزام اوسنے عقد مین کیا تھا یعنی فقط ثمن اب رہی یہ بات کہ
صاحب جاریہ مطالبہ فداء ولد و مہر کا مغرور سے کرے اور مغرور مطالبہ اوسکا غار سے کرے یا
فقط مطالبہ صاحب جاریہ کا غار ظالم سے چاہے اسمین دو قول ہین وہ دونون دو روایت
ہین امام احمد سے درمیان امت کے اسمین تنازع نہین ہے کہ وہ وطی حرام نہ تھی اور وہ بچہ
ولد زنا شدہ ہے نہ ولد شبہ تو حلال کا بچہ ہوا نہ حرام کا اسی طرح سائر ان صورتون مین تنازع نہین
گیا ہے کہ آکل و لابس و والی عالم پر اثم نہین ہے بلکہ تنازع ضمان مین ہے کیونکہ ضمان
باب عدل سے ہے جو حق مین آدمیون کے واجب ہے اور عمد و خطا مین واجب آتا ہے

وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطأ ومن قتل مومنا خطأ فتحریر رقبة مومنة
ودیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا معلوم ہوا کہ قاتل نفس براہ خطا نہ آثم ہے نہ
فاسق لیکن اوسپر دیت لازم آتی ہے اسی طرح جسکو کوئی مال متعصوب براہ خطا تلف کردیا ہو اوسپر
سال بار سکا لازم ہے کوئی گناہ اوسپر نہین آتا یہان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اثم منتفی ہوتا
ہے ہمراہ عدم علم کے اس صورت مین سارے اموال جو ہاتھ مین اہل اسلام واہل کتاب کے ہین اور
کسی ذالت وامانت سے اونکا مغصوب یا مقبوض ہونا بقبض ناجائز معلوم نہین ہے جسکے سبب سے
قابض کے ساتھ معاملہ کرنا روا نہو تو معاملہ کرنا ساتھ اونکے اوس مال مین بلاریب وشاع است
کے دوست ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ غالب اموال لوگون کے اسی طرح پر ہین اور وہ تسبض
حرمفید ملک نہین ہوتا ہے ظلم محض ہے رہا وہ مال جو بقصد فاسد مقبوض ہے جیسے ربا وقمار یعنے
حرام جو ہاوہ مفید ملک ہے یا نہین سو اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ مفید ملک ہے ابو حنیفہ رح
اسی طرف گئے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مفید ملک نہین ہے شافعی واحمد کا مذہب معروف
یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مرگیا تو مفید ملک ہے اور اگر رد کرنا اوسکا مالک کو ممکن ہے اور وقف
ونرخ مین متغیر نہین ہوا ہے تو افادۂ ملک نہین کریگا مذہب مالک اسمیطرح ہے حکی ہے شیخ الاسلام
ابن تیمیہ رح کہتے ہین ہمنے ان امور وقواعد کا بسط اور جگہ کیا ہے یہان تو فقط اون قواعد
شریفہ پر آگاہ کیا گیا ہے جو ناسخ باب اشتباہ ہین اس اصل مین جسکہ سنجملہ ایک اصول اسلام
کے ہے جس طرح کہ امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ دار مدار اصول اسلام کا تین حدیثون پر ہے
ایک الحلال بین والحرام بین الخ دوسری انما الاعمال بالنیات الحدیث تیسری من عمل عملا
لیس علیه امرنا فهو رد کیونکہ اعمال دو طرح پر ہوتے ہین ایک امور دوسرے محظورات سو حدیث
اول مین ذکر محظورات کا ہے امور وہ ہے جسکا قصد قلب ونیت سے کیا ہے رہا عمل ظاہر
سو یہ وہ کام مشروع ہے جو موافق سنت کے ہو فضیل بن عیاض نے قولہ لیبلوکم
ایکم احسن عملا مین کہا ہے یعنی اخلصه واصوبه پوچھا اسے ابو علی اخلص و

اصوب عمل کیا ہے کہا عمل جب خالص ہوگا اور صواب نہوگا یا صواب ہوگا اور خالص نہوگا
تو قبول نہوگا جب تک کہ خالص و صواب دونون نہو خالص یہ کہ خاص اللہ کے لئے ہو صواب یہ کہ
موافق سنت کے ہو اب اس تقریر سے جو یہانتک ہمنے ذکر کی یہ بات روشن ہوگئی کہ قول
قائل کا کہ اکل حلال متعذر و دشوار ہے اور وجود اوسکا اس زمانہ مین ناممکن و محال ہے مخالف
اجماع ہے بلکہ اموال خلق پر حلال ہی غالب ہے اور بہ نسبت حرام کے سہل تر ہے مقبول
اس قول کے بعض طوائف متفقہہ و متصوفہ ہین اور کبار مشائخ عراق سے جسنے یہ بات کہی ہے
ہم اوسکو جانتے پہچانتے ہین اور شاید یہ قول اونہین کے پاس سے بزدیک شیوخ مصر کے
منتقل ہوکر آیا ہے لکن قائل اس قول پر لازم ہے کہ دروازۂ اکل کو مسدود کردے بلکہ یون
کہدے کہ اس عہد مین کوئی راہ طرف ورع کے نہین ہے پھر قائل مذکور نے یہ بھی ذکر کیا
ہے کہ جب یہ دشواری ٹھیری تو اب کیا کرے کیا نکرے لکن اس دم اوسکا استحضار نہین ہے
عاقل کو تدبر کرنا چاہیے کہ جو کوئی شخص قانون نبوی محمدی شرعی سے جسپر کتاب و سنت و اجماع
سلف امت و ائمہ دلیل ہے باہر نکلے گا وہ ضرور اس امر کا محتاج ہوگا کہ کوئی اور قانون بدعی
متناقض نکالے جسکو عقل و دین دونون رد کرینگے لکن اگر مجتہد متحری طاعت خدا اور رسول
ہوگا تو اللہ اوسکے اجتہاد پر اوسکو ثواب دیگا اور اگر خطا کریگا تو اللہ بخشنے والا ہے ربنا اغفرلنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک
رءوف رحیم ف رہی یہ بات کہ وقعہ منصورہ مین جب تقسیم غنائم کی نہوئی تو اوسمین
شبہہ داخل ہوگیا سو کلام اس مسئلہ پر دو طرح سے ہے ایک یہ بات کہ جو حرام محض اموال مردم
مین مختلط ہوگیا ہے جیسے مال غصب جسپر کہ ولاۃ و قطاع و اہل فتن قدرت رکھتے ہین اور
دخول خیانت معاملات مین جو اس اختلاط سے بھی بیشتر ہوتی ہے خصوصاً ان بلاد مصریہ مین
کہ وہ بہ نسبت اقلیم شام و مغرب کے اکثر ہے ظلم مین بسبب اسکے کہ بعض لوگ بعض دیگر پر
براہ خیانت و جحد حق ظلم کرتے ہین اور طرف سے متولین ناحق کے کثرت سے ظلم ہوا کرتا ہے

ہوا احالہ تحریم کا اس امر پر اولیٰ تر ہے احالہ تحریم سے سغائم پر دوسرے یہ کہ دیہنے نہایت ان مقام کے مذاہب فقہاء کو ذکر کر دیا ہے اور بیان کر دیا کہ جب امام نے اذن اخذ کا بغیر قسم دیدیا تو جائز ہوا اور اگر جائز نہیں ہے تو بھی جس کسینے بقدر اپنے حق کے لے لیا ہے تو وہ جائز ہے اور اگر مقدار حق سے زیادہ ستانیکی ہے اور واپس کرنا اوسکا اصحاب مال پر بوجہ عدم علم متعذر ہو گیا ہے تو پھر اوسکو طرف اون اصحاب کے تصدق کر دے اور اگر تصدق نہیں کیا ہے بلکہ اوسمین تصرف کر لیا ہے تو پھر اوس مال مین سے جسکے پاس کچھ پہنچا ہے اور اوسکو حال اوس مال کا معلوم نہین ہے تو یہ مال حلال اوسپر حرام ہے اور نہ کچھ اس بات کا اوسپر گناہ ہے رہی یہ بات کہ یہ حکم سائر غصوب مذکورہ مین جاری ہو سکتا ہے یا نہین سو اسمین اختلاف ہے لیکن بیان مذکور سے یہ بات تو مبین ہو چکی ہے کہ جسنے اپنی جان کو اجارہ مین دیا یا اپنا جانور کرایہ پر چلایا یا اپنی زمین دیکر قیمت یا اجرت لی تو یہ کچھ اوسپر حرام نہین ہے خواہ اوسکو یہ بات معلوم ہو کہ یہ قیمت و مزدوری حلال ہے واسطے مالک کے یا اوس کا حال معلوم نہین ہے بلکہ مستور ہے لیکن اگر یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ مالک نے اوس مال کو غصب کیا ہے یا چھین لیا ہے یا بوجہ ناجائز و مباح قبض کیا ہے جسکا لینا ثمن و اجرت مین درست نہین ہے تو یہ جگہ تنازع کی ہے فقہاء و علماء مین فقہاء قول قائل کا کہ وہ حرام ہے نے کس طرح تعیین کو قبول کیا جسکی وجہ سے سبب ممنوع حرام ہو گیا اور کس طرح تعیین کو قبول نہ کیا جسکی وجہ سے سبب مشروع حلال ٹھہر گیا سو اسکی صورت یہ ہے کہ درہم قابل تعیین ہے حرام بالوصف اور محرم بالکسب مین اصل کی مثال خمر ہے کہ جب تک عصیر تھا حلال طاہر تھا باتفاق علماء جب خمر ہوا تو حرام ہو گیا پھر خمر سے بفعل خداالغیر قصد سرکہ بنگیا تو حلال ٹھہرا باتفاق علماء اختلاف اوسمین ہے جسکی تخمیر و تخلیل کا قصد کیا گیا ہے اسی طرح سائر نجاسات مین تنازع ہے جیسے خنزیر جبکہ سمک ہو جاوے اور نجاست جبکہ راکھ بنجانے کے بعض نے کہا پاک نہین ہوتا یہی قول ہے شافعی کا اور ایک قول مالک و احمد کا وہ اصح دوسرے کی مثال آپ مغصوب ہے کہ وہ حرام ہے اسلئے

کہ ظالم نے اوسپر براہ ظلم قبضہ کرلیا ہے پھر اگر حق سے قابض ہوگا تو مباح ہوجائیگا مثلاً مالک مال غاصب مذکور کو اذن اوسکا دیدے یا ہبہ کردے یا اوسکے ہاتھ فروخت کردے یا خود مالک اوسکا یا ولی یا وکیل مالک کا اوسکو اپنے قبض مین لیلے پھر اگر غاصب نے وہ پانی ایسے شخص کو دیدیا ہے جسکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ وہ پانی مغصوب ہے تو اوسکا لینا قبض کرنا حق سے ہے نہ ناحق سے اسلئے کہ اللہ پاک نے اس شخص کو تکلیف امر نامعلوم کی نہین دی ہے اسی طرح حال اوس شخص کا ہے جسنے اوس قابض سے اوس پانی کو براہ حق لیا ہے انتہی کلام شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی وایانا برحمتہ السابقۃ علی غضبہ وجنبنا عن حرام المال وغصبہ بمنہ وکرمہ آمین ف حدیث نعمان بن بشیر مین نزدیک شیخین وغیرہما کے حلال وحرام کا بیّن ہونا فرماکر یہ ارشاد کیا ہے کہ ان دونون کے درمیان مین امور مشتبہ ہین پھر اون امور مشتبہ کے ترک کرنے کو فرمایا ہے سو تفسیر مشتبہات مین اہل علم کا اختلاف ہے کسی نے کہا مشتبہات وہ ہین جنمین تعارض دلیلون کا ہے کسیسنے کہا وہ ہین جنمین اختلاف علما کا ہے کسیسنے کہا مراد قسم مکروہ ہے کیونکہ فعل وترک دونون اوسکو اپنی اپنی طرف کھینچتے ہین کسیسنے کہا مراد مباح ہے یہ چار قول ہوئے مؤید قول اول وثانی لفظ بخاری ہے لا یعلمہا کثیر من الناس ترمذی کا لفظ یہ ہے لا یدری کثیر من الناس امن الحلال ہی ام من الحرام مفہوم لفظ کثیر کا یہ ہے کہ معرفت مشتبہات کی ممکن ہے لیکن تھوڑے لوگ اوسکو جانتے ہین جیسے مجتہدین اس تقدیر پر وقوع شبہات کا حق ہین غیر مجتہدین کے اس طرح پر ہوتا ہے کہ اونکو ترجیح ایک دلیل کی دو دلیلون مین سے ظاہر نہین ہوتی مؤید قول سوم وچہارم کی روایت ابن حبان ہے بلفظ اجعلوا بینکم وبین الحرام سترۃ من الحلال من فعل استبرأ لدینہ وعرضہ اس تقدیر پر حدیث متضمن ہے تقسیم احکام کو طرف تین چیزون کے اور یہ تقسیم صحیح ہے بعض مشائخ علم نے کہا ہے کہ استکثار مباح سے آدمی مکروہ مین اور استکسار مکروہ سے حرام مین پڑجاتا ہے

فتح الباری میں وجہ اول کو ترجیح دی ہے میرے یہ بھی کہا ہے کہ سب وجوہ کا مراد ہونا بھی کچھ بعید نہیں ہے یہ وجوہ باختلاف مردم مختلف ہوتی ہیں انتہے لکن تفسیر اول و دوم صحیح ہے و صحت کی دلیل انطالب میں ذکر کی گئی ہے مشتبہ میں توقف کرنا چاہیے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ لحم خیل وضبع کا حلال ہے دوسرے نے کہا کہ حرام ہے یا ایک نے شراب نبیذ و مثلث کو حلال بتایا اور دوسرے نے حرام سمجھا یا ایک نے کہا بیع نسیہ حلال ہے اور دوسرے نے کہا کہ حرام ہے تو اس جگہ متان ایماندار کی یہ ہے کہ ان اشیاء کو ترک کردے کیونکہ اس جگہ یہ وقف ایسا مسلک ہے کہ ہر ایک ان علماء میں سے ساتھ اوسکے راضی رہ سکتا ہے رضا قائل تحریم کی خود ظاہر ہے اور رضا قائل تحلیل کی اس طرح ہو سکتی ہے کہ وہ یہ بات نہیں کہتا ہے کہ ان چیزوں کا اکل یا تعامل واجب ہے بلکہ غایت قول اوسکا یہ ہے کہ یہ اشیاء حلال ہیں اور فعل و ترک اونکا جائز ہے اس صورت میں تارک نزدیک دونوں عالم کے مصیب رہیگا پس ورع محمود اس حالت میں یہی وقف ٹھیرا یہ ورع جسطرح کہ ترک میں ہوتا ہے اسی طرح فعل میں بھی ہوتا ہے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ غسل جمعہ واجب ہے اور دوسرے نے کہا کہ واجب نہیں ہے تو ورع اس جگہ یہی ہے کہ غسل کرے کیونکہ عدم وجوب کچھ مانع غسل سے نہیں ہے بلکہ غسل میں ترغیب آئی ہے گو واجب نہو اور جو اوسکو واجب نہیں کہتا ہے وہ کچھ قائل عدم جواز کا نہیں ہے بلکہ مسنون یا مندوب بتاتا ہے سو جس جگہ تعارض ادلہ کا درمیان تحریم و کراہت اور درمیان حلت و جواز کے ہو وہاں ورع ترک میں ہوتا ہے اور جہاں تعارض درمیان وجوب و ندب اور درمیان اباحت و استحباب کے ہو وہاں ورع فعل میں ہوتا ہے ہاں اگر تعارض ادلہ کا درمیان تحریم و کراہت اور درمیان وجوب یا ندب کے ہو تو وہ جگہ البتہ مقام ضنک و موطن صعب و عقبہ کٹو ہے جیسے کہ اوقات کراہت میں نہی آئی ہے نماز سے اور امر آیا ہے نماز تحیت المسجد کا اس جگہ بعض نے کہا ورع ترک میں ہے لکن اصح یہ ہے کہ ایسی جگہ میں موقع بچا کر مسجد میں آئے تفصیل اس قول کی دلیل طلب

ہین ہے ف حلال بین وہ ہے جسکی تحلیل پر نص وارد ہے حرام بین وہ ہے جسکی تحریم منصوص ہے پس جس چیز کے مباح ہونے پر شارع نے نص کی ہے وہ جنس حلال بین سے ہے یا جس چیز سے سکوت کیا ہے اور وہ چیز مخالف شرع ماقبل یا دلیل عقل کی نہین ہے تو وہ بھی داخل حلال بین ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے وما سکت عنہ فھو عفو وما کان ربک نسیا سو ایسا مباح جسکہ ذریعہ وقوع کا حرام مین نہو تو وہ بے شبہ مشتبہات مین مندرج نہوگا ہان جو مباح ذریعہ حرام ہوسکے اوس سے توقف کرنا داخل ورع ہے جیسے استمتاع بزوجہ سے حالت حیض مین بجا عدامی پس وہیش کیونکہ اکثر لوگ مالک نفس کے نہین ہوتے ہین اسی لئے یہ کہا ہے کہ ورع ترک کرنا مالا باس بہ کا ہے ڈر سے مابہ باس کے اس باب مین سلف بڑے محتاط تھے بعض لوگون نے سالہا سال تک تبسم نکیا ابن سیرین نے تیل خرید کیا تھا تجارت کو ایک مشکیزہ مین ایک چوہا پایا گمان کیا کہ شاید عصیر مین پڑ گیا ہوگا سارا تیل پھینک دیا اوس سے نفع نہ لیا ایک بار ایک مال خرید کیا تھا اوسمین بارہ سو درہم کا نفع ہوا دل مین شک پڑا کہ خدا سے مال پر اتنا نفع لینے سے اوسکو چھوڑ دیا ہشام نے کہا واللہ یہ کچھ سود نہین ہے نووی دمشق کی کھجور نہ کھاتے تھے پوچھا تو کہا ایام قدیم مین یہ باغات ہاتھ مین ظالمون کے تھی معلوم نہین کہ دخل وخرج اونکا کس طرح پر تھا غرضکہ سلف کی مسالک ورع مین ایسے تھے کہ خلف اوسپر سالک نہین ہوسکتے ہین شارع نے اسی طرف اشارہ کیا ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک اسکو ترمذی نے حسن سبط سے روایت کیا ہے اور حاکم وابن حبان نے صحیح بتایا ہے دوسری حدیث مین آیا ہے استفت قلبک وان افتاک المفتون رواہ احمد وابو یعلی والطبرانی من حدیث وابصۃ مرفوعا اسی باب سے یہ حدیث بھی ہے الاثم ما حاک فی صدرک وکرھت ان یطلع علیہ الناس لکہ اس بارہ مین خود یہی حدیث مشتبہات کفایت کرتی ہے اسی لئے اہل علم نے اس حدیث کو رابع اربعہ اون احادیث کا ٹھیرایا ہے جنپر دار مدار احکام اسلام وقواعد دین وضوابط شرع کا ہے بلکہ ابن العربی نے

کہا ہے کہ سارے احکام اسی ایک حدیث سے نکل سکتے ہین غرضکہ ورع اسکا نام ہے
ہے کہ سارے مباحات کو ترک کردی بلکہ اوس مباح کی ترک کرنیکا نام ہے جسکو فقہا
حرام مین دخل ہو **ف** رہا مکروہ سو وہ بالکل شبہ ہے کیونکہ اوسکا حلال بین یا حرام بین
ہونا شارع سے نہین آیا ہے بلکہ یہ مکروہ ایک واسطہ ہے درمیان ان دونون کے
بلکہ اوف سے جسکو نام مستند کا جاری کرسکین یہی مکروہ ہے مجتہد کو شناخت کرنا
کی آڑ سے دیانت ہوسکتی ہے سو جو چیز کہ اوسکا مباح ہونا ظاہر نہین ہوا ہے داخل مشتبہ
ہے اسی طرح وہ چیز جس سے مبنی کسی حدیث ضعیف مین آئی ہے گو درجہ اعتبار کو نہ پہنچا
اور وضعی ہونا اوسکا ظاہر ہوا ہو داخل مشتبہ ہے ایسے ہی مشتبہات کے بارہ مین
حضرت نے فرمایا ہے الموحنون وقافون عند الشبہات سو مشتبہات امور مجہولہ
ٹھیرے ایک وہ جنمین قارض ادلہ کا ہے دوسرے وہ جنمین اختلاف علما کا ہے تیسرے
وہ بعض مباح و بعض احوال مین ذریعہ حرام یا وسیلہ ترک واجب ہوجاتے ہین یا اکثر
اونکا امور دنیا کی طرف ان دونون امر کے ہوتا ہے اگرچہ نادر ہو جو تینون سارے مکروہات
سحق مجتہد و سحق مقلد دونون کے مشتبہ ہین یا تیسرین وہ چیز جسکی اباحت (وعدم اباحت)
مین شک ہو جنمین وہ تینون جسکی انہی مین کوئی حدیث ضعیف آئی ہے یہ دونون قسم اخیر حق
مجتہد و مقلد دونون کی شبہات ہوتی ہین **ف** منجملہ اونکے جو بمنزلہ حدیث ضعیف کے
ہین ایک قیاس ہے لیکن جسکا وہ قیاس ایسے مسلک سے ہو کہ بعض اہل علم اوسکے قائل
ہون اور نزاع اوسمین باعتبار صحت و بطلان و استدلال و رد کے کثرت واقع ہوا ہو
پس وہ تحریم جو ایسے قیاس سے ثابت ہوگی منجملہ مشتبہات کے شمار ہوگی یعنی حکم اوس تحلیل کا
ہے جو اس طرح کے قیاس سے ثابت ہوگی پس احتیاط کرنا اوسکے فعل و ترک مین داخل
ورع ہوگا اسمین شک نہین ہے کہ شبہ سارے اون افعال سے تعلق رکھتا ہے جنکا انسان
مباشر ہوتا ہے جیسے مکولات مشروبات منکوحات مستعمل ماکول و مشروب کی اوپر گرنے والی چیزے لحم

وشرب متلذذ رہا نکاح اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت کہے کہ مینے ان میان بی بی کو دودھ پلایا ہے اور سوای اوس ایک عورت کے اور کوئی وجہ ثبوت رضاعت کی موجود نہو اور ادلہ اس جگہہ متعارض ہون تو ایسی صورت مین یہ امر مشتبہ ہوگا اور ورع اوسکے ترک مین ٹھہریگا حدیث شریف مین آیا ہے کیف وقد قیل یہی حکم سارے اشارات عقود فاسدہ اور معاملات بدیع کا ہے کہ وقت اشتباہ کے وقوف کرنا اونمین داخل ورع ہوتا ہے اور اقدام کرنا اونپر اقدام کرنا ہے شبہات امور پر حدیث مین بعض علما سے مروی ہے کہ ایک جمعت اسلام مین جو اونکے شہر سے نزدیک تھی غارت گری ہوگئی اونہون نے سارے ماکولات لحم وحب وغیرہا کو جو اونکے شہر مین آتا تھا ایک سال تک کھانا چھوڑ کر گیا اس کھانے پر قناعت کی اگرچہ اکثر علما نے اس بارہ مین اونپر ملامت کی مگر اونہون نے کسیکی بات نہ سنی ذکرہ الحافظ ابن القیم فی الکلم الطیب سو اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ ایسے امور منہوبہ مظنہ اختلاط کے ہوتے ہین اجتناب اولیٰ ہے باب اجتناب شبہات سے ہے اہل ورع ایسا کیا کرتے ہین لکن جو کہ یہہ اجتناب ہمراہ تجویز اختلاط کے ہے اسلیئے فاعل اوسکا لائق مدحت کے نہین ہوسکتا ہے ہان اتنی بات ہے کہ اکل عشب پر جم جانا ایک طرح کا غلو ہے دین مین یہ کیا ضرور ہے کہ اوس گاؤن یا شہر مین کسیکے پاس بہی کوئی رزق حلال موجود نہو تلاش و تفحص سے میسر آنا اکل حلال کا ممکن تہا اور نہ کسی اور جگہہ نقل مکان ہوسکتا تہا جہان رزق حلال میسر آسکتا ہے اگرچہ بقدر سد رمق ہی کیون نہو جس طرح کہ امام نووی کے باپ اونکے وطن سے واسطے اونکے قوت بہیجتے تہے ہان اگر کسی طرح پر قدرت استخراج خالص کے شائبہ حرام سے اور طاقت استحصال حلال کی غیر بلد سے بوجہ شدت احتراز منکر کی ساتہہ بہروف کے حاصل نہو سکے اور کوئی رستہ طرف رزق حلال کے باقی نرہے اور یہ اشتباہ و اختلاط نفس الامر مین مقتضای شرع پر واقع ہو اور کسی وسوسہ سے پیدا نہوا ہو تو البتہ اس صورت مین عدول طرف اکل عشب کے ہوسکتا ہے لکن اس شرط سے کہ مضطر رہنکرے اور سد رمق پر بہی قدرت نہو بلکہ ایسی صورت مین

تو شارع نے تناول کرنا مال حرام سحت کا لقدر ستدعی مباح فرمادیا ہے پھر اوس چیز کا کیا ذکر ہے جو حرام سحت نہو بلکہ حلال مختلط بحرام ہو **نکتہ** اتقاء شبہات کہ خاص ماکولات و مشروبات ہی کی نہین ہے بلکہ عام ہے سارے افعال و اعتقادات و عبادات مین اسکی تفصیل دلیل الطالب مین لکھی گئی ہے اور حکم ہر شیہ کا کسی شئے مین ہو وہی وقوف ہے نزدیک اشتباہ کے اور مجتنب رہنا اوس سے تاکہ کہین محرمات مین نہ پڑجاوے عیاذاً باللہ واللہ اعلم بالصواب

خاتمہ اس بیان مین کہ کسب رزق کرنا واسطے اپنے اور اہل و عیال کے اور طلب کرنا آسودگی کا مال سے منع نہین ہے

بعض قاصرین کا یہ اعتقاد ہے کہ طلب کرنا غنا کا واسطے عیال کے اور داخل ہونا اسباب تحصیل مال حلال مین خارج ہے طریقہ صلحاء سے بلکہ مخالف ہدی مرسلین و مسالک سالکین ہے سو یہ اعتقاد اونکا وہم عظیم و جہل کبیر ہے کیونکہ یہ طلب خود سید المرسلین امام الزاہدین رئیس الصالحین صلعم سے ثابت ہوئی ہے حضرتؐ نے سوال غنا کا اپنے رب سے کیا ہے صحیحین وغیرہما مین آیا ہے اللھم انی اسئلک الھدی والتقی والعفاف والغنا اس بارہ مین بہت سی احادیث آئی ہین ع یہ طلب تو اپنے طرف سے ہے اور اوپر سے دیکھیے کیا ملے ہا اور خود اللہ پاک نے حضرتؐ پر منت غنا کی رکھی ہے قال سبحانہ وتعالی ووجدک عائلا فاغنی اور شیخین وغیرہما نے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے اپنے خادم انس رضی اللہ عنہ کو دعا ی غنا دی تھی یہ بھی صحیح مین وارد ہے کہ فرمایا اللھم انی اعوذ بک من الجوع فانہ بئس الضجیع اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ما حاءک من ھذا المال وانت غیر مستشرف ولا سائل فخذہ ومالا فلا تتبعہ نفسک یعنی جو مال بغیر طلب کے

ملے وہ تو لے لے اور جو نہ ملے تو اوسکی فکر نہ کرے اور احادیث صحیحہ مین نہی آئی ہے مسئلہ یعنے سوال سے مگر بادشاہ سے مانگنا جائز ہے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے حکایت کی ہے رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر مراد خیر سے مال ہے اور یوسف علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ اونہون نے عزیز مصر سے کہا تھا اجعلنی علی خزائن الارض ایوب علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اونکے پاس سونے کی ٹڈیان گرتی ہین لگے اونکو سمیٹنے اللہ نے فرمایا الم اغنک عن ھذا کیا مینے تجکو اسکے لینے سے غنی نہین کیا ہے اونہون نے عرض کیا ولکن لاغنی لی عن برکتک یہ قصہ حدیث صحیح مین آیا ہے عیسی علیہ السلام سے اللہ نے حکایت کیا ہے کہ اونہون نے یون کہا وارزقنا وانت خیر الرازقین اسی جنس سے یہ سوال حسنۃ دنیا کا ہے اس آیت پاک مین ومنھم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اولئک لھم نصیب مما کسبوا وقولہ تعالی واخری تحبونھا نصر من اللہ وفتح قریب الی قولہ وارزقنا وانت خیر الرازقین حاصل یہ ٹہیرا کہ طلب رزق ایسی چیز ہے جو غالب عباد انبیاء وعلماء وزاہدین وصلحا سے ثابت و واقع ہوئی ہے بلکہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ سارے عباد طالب رزق خدا ہین تو بھی کچھ بعید نہین ہے اسلئے کہ وہ سب کے سب اللہ سے سوال امطار وصلاح ثمار وبرکت فی الارزاق کا کرتے ہین یہ عین طلب رزق ہے جو سارے بنی آدم سے ظاہر ہوتی ہے اسمین جو لوگ متورع متقی پرہیزگار ہین اونکا سوال مقید بوجہ حلال ہوتا ہے دعا مانگنا خود ایک سعی ہے تحصیل رزق مین اسی طرح سارے اسباب تحصیل رزق کے باوجود اختلاف انواع وتبائن طرق کے داخل سعی ہین چنانچہ شکل ازبرای اکل اسکا منکر گویا منکر ایسی چیز کا ہے جو ہر فرد بشر کو افراد بنی آدم مین سے معلوم ہے ذرا اوس حال کو تو دیکھو جسپر صحابہ ایام نبوت مین تھے ہر صحابی اونمین سے تعلق رکھتا تھا ساتھ ایک طرح کے سبب کے اسباب رزق سے کوئی سا بھی سبب کیون نہوتا اور جو اونمین ان اسباب سے عاجز تہا تو جو رزق ومال اوسکے پاس آتا وہ اوسکو قبول کر لیتا جیسے اہل صفہ

انکا وقوف صفہ پر یہی مال طلب صدق سے تہا اسی طرح بعد ایام فوت کے حال رہا کہ خلفاء راشدین اپنا نصیب وحصہ لقدر اپنی احتیاج واحتیاج اہل وعیال کے بروجہ عدل وطریقہ زہد لے لیتے تہے حالانکہ وہ از زہاد تہے دنیا میں اسی طرح جو صحابہ بعد انقضاء خلافت سی سالہ فوت کے تہے لقولہ صلعم الخلافۃ بعدی ثلثون عاما اور انکا بھی یہی حال تہا حسب زمانہ خیانت کا گذر گیا اور ملک گزندہ آیا تب بھی صحابہ امراء مسلمین کا قصد کرکے جاتے اور اونسے اپنا حق بیت المال میں سے مانگتے اور جو کچھ وہ دیتے یہ قبول کر لیتے بدون کشف حقیقت حال کے صورت اگر طلب کرنا رزق کا نہ تہا تو پھر کیا تہا یہی حال بعد صحابہ کے تابعین کا رہا یہ دونوں قرن خیر قرون میں سے تہے بنص احادیث صحیحہ پھر انمیں ایسے لوگ بھی تہے جو ائمین بالامر کی طرف سے متولی اعمال ہوتے تہے جیسے قضا اور امارت بعض بلاد و امارت لشکر کوئی شخص اسکا انکار نہیں کر سکتا ہے اور نہ کسی کا اسمیں کچھ اختلاف ہے یہ بھی ایک نوع ہے انواع طلب رزق سے اگرچہ وہ عمل قربت ہوتا تہا جیسے قضا و امارت جیش غزو کیونکہ قربت میں ہونا اوس شخص کا کچھ منافی اخذ حاجت کو بیت المال مسلمین سے نہ تہا جب سے ملت اسلامیہ قائم ہوئی ہے تب سے ابتک یہی عمل درآمد سارے مسلمانوں کا ساتھہ جملہ ملوک اسلام کے رہا ایک جماعت والی قضا ہوئی ایک جماعت نے منصب افتا کا حاصل کیا ایک جماعت والی بلاد ٹھیری ایک جماعت امیر لشکر ہی ایک جماعت نے تدریس مدائن اختیار کی غالب جرایات وظائف انکے بیت المال سے تھے ف رہی یہ بات کہ ملوک میں بعض ظالم جابر ہوتے ہیں سو یہ بات ٹھیک ہے لیکن یہ تخصص جو متصل کسی بادشاہ سے ہوا ہے اسنے یہ انتقال اسلئے نہیں اختیار کیا ہے کہ انکے ظلم پر مدد گار بنے بلکہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ درمیان لوگوں کے موافق حکم خدا کے قضا یا افتا کرے یا جس مال کا لینا رعایا سے اللہ نے واجب کیا ہے اوسکو اونسے وصول کرے یا اگر امیر لشکر ہے تو جنکے ساتھہ حکم جنگ کا ہے اونکے ساتھہ جہاد کرے یا جس سے عداوت رکھنے کا حکم ہے اونکا دشمن بنا رہے سو جب بات یوں ہوئی تو گو وہ بادشاہ اعلی سے اعلی

درجہ کا ظالم کیون نہو کوئی گناہ اوسکے ظلم وستم کا ان لوگون کے ذمہ پر نہ لگے گا جبکہ کسی ایک
شخص کو انمین سے کچھہ بھی دخل تخفیف ظلم مین ہوگا اگرچہ اقل قلیل واحقہ حقیر ہی سہی
بلکہ وہ اپنے اس منصب مین ماجور یا اجر بالغ ٹھیریگا کیونکہ وہ باوجود اس منصب کے حکم مین
اوس شخص کے ہے جو کہ طالب حق وکارہ باطل اور ساعی دفع ظلم مین بقدر بلوغ طاقت وحصول
قدرت ہے کچھہ نہین اوسکا ظلم پر یا ساعی تقریر ظلم یا تحسین جور مین یا مورد شبہ کا تجویز
ظلم مین نہین ہے ہان اگر وہ اپنی جان کو کسی شئے مین ان امور سے داخل کریگا تو طائفہ
ظلمہ وفریق جورہ مین شمار کیا جائیگا اور منجملہ خونہ کے ہوگا سو ہمارا کلام ایسے لوگون کے حق
مین نہین ہے بلکہ اون لوگون کے بارہ مین ہے جو اپنے امور صوکلہ ومفوضہ دینیہ کے ساتھہ قائم
دائم رہتے ہین اور افعال ظلمہ مین مشتغل نہین ہوتے ہین بلکہ اشتغال اونکا ساتھہ امر بمعروف
یا نہی عن المنکر یا تخفیف ظلم یا تخویف سوء عاقبت ظلم یا وعظ فاعل کے رہتا ہے جس سے بعض
شرارون ظلمہ کا سد دفع ہوتا ہے اور یہ گمان تو کسی جاہل علم یا عالم کے ساتھہ ہو نہین سکتا ہے کہ
وہ ظلم ظلمہ مین مداخلت کریگا حالانکہ اللہ تعالی نے اپنے بندون پر ظلم کرنیسے بیزاری ظاہر کی ہے وما
ظلمناھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون وقال وما ربک بظلام للعبید وقال ولا
یظلم ربک احدا وقال ان اللہ لا یظلم الناس شیئا وقال ان اللہ لا یظلم
مثقال ذرۃ وقال واللہ یرید ظلما للعباد وقال وما ظلمناھم ولکن
کانوا ھم الظالمین اس طرحکی اور بہت آیات قرانیہ آئی ہین حدیث قدسی مین وارد ہے
یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا ابو موسی مرفوعا
کہتے ہین اللہ مہلت دیتا ہے ظالم کو پھر جب پکڑتا ہے تو نہین چھوڑتا پھر یہ آیت پڑہی وکذلک
اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید رواہ الشیخان احادیث
درباب تحریم ظلم وذم ظالم واستحقاق عقوبت ظلم کے بہت آئے ہین اور سارے مسلمانون کا
تحریم ظلم پر اجماع ہے کسیسے اسمین خلاف نہین کیا ہے بلکہ عقلا مجمع ہین اسپر کہ سب سے

بڑھکر بہ ترنزدیک عقول کے یہی ظلم ہوتا ہے حضرت نے دربارۂ مداخلت ظلمۃ قال فصل وحکم عدل فرمادیا ہے ترمذی میں دو جگہ آیا ہے کہ جو شخص ابواب ظلمہ پہ جاتا ہے اور تصدیق انکے کذب کی اعانت انکی ظلم پر کرتا ہے تو نہ وہ ہمارا ہے اور نہ ہم اوسکے ہیں اور نہ وہ دن قیامت کے حوض پر آئیگا اور جو کوئی انمیں نہیں جاتا ہے اور نہ مصدق اوسکے کذب کا اور نہ معین انکے ظلم پہ ہوتا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اوسکے ہیں وہ قیامت کو میرے پاس حوض پر آئیگا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص پاس ظلمہ کے جاتا ہے لیکن تصدیق انکے کذب کی یا اعانت انکی ظلم میں نہیں کرتا ہے اور نہ اوسکے ظلم سے راضی ہے اور نہ اوس ظلم میں انکا تابع ہے تو وہ حضرت کا ہے اور حضرت اوسکے ہیں یہ ایک مرتبۂ عالیہ اور فضیلت جلیلہ ہے خصوصاً جبکہ اسکے ساتھ یہ بھی ہو کہ خود ظلم کرے بلکہ ساعی تخفیف ظلم یا موعظت حسنہ میں ہے ف ہر ذی عقل پر یہ بات روشن ہے کہ اگر اہل علم وفضل ودین مداخلت سے ملوک وسلاطین وامرا اور وزرا کے باز رہیں تو شریعت مطہرہ بالکل معطل وبیکار ہوجائے اسلئے کہ قائم الشریعت معدوم الوجود ہے اور ساری مملکت اسلامیہ احکام شرعیہ میں جیسی دیانت وسلامت ہے مبدل بمملکت جاہلیت ہوجاوے اور جہل عالمگیر ہوجائے اور کھلم کھلا مخالفت احکام کتاب وسنت کی ہونے لگے خصوصاً بادشاہ اور اوسکے خواص واتباع تو پھر سب کچھ کرنے لگیں اور دین اسلام میں خبط ہوکر سب امور موافق ہوا وسکے اغراض نفسانی کے ظاہر ہوں استباحت اموال وفروج وتعطیل مساجد ومدارس وانہتاک حرم وقوع میں آئے شعار اسلام وشرائع خیر الانام جاتے رہیں خصوصاً وہ ملوک جو یہ کام بخوف سلب مملکت وذہاب دولت ونہب اموال ریاست وہتک حرمت خود کرتے ہیں اور اپنے زوال عزت سے ڈرتے ہیں بلکہ انکو تو ایک راہ طرف تخلص کے اکثر احکام اسلامیہ سے ملجا ہے اور اس بات کے کہنے کی گنجایش ہاتھ آتی ہے کہ ہمنے کوئی معلم وناصر وناصح وواعظ وشفیق نہ پایا ہم سے تو اہل علم بہاگتے اور اہل دین دور دور رہتے تھے شیطان کو اور بھی زیادہ اس امر سے خوشی خاطر حاصل ہو بہرحال جو کہ

لوگ دو طرح کے ہوتے ہین ایک زاہد بے علم و عابد بے فہم و صاحب ورع بغیر ادراک مصالح شرعیہ و شعائر دینیہ اسلئے ایک جماعت نے صدارت مواعظ و ارشاد عباد کی اختیار کی اور اس امر مین نہایت مبالغہ کیا انکا مقصد بے شبہ حسن اور انکا فعل بیشک جمیل ہے لیکن بسبب عدم علم و فہم و ادراک کے منجملہ اعوان ظلمہ کے ہو گئے عوام حضار مجالس نے اون مواعظ کو ظاہر مین قبول کر لیا اس سے وہ جہل پیدا ہوا جس سے ساری دنیا بھر گئی حالانکہ اونکو یہ چاہیے تھا کہ ان امور کو حوالہ علما و کتاب و سنت کرتے جو خلق کو طرف حق معلوم کے بلاتے ہین اور شرع صحیح بتاتے سکھاتے ہین دوسرے وہ لوگ ہین جنکو علم و فضل حاصل ہے اور وہ چاہتے ہین کہ یہ مناصب سلطنت جو دوسرون کو حاصل ہین انکو ملتے اور نفع دنیا ہاتھہ آتا لکن جبکہ یہ حصول سے اون مناصب کے عاجز ہوئے تو بے رغبتی اپنی ظاہر کر کے ترک اختیاری جتلانے لگے اور اہل مناصب دینیہ کو برا بھلا سخت سست سنانے لگے اور اونکی تنقیص کرنے لگے بلکہ یون کہتے ہین کہ ہمنے ان مناصب کو اسلئے ترک کر دیا ہے کہ انمین مداخلت ساتھہ ظلوک کے اور اخذ مال بیت المال سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اعوان ظلمہ کے ہین اور حرام خواری کرتے ہین حالانکہ حامل اونکو ان امور پر تجرد حسد و بغی و تحسر ہے کہ ہم اونکی طرح نہین ہین اسلئے اپنا تعفف و ورع ظاہر کرتے ہین اور نفس الامر مین نیات انکے فاسد اور مقاصد انکے کاسد ہین اور خصال نفاق و ریا و غیبت محرسہ مین بغیر سبب ناشی نار و اگر فتار ہین ہمنے بہت سے لوگ اس طرح کے دیکھے سُنے ہین انمین اگر کوئی شخص کسی وقت مین کوئی منصب پالیتا ہے تو پھر وہ سب سے زیادہ بدتر نکلتا ہے اوسکا فعل خلاف اوسکے قول کے ہوتا ہے سو ایسا شخص جو معین ظلم ہو ہاتھہ یا زبان سے اور ظالم کے لئے اوسکا ظلم روا رکھے اور جو مدح و ثنا نہ چاہیے وہ اوس ظالم کی تعریف کرے تو وہ جنس ظلمہ مین معدود ہے کیونکہ ظلم جس طرح ہاتھہ سے ہوتا ہے اسی طرح زبان و قلم سے بھی ہوتا ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ شدید ہوتا ہے ہمارا کلام تو حق مین اون لوگون کے ہے جو متصل ظلوک کے ہین اور اعانت ظلم پر نہین کرتے اور نہ اونکے شریک حال رہتے ہین ہاتھہ و زبان

وقلم سے بلکہ مقصود اونکا اس اتصال سے یہی ہے کہ حتی الامکان استعانت انفاذ احکام شرع پر پاہین اور جہانتک ممکن ہو امر معروف ونہی منکر بجالائین مثلاً ایک عالم منکرات رعایا کو دیکھتا ہے اور قدرت تغییر کی نہین رکھتا ہے مگر جبکہ اوسکی رسائی سلطان وقت تک ہو اور اوس سے دفع منکر پر مدد لی تو ایسے شخص کے لئے متصل ہونا ملوک سے خیر کثیر اجر عظیم ہے اسی طرح جبکہ اوسکو قدرت فصل خصومات وارشاد الی الطاعات بغیر امداد بادشاہ نہو تو اوسکو متصل ہونا بادشاہ سے اس غرض صحیح کے لئے جائز ہے یا بادشاہ کے ضرر اور امرا واخوان وخواص ظلم کرتے ہین اور اسکو اوسکے دفع پر قدرت نہین ہے مگر جبکہ بادشاہ سے اتصال حاصل ہو تو یہی ایک صورت جائزہ ہے یا بادشاہ بعض احوال مین اسکی نصیحت وموعظت کو سنتا ہے اور فعل منکرات سے باز رہتا ہے یا اوسمین تخفیف کرتا ہے تو یہ بھی مسوغ صحیح ہے ف بعض سلف نے خوب بات کہی ہے کہ لعض طاعات کثیرۃ ومعاصی کبیرۃ سو بجز طاعات ملوک کے امن راہ امن ضعیف انصاف مظلوم از ظالم رفع منظلمہ دفع اہل کفر وبغی جہاد حفظ حرمت اقامت حدود شرعیہ اجرار قصاص وتعزیرات قیام بحقوق واجبہ رعایا وبرایا نصب قضاۃ واسطے فصل خصومات کے بطریق شرعیہ نصب اہل استحقاق بفرض امر معروف ونہی منکر احیار مدارس واہل افتقار امساک اہل حیات وفساد وغیر ذالک ہین کیونکہ اکثر خلق کا یہی حال ہے کہ اگر ملوک نہون تو یہ وہ افاعیل ومفاعیل کرین جنکا کچھ حساب نہین ہے صاحب واجبات ترک ہو جائین سارے منکرات عمل مین آئین اور ایسے لوگ جو اللہ اک کی ڈر سے فاعل طاعات تارک منکرات ہون اقل قلیل بلکہ نادر الوجود ہوتے ہین رہے معاصی ملوک کے سو وہ بھی بہت سخت ہین جیسے خونریزی کرنا اموال محترمہ کا حلال کر لینا فروج محرمہ کا مباح سمجھ لینا یا ایک آدمی کے قصور پر سارے اہل قریہ کا ہلاک کر دینا یا اموال رعایا مین طمع کرنا بخلاف قانون شریعت مطہرہ کے اور تحصیل مال کے لئے طرح طرح کے حیل مکر وفریب کے بچھانا اور واسطے انتفاع ظلم کے ذرائع مہم پہنچانا انواع فسق وفجور مین مبتلا رہنا اموال

خدا کا لہو و لعب مین صرف کرنا الی غیر ذلک یہ کام اسلئے ہوتے ہین کہ بادشاہ یہ جانتا ہے کہ مجھکو ہر طرحکی قدرت حاصل ہے مجھپر کسی کی حکومت نہین ہے اور ایسے ملوک جوان افعال فسوق وستم سے محفوظ رہین بہت کم ہوتے ہین الا من شاء اللہ وعصمہ ورحمہ **حکایت** بعض سلاطین اسلام کی مجلس مین اہل لہو و فسوق جمع ہوتے تھے اوس شہر مین ایک مرد صالح تھا جس منکر کی اوسکو خبر لگتی یا ظرف خمر دیکھہ پاتا اوسپر انکار کرتا اوسکو مٹاتا ایک دن گزرا اوس شخص کا نیچے سے سکان سلطان کے ہوا بعض جلساء سلطان نے کہا یہ فلان شخص ہے کہ جب کسی آدمی کے ہاتھہ مین برتن شراب کا دیکھتا ہے تو اوسکو توڑ ڈالتا ہے اور جب کسی منکر کو دیکھہ لیتا ہے تو اوسکو مٹا دیتا ہے بادشاہ نے کہا اسکو یہان بلا لاؤ جب وہ آیا تو اوس سے کہا تو ہی وہ شخص ہے جو منکرات کو دیکھکر غریب لوگون پر انکار کرتا ہے اور اونکے برتن خم وغیرہ توڑ ڈالتا ہے دیکھو ہمارے سامنے یہ برتن شراب کے رکھے ہین بھلا ہم جب جانین کہ تو انکو توڑ ڈالے اوسنے کہا مین ایک غریب ضعیف آدمی ہون جو کوئی میری طرح غریب ضعیف ہوتا ہے مین اوپر انکار منکر کا کرتا ہون اسلئے کہ اونپر مجھکو قدرت پہنچتی ہے اور تم بادشاہ ہو سو تمہارا حال وہ ہے جو کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ویسئالونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا فیذرہا قاعا صفصفا لا ترٰی فیہا عوجا ولا امتا بادشاہ رونے لگا اور کہا مجھپر بھی انکار کر اور اوٹھکر ان برتنون کو ان طاقات سے اوٹھا کر پھینکدے اوسنے یون ہی کیا اور بادشاہ نے توبہ کی پھر آیندہ وہ کام نکیا مطلب آیت کے پڑھنے کا یہ ہوا کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی پہاڑ ہو سو پہاڑون کا خاک مین ملانا اور زمین کی طرح ہموار کر دینا کام اللہ کا ہے تمپر انکار کرنا اور تمہارا مٹانا اوس عزیز منتقم کا کام ہے نہ مجھ سے ضعیف بیچارہ بے حقیقت غریب آدمی کا اس سے معلوم ہوا کہ اتصال سلاطین مین نہی آفت ہی نہین ہوتی ہے بلکہ کبھی اراحت عباد و دفع فساد بھی ہوتا ہے ۵

اگرچہ عشق مین صد آفت اور بلا بھی ہے	شابا نہین یہ شغل کچھہ بھلا بھی ہے

ف ہی یہ بات کہ جو موت اموال باشتہ مین ملوک کے ہین اونمین ظلم رعایا پر واقع ہوا ہے
اون اموال کا ملوک ورثہ سے اہل مناصب کو قبول کرنا جائز ہے یا نہین سو جواب اسکا
یہ ہے کہ ہان جائز ہے بدلیل حدیث سقیفہ عمر رضی اللہ عنہ ما جاءک من ھذا المال وانت
غیر مستشرف ولا سائل فخذہ الحدیث علاوہ اسکے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت
ہوتی ہے کہ حضرت نے اہل کتاب پر جزیہ مقرر کیا تھا اور وہ جزیہ اطیب واصل اموال سے تھا
حالانکہ اموال مین اہل کتاب کے اثمان خمر وخنزیر وربا سب تھے اور وہ ان امور کا
تعامل رکھتے تھے یہ بھی آیا ہے کہ حضرت نے ایک یہودی سے طعام قرض لیا تھا اور
اوسکے عوض اپنی زرہ رہن رکھی تھی اس وجہ سے جس کسی شخص کے لئے کچھ وظیفہ یا ادرار
یا اجرات بیت المال سے مقرر ہے اور وہ اوسکو ملتا ہے تو اس شخص کو لینا اوسکا بدون
کشف حقیقت حال کے درست ہے ہان اگر یہ بات جان لی ہے کہ وہ مال بعینہ مال
حرام ہے اور بادشاہ نے رعیت سے بغیر وجہ شرعی جائز کے لیا ہے اور اوسکے واپس کرنے
طرف مالک کے مایوسی کلی حاصل ہوگئی ہے اور اوس مال کو بادشاہ نے اہل علم وفضل مین
صرف کیا ہے تو یہ صرف بھی اپنے موقع پر ہے اور مطابق محل کے واقع ہوا ہے اسلئے کہ
یہی لوگ مصرف اموال مظالم ہین بلکہ احسن مصارف یہی مصرف ہے طعن طاعن کی
حق مین اون اہل علم وفضل کے جو نزدیک سلاطین کے آمد وشد رکھتے ہین یا اہل مناصب
دینیہ ہین راجع طرف طعن ولعن ایک است کثیر کی اہل اسلام سے ہوتی ہے اسلئے کہ
زمانہ خلافت سے اب تک کوئی سلطنت وسلطان خالی صحبت سے اہل علم کے نہین
رہا ہے اگرچہ ایک ہی شہر یا قطر کا حاکم یا والی کیون نہو یہ محض اس طاعن لاعن کا سوء ظن
واعتقاد باطل وخاطر زائف وتخیل فاسد وتصور کاسد ہے کہ وہ اقتدال کو علماء وفضلاء
اہل دیانت والت کے ملوک وامراء سے ناجائز جانتا ہے اور نہین سمجھتا کہ بعض احوال مین بعض
منکرات انکے سبب سے دب جاتے ہین اور بعض منکرات سے چشم پوشی کرنا انکا اس وجہ سے

ہوتا ہے کہ اگر بابت اوس منکر کے زیادہ انکار کرینگے تو اوس سے کوئی اعظم تر منکر واقع ہوگا

حکایت ایک پادشاہ نے ایک شخص کی گردن مارنا چاہا تھا ایک عالم صاحب منصب جو عدم استحقاق اوسکا شرعاً واسطے قتل کے جانتے تھے ہمیشہ اوس سے مدافعت کرتے اور پادشاہ کو گردن مارنیسے روکتے یہانتک کہ آخر کو یہ بات ٹھیری کہ قتل تو نکیا جاوے لکن مار پیٹ کرنا چاہیئے اور وہی عالم اپنے ہاتھ سے اوسکو مارین ناچار ایک مجمع مین اوس شخص کو لیجا کر چند ضربات اوسکے ہاتھ سے لگائے گئے اہل مجمع نے متفرق ہوکر اوس عالم کو گالیان دینا شروع کیا کیونکہ ظاہر مین یہ ایک امر منکر تھا جو اوسکے ہاتھ سے ہوا حالانکہ اوس عالم کا کام انکار منکر تھا نہ ارتکاب منکر یہ اسلئے کہ اون لوگون پر حقیقت امر منکشف نہوئی ورنہ اوس عالم کو دعا دیتے اور نہایت درجہ اوسکی کارروائی سے رضامند ہوتے جاہل نے سمجھا کہ اسنے فساد کیا ہے حالانکہ وہ عین صلاح تھا **حکایت** صاحب شقائق نے نقل کیا ہے کہ پادشاہ روم نے حکم قتل ایک جماعت اہل اسواق کا دیا تھا اسلئے کہ اونھون نے بجا آوری حکم سلطان کی بمقدمہ نرخ بعض بضائع نہین کی تھی پادشاہ باہر آئے اور واسطے قتل کے صف بندی کی گئی بعض علما نے پاس بادشاہ کے جاکر کہا کہ انکا قتل کرنا شرعاً روا نہین ہے پادشاہ سوار تھا یہ پیادہ تھے پادشاہ نے کہا اونھون نے خلاف ہمارے حکم کے کیا ہے انکے قتل مین کوئی جای عذر نہین ہے عالم نے کہا یہ لوگ یہ چیز چاکرتے ہین کہ انکو عزم سلطان کی خبر نہین پہنچی تھی پادشاہ نے غضب شدید مین اگر سواری اپنی روک لی اور یہ بات کہی کہ یہ تمہارا عہدہ نہین ہے عالم نے کہا بلکہ میرا یہی عہدہ ہے اسلئے کہ اسمین حفظ تیرے دین کا ہے اور بچانا دین کا میرے ذمہ پر واجب ہے اور عالم کا یہی کام ہوتا ہے پادشاہ نے اون سب کو رہا کر دیا وہ سب قتل سے بچگئے اس جگہ نظر و بصر عالم کو دیکھنا چاہیئے کہ اگر ابتداء کلام مین وہ مثلاً یہ کہتا کہ مخالفت تمہارے حکم کی واسطے اسکے موجب قتل کی نہین ہے تو وہ بچارے اس کہنے سے ہلاک ہوجاتے رہائی نپاتے اور اگر اس قول سلطان پر خاموش رہتا کہ یہ تیرا

عہدہ مہین سے تو وہ معقول ہوجاتے لکن عالم نے ایک وسیلہ معقولہ پیش کیا جسکا بڑا اثر سلطان
سلطان مین پیدا ہوا اور اگر کوئی شخص جسکو حقیقت اس حال کی معلوم نہین ہے اس عالم کو
سنے گا تو یہی کہیگا کہ مساعدت کرنا اوس عالم کی مخالفت امر سلطان مین اور عدول کرنا اوسکا
طرف عدم متابعت حکم سلطانی کے امر مکروہ ہے اور اوس عالم کو مداہن فی الدین سمجھیگا اگر عقل سے
تو معلوم کریگا کہ اس عالم نے کتنا بڑا عمدہ کام کیا کہ ایک جماعت مسلمین کو قتل سے بچالیا اس
سے معلوم ہوا کہ بعض افعال مخالف شریعت بعض حالات مین اور اسی طرح بعض اقوال مخالف دین
کسی خلاف مقتضای ظاہر ہوتے ہین حالانکہ نفس الامر مین اعظم حسنات احسن طاعات ہین
ہر جو کام مختل ہے اوسکا کیا ذکر ہے اسلیے کسی مسلمان کو نہ چاہیے کہ انکار مین مسارعت کرے
عیبت دبستان مین مدون تحقیق حال کے میسر جائے یہ شتاب کاری جہل صریح وحمق واضح
ہوتی ہے بلکہ ایسا عالم فاضل دیندار جسکی وجہ سے بادشاہ کسی قدر راہ راست پر آوے لائق
دعوات کے ہوتا ہے نہ مستحق انکار لکن جہال اکثر خلق کا یہ ہے کہ اگر ایسی بات سنتے ہین تو
اوسکو جھپار کہتے ہین اور اگر بری بات معلوم کرتے ہین تو اوسکو سپیلا لیتے ہین کما قال ؎

ان سمعوا الخیر یخفوہ وان سمعوا	شرا اذاعوا وان لم یسمعوا کذبوا

یہ ترجمہ ہے بعض عبارات کتاب دلیل الطالب کا جو تمام تقریر اس مقام کی ہمنے کتاب مذکور مین
لکھی ہے **حکایت** سنوکانی رح نے ذکر کیا ہے کہ ایام طلب علم مین اجتماع ہمارا ساتھ ایک
جماعت اہل علم کے ہوا تھا بعض علماء نے ایک وزیر کی بیحد مذمت کی اور خوب ہی برا بھلا
اوسکو کہا یہ متکلم مذکور سے کہا مین تجھکو اللہ کی قسم دیتا ہون کہ تو میرے سوال کا سچا جواب دے
کہا بہتر ہے کہا یہ ملے ابرو ئی و بد گوئی اوس وزیر کی جو تو نے کی کسی وارث دینی کے سبب سے
کی ہے جسکو تو اپنے جی مین پاتا ہے اسلیے کہ اوس وزیر نے جسکو تو نے اسقدر برا بھلا کہا از راہ
کسی منکر کا کیا ہے یا کسی مظلمہ پر جرات کی ہے یا کوئی مظالم اوس سے وقوع مین آئے ہین
یا یہ برائی اوسکی اسلیے ہے کہ وہ دنیا مین خوش حال آسودہ خاطر صاحب جیش و نعمت ہے اوس

شخص نے تھوڑی دیر فکر کی کہا لیس ذلک الا لکون الفاعل ابن الفاعل یلبس الناعم من الثیاب ویرکب الفارہ من الدواب یعنے یہ اوسکا کمال نہیں ہے اوسکو اسلئے ہے کہ وہ حرامزادہ اچھے اچھے کپڑے پہنتا ہے اور عمدہ عمدہ جانوروں پر سوار ہوتا ہے اس طرح کے اور چند مقالات اوسکے گن کر بتائے سارے حاضرین مجلس ہنس پڑے تب مینے اوس شخص سے کہا کہ یار اتو تو ہی ظالم ہے اس مظلمہ کا مواخذہ کل تجھسے سامنے اللہ قادر کے ہوگا اور حشر تیرا ہمراہ اون ظالموں کے ہوگا جو ناحق کسی کی آبروریزی کرتے ہین کیونکہ ظلم آبروریزی کا اشد مظالم ہے مال کا مظلمہ آبرو کے مظلمہ سے کم ہوتا ہے ؎

یھون علینا ان تصاب جسومنا	وتسلم اعراض لنا وعقول

مصداق اس حکایت کی اس زمانہ آخر مین نزدیک اہل بلد واہل عصر کے جو بالغ بمبلغ محسود نہین ہین بعض ہمسے غربا الدیار ہین جنکو کوئی واسطہ صوری ومعنوی سا تھہ ان حسّاد اعوادکے نہین ہے وللہ الحمد اللھم انا نعوذ بک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء

تو انم آنکہ نیازارم اندرون کسے	؎	حسود را چکنم کو ز خود برنج درست	

میری گزارش تمدست ہین ان حسّاد واعدا کے یہ ہے ؎

تمنی رجال ان اموت وان امت		فتلک سبیل لست فیھا باوحد	

بہرحال اہل علم نے فرمایا ہے کہ ظلمۂ اعراض بہ نسبت ظلمۂ اموال کے جرمی تر ہوتے ہین اسلئے کہ ظالم مال کے لئے ظلم پر کوئی وازع ہوتا ہے کہ وہ یہی مال ہے جس سے قیام عیش وبقا حیات کا ہے اور وہ بسبب اس مظلمہ کے اپنی دنیا مین منتفع بھی ہوتا ہے گو صحت بحت وحرام صرف ہی کیون نہو بخلاف ظالم اعراض کے کہ اوسکو سوای خیبت وخسران کے کچھہ بھی ہاتھہ نہین آتا ہے اور نفوس شریفہ اوس سے نفرت کرتے ہین اور طبایع سلیمہ اوسکو ذلیل وخوار سمجھتے ہین وباللہ التوفیق

آج ۲۸ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ ہجری روز شنبہ کو یہ رسالہ چہ دن مین آغاز سے تا انجام پہنچا والحمد للہ اولا واخرا

فہرست رسالہ سعۃ المجال

مقدمہ بیانمین تاکید اکل حلال کے

باب اوّل اس بیانمین کہ سترزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھ سے کمایا ہے اور طلب رزق میں اجمال چاہیئے نہ حرص علی المال۔

باب دوم بیانمین بیع حرام وغیرہ کے

بیع خمر
بیع مردار
بیع خوک
بیع اصنام
بیع سگ
بیع گربہ
بیع حون
عسب فحل
بیع شحم میتہ
بیع عنب
بیع زبیب
بیع امرد
بیع کنیز
بیع چوب بہ آلات لہو
بیع سلاح
بیع مسکرات
بیع شراب
بیع آب زائد
بیع پرندہ در ہوا
بیع ماہی در دریا
بیع ضالہ
بیع غلام گریختہ
بیع حبل الحبلہ
بیع منابذہ
بیع ملامسہ
بیع ثمر در بستان
بیع مال غنیمت قبل قسمت
بیع ثمر قبل صلاح
بیع صوف بر پشت
بیع روغن در شیر
بیع محاقلہ
بیع مزابنہ
بیع معاومہ
بیع محاضرہ
بیع عربون
محصول آبکاری
اجیر کالی بکالی
بیع قبل قبض
بیع قبل فدن
استثنار مجہول در بیع
تفریق صفقہ بیع والدہ و ولد
بیع حاضر لبادی
تناجش
شرار علی المشتار
تلقی رکبان
احتکار طعام
تسعیر حاکم
وضع جوائح
سلف و بیع
شرطین فی البیع
دو بیع در یک بیع
ربح مالم یضمن
بیع شئے غیر موجود
بیع صکوک

باب سوم بیان ان مین مکاسب محرمہ کے

ربا یعنی سود خواری
ربا فضل
ربا نسار
ربا قرض
بیع میوہ تر بخشک
بیع جنس بجنس باتفاوت
نسا دی
تحمیل در دریا
فروخت لحم بحیوان
بیع عینہ

غش فی البیع
بیع حرّ
قمار
غصب
سرقہ
خیانت
شہادت زور
اخذ مال بحلف کذب
اخذ مال بلہو ولعب
شراء مال سرقہ
مکس
مال یتیم
جحد عاریت
اکل رشوت
نقص کیل
نقص وزن
سحر
نجوم
زنا
لوطیہ
دلالی

رشوت
آکل ربا
موکل ربا
بیع شئی معیب
تصویر سازی
گدائی
نقص ذرائع
اخذ قرض بہ نیت عدم وفا
شراء بنیت عدم ادائے ثمن
مال وقف ناجائز
لقطۂ ناجائز
مال وصیت
مال ودیعت
اجرت رقص
اجرت سرود
اجرت مسخرگی
اجرت دروغ
اجرت وکالت ناجائز
اجارۂ ظالمانہ

باب چہارم بیان مکاسب محرمہ کے

مطاعم وماشربہ محرمہ کے

مردار
خون
لحم خوک
ماأہل بہ لغیر اللہ
منخنقہ
موقوذہ
مترویہ
نطیحہ
بقیۂ اکل سبع
مذبوح علی النصب
ذبیحہ علی اسم غیر اللہ
ذبح للہو واللعب
اکل سوائب وبحائر وغیرہما
ذبح للسلطان
ذبح الشیطان
اجرت استسقام
اکل نجاست
اکل شئی حرام
اکل شئی مستقذر
اکل شئی مضر
اکل نباتات ذات الروائح الکریہہ

حشیشہ
افیون
بنج
عنبر
زعفران
جائفل
قات
تماکو
گوشت خر
دواء حرام
دواء المسکر
مستخبث
قنفذ
سم
اکل لحم جلالہ
شرب لبن جلالہ

باب پنجم بیان انواع اموال وحقوق وغیرہا کے

غنائم
فیئ
زکوات

کرایۂ مکانات
کرایۂ دوابّ
صدقۂ فطر
لحم اضحیہ
مال مہر
مزدوری
نوکری چاکری
کسب حجامت
مہربغی
حلوان کاہن
اجرت اذان نماز
قفیز طحان
اجرت تلاوت قرآن
کرایۂ زمین یہ حلال ہے
آمدنی جاگیر
احیاء موات
مال کتابت غلام
ہدیہ
آمدنی نذر قبور واموات
واعراس
آمدنی دیت قتل

مال موصی بہ
مال میراث
طعام میزبان
زراعت
تجارت
خیاطت
آہنگری
معماری
درودگری
غزل
نسج
فلاحت
صید
غواصی
مسناری
شیشہ گری
خشت پزی
کتابت کتب
باورچیگری
کاغذی
رنگریزی

سنگ تراشی
وزن کشی
تیراندازی
طبع کتب
شتربانی وغیرہ
عطر فروشی
بیضہ فروشی
روغن فروشی
نعلین فروشی
جامہ فروشی

باب ششم بیان
مین تیسیر اکل حلال
کے ہر زمانے مین

اصل اوّل
اصل دوم
اصل سوم
اصل چہارم
اصل پنجم
شرح حدیث مشتبہات
حلال بیّن
حرام بیّن

مشتبہ

خاتمہ بیان
مین جواز کسب رزق
کے واسطے اپنے اور
اہل وعیال کے اور
طلب تونگری

اتصال بملوک
احتمال از ملک
تسلّط

صحت نامہ سبحۃ المجال

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴	۶	ہوا تھا	تھا
۶	۱۵	بیمت	بہت
۱۵	〃	بیل	پہل
۱۶	۱۴	مزانبہ	مزابنہ
〃	۱۵	کاعوض	کوعوض
۲۱	۱۱	وقیل	قبل
۲۴	۱۶	فیھا	فیھما
۲۵	۴	حسرواً	خسروا
۲۶	۱۰	بناتے	بتاتے
۲۸	۱۱	تلادہ	قلادہ
۳۲	۱۳	ابن	وابن
〃	۱۹	رکھا	نہ رکھا
۳۰	۱۷	پڑہے	پڑہتے
۳۷	۲	اتفاق	الفاق
۳۸	۱	اسی	ایسی
۴۰	۱۶	یہ ذکاۃ	نہ ذکاۃ
〃	۱۷	لپٹنا	لپٹا
۴۱	۱۴	آیت	آیت کے
۴۵	۱	مہکر	سکر
۴۷	۱۸	قرانی	قرانی
〃	۷	〃	〃
〃	۴	خشیشہ	حشیشہ
۵۲	۲	ہاتہ	ہاتھہ
۵۵	۱۰	شراب	شرب
۵۹	۲۰	ہوتے	ہوتے
۶۳	۲	باب	باب سبے
۶۷	۹	اورایس	اورلیس
۷۱	۱۸	اسدم	اسوقت
〃	۲۱	رکوع	اکوع
۷۲	۶	جوینی نے	جوینی
۷۷	۱۴	لحیان	لحمان
۷۹	۱۴	بادیہ	جاریہ
〃	۱۸	بجہ	بچہ
〃	۲۰	کیاہے	ہے
۸۲	۸	بہ حکم	یہ حکم
〃	۱۵	سبب	لسبب
۸۳	۲۱	استکبار	استکشاف
۸۴	۳۰	الطالب	الطالب

قطعه فارسی بطور تقریظ کتاب سعة المجال از تصنیف احمد خان صوفی مهتمم مطبع مفید عام آگره سلمه الله المتعال

میر صدیق حسن خان بهادر نواب — خامه لشت که صد گوهر تابان ریزد
از تصانیف تو صد نعمت الوان پیدا — بر کتاب تو شکر در دهن جان ریزد
رشحه کلک تو بر صفحه فرشاند گوهر — همچو آن قطره که از ابر بهاران ریزد
لب شیرین تو در خلق و جهان شور افگن — صد سکندر ز دل ز ظلمی سحبان ریزد
گوش گل از سخن پاک تو چون کان گهر — پیش رنگ برش تو رنگ گستان ریزد
از نی کلک تو بهتر نتواند که زند — نغمه بر نغمه اگر مرغ خوش الحان ریزد
شاخ سرسبز قلم صد گل مضمون بخشد — همچو آن نخل که اثمار شکر آن ریزد
قلمش حاصل صد کان مدد وقت رقم — لب لعلش دُر و یاقوت درخشان ریزد
دل و جان باد فدا ر همه تصنیف جدید — که سلسبیل رنگ لطیفه به سفرزیان ریزد
بر کتاب تو اگر حرف بگیرد ناکس — سطر سطرش بگلاب گل صفاهان ریزد
رنگ گیرد چو چمن کاغذ ابیض بگفت — از نی خشک قلم سنبل و ریحان ریزد
کرد تسخیر دل من به لسان العصر فان — آنکه نورے به دل مرد مسلمان ریزد
گرد مے حقه لعلش بتکلم آید — گوهرے چند بهر حیث بداماں ریزد
آتش لعل کند از لب لعلین خاموش — آبروے گهر از گوهر دندان ریزد
حضر وقت است که از دیده گران مایه خوش — در لب تشنه دو صد چشمه حیوان ریزد
دور نواب باد دیده که نخورخون و فخور — باده در جام اگر لاله ستان ریزد
صوفی از درد و غم کثرت عصیان شبها — لخت دل همره اشک از مژه گان ریزد